صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف تاء فوقانی
۲۰	تابان - میر عبدالحی جہان آبادی
〃	تپش - مرزا جان دہلوی....
۲۱	تجلی - میر محمد حسن دہلوی....
〃	تسلیم - منشی انوار حسین سہسوانی -
〃	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی
〃	تسکین - میر حسن دہلوی...
۲۲	تصویر - بتن دہلوی.....
〃	تعشق - سید محمد دہلوی....
۲۳	تمنا - غیر معلوم مقیم کلکتہ....
〃	تمنا - اسحاق خان دہلوی...
〃	تمنا - محمد عیسےٰ دہلوی......
〃	توقیر - عبدالقادر پنجابی.....
	حرف ثاء مثلثہ
〃	ثاقب - نواب شہاب الدین خان دہلوی
	حرف جیم تازی
۲۴	جرأت - شیخ قلندر بخش دہلوی...
۲۵	جلال - حکیم سید ضامن علی لکھنوی
۲۶	جلیل - سید جلیل احمد سہسوانی -
〃	جمیل - سید جمیل احمد سہسوانی...
۲۶	جودت - عبدالہادی ساکن قصبہ نیوتنی ضلع لکھنو......
۲۷	جوشش - شیخ محمد روشن عظیم آبادی
	حرف حاء مہملہ
〃	حالی - مولوی الطاف حسین پانی پتی
۲۸	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی...
۲۹	حسن - سید غلام حسن دہلوی -
〃	حکیم محمد پناہ خان......
〃	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی..
۳۰	حیران - میر حیدر علی......
	حرف خاء معجمہ
〃	خضر - مرزا خضر سلطان دہلوی
〃	خلیل - میر دوست علی لکھنوی.
〃	خلیل - محمد ابراہیم خان لکھنوی..
	حرف دال مہملہ
۳۱	داغ - نواب مرزا خان دہلوی.
۳۵	درد - خواجہ میر دہلوی....
۳۶	دیوانہ - رائے سرب سنگھ....
	حرف ذال معجمہ
۳۷	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی.

حرف الف ممدودہ = [illegible]　　　　شاعر [illegible]

٦ آتش - خواجہ حیدر علی　　　　١٧ انور - سید شجاع الدین دہلوی

// آزاد - مرزا ابوالمظفر شاہ　　　　// ایجاد - مرزا رحیم الدین

// آرزو - [illegible]

باء الموحدہ

٧ آشفتہ - مرزا رضا قلی [illegible]　　　　١٨ [illegible] - شیخ امداد علی لکھنوی

٨ آشفتہ - سید منور علی دہلوی　　　　// [illegible] - [illegible]

/ آشفتہ - گلاب [illegible] دہلوی　　　　// [illegible]

/ آشوب - مرزا امداد علی خاں [illegible]　　　　// [illegible]

// آہی - میر عبدالرحمن　　　　/ [illegible]

حرف الف مقصورہ　　　　١٩ [illegible] - جعفر [illegible]

٩ از - سید محمد [illegible]　　　　/ بیان - خواجہ احسن الدین دہلوی

// از - [illegible]　　　　// بیتاب - عباس علی خاں

// احسان - حافظ عبدالرحمن خاں دہلوی　　　　/ بیدار - میر محمدی دہلوی

١٠ اعظم - [illegible]　　　　/ بیمار - [illegible]

/ احمد - قاضی محمد صادق خاں　　　　٢٠

١١ اثر - منشی مظفر علی خاں [illegible]

// [illegible]

١١ افسوس - میر [illegible] علی

/ افضل - مرزا افضل علی

// [illegible]

// امیر - منشی امیر احمد لکھنوی

١٦ [illegible]

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۵۸	شورش - غلام احمد دہلوی .....
"	شہرت - مرزا حاجی نبیرہ شاہ عالم بادشاہ
۵۹	شہیدی - منشی کرامت علیخان لکھنوی
۵۹	شہید - حافظ حافظ محمد خان رامپوری
۶۰	شیدا - میر جبو جان دہلوی ...
"	شیفتہ - نواب مصطفےٰ خان بہادر دہلوی
	حرف صاد مہملہ
۶۲	صابر - مرزا قادر بخش شہزادہ دہلی ..
۶۳	صادق - میر جعفر علیخان دہلوی ..
"	صبا - میر وزیر علی لکھنوی ....
"	صبا - منولال لکھنوی .....
"	صبا - منشی محمد صابر حسین سہسوانی ..
۶۵	صفا - مرزا سعید الدین .....
"	صفا - پیرن شاہ دہلوی .....
"	صفدر - مرزا صفدر بیگ کرنالی ..
"	صفدری - میر صادق علی .....
۶۶	صفیر - میاں جان دہلوی ...
	حرف ضاد معجمہ
"	ضابط - مہر علی دہلوی .....
"	ضاحک - میر غلام حسین دہلوی ..

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
"	ضیا - میر ضیاء الدین دہلوی ...
	حرف طاء مہملہ
"	طالب - مرزا سعید الدین خان دہلوی
۶۷	طرب - مولوی رحیم بخش تھانیسری
"	طرز - احمد حسین دہلوی .....
	حرف ظاء معجمہ
"	ظفر - ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی
۶۸	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی
	حرف عین مہملہ
۶۹	عارف - میر عارف علی ساکن امروہہ
"	عارف - نواب زین العابدین خان
۷۰	عرشی - میر احمد حسین برادر کلاں امیر الملک
	والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
"	عرشی - منشی عبد الحی کاکوروی ...
"	عزیز - مولوی عبد العزیز خلف مولانا صہبائی
۷۱	عزیز - محمد عبد العزیز خیر آبادی ...
"	عشق - شاہ رکن الدین دہلوی ...
"	عشق - حکیم میر عزت اللہ خان ....
"	عشق - شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ
	حرف غین معجمہ

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف راے مہملہ	۵۰	سپہر - شتاب خان دہلوی
۴۴	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی	〃	سرور - مرزا رجب علی بیگ لکھنوی
〃	راغب - شیخ غلام علی	۵۱	سرور - اعظم الدولہ نواب میر
〃	راقب - احمد حسین		محمد خان دہلوی
〃	راقم - رای بندرابن ساکن متھرا		...ن جابی
۴۵	رحمت - رحمت علی دہلوی		سودا - مرزا رفیع ......
〃	رشک - میر علی اوسط لکھنوی	۵۴	سوز - محمد میر دہلوی ....
〃	رشکی - نواب محمد علی خان دہلوی	〃	سوز - مولوی عبدالکریم خلف
〃	رفعت - مرزا پیارے دہلوی		حضرت صہبائی ......
۴۶	رمز - فتح الملک بہادر ولیعہد بہادر شاہ	۵۵	سید - میر غالب علیخان دہلوی
	دہلوی		**حرف شین معجمہ**
〃	رنج - میر محمد نصیر محمدی دہلوی	〃	شادان - مرزا حسین علی دہلوی
〃	رند - سید محمد خان لکھنوی ...	۵۶	شائق - خواجہ فیض الدین ساکن دہار
۴۷	رنگین - سعادت یار خان دہلوی	〃	شرر - مرزا غیاث الدین دہلوی
〃	روشن - روشن شاہ بریلوی	〃	شرف - میر امام علی فرخ آبادی
	حرف زاے معجمہ	〃	ششدر - مرزا روشن الدولہ
〃	زار - حافظ امام بخش تھانیسری	۵۷	شعلہ - علی رضا خان حیدرآبادی
۴۸	زکی - شیخ مہدی علی مرادآبادی	〃	شکیبا - غلام حسین دہلوی ...
	حرف سین مہملہ	۵۸	شمس - میر آغا علی لکھنوی
〃	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدرآبادی	〃	شمیم - میر قدرت علی سہسوانی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف اللام
۸۷	لطف - مرزا علی دہلوی .....
	حرف المیم
״	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ لکھنوی
״	ماہر - مرزا جمعیت شاہ دہلوی -
۸۸	مائل - میر مہدی دہلوی .....
״	مائل - میر عالم علی خان سہسوانی
״	مادھو رام ساہوکار فرخ آباد ..
۸۹	مبین - حافظ غلام دستگیر ...
״	مجروح - میر مہدی حسین دہلوی .
״	محبت - نواب محبت خان شہباز جنگ رئیس کٹہیر ....
״	محمود - حافظ محمود علیخان ...
۹۰	محنت - مرزا حسین علی دہلوی -
۹۰	مخبر - محمد احسان اللہ دہلوی ..
۹۰	مرہون - مرزا علی رضا دہلوی ....
۹۰	مسرور - نواب غلام حسین خان بہادر دہلوی
״	مشتاق - لالہ بہاری لال دہلوی .
۹۱	مشیر - حافظ قطب الدین دہلوی
״	مصحفی - غلام ہمدانی ساکن امروہہ

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۹۲	مظہر - مرزا جان جانان .....
۹۳	معروف - نواب الٰہی بخش خان دہلوی
۹۴	معین - معین الدین دہلوی
۹۵	ممنون - میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ..
۹۶	منت - میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا سونی پتی ....
״	منتظر - نور الاسلام لکھنوی ...
״	منشی - میر محمد حسین دہلوی ....
״	منیر - سید اسمعیل حسین شکوہ آبادی
۹۷	مومن - حکیم مومن خان دہلوی ..
۱۰۱	مونس - سید اعظم حسین ......
״	مہجور - نقشبند خان خلف نواب مصطفے خان
۱۰۲	مہر - مرزا حاتم علی لکھنوی ....
״	میر - میر تقی اکبر آبادی ......
۱۰۷	میکش - ارشاد احمد دہلوی -
	حرف النون
۱۰۸	ناسخ - شیخ امام بخش لکھنوی ..
۱۰۹	ناظم - نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور ....

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۷۴	غالب - مرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ دہلوی
۷۵	غضنفر - غضنفر علی خان لکھنوی ۔۔
״	غمگین - میر عبد اللہ شاہجہان آبادی
	حرف الفاء
۷۶	فاخر - مرزا جھینگا دہلوی ۔۔۔۔۔
״	فاخر - منشی محمد فاخر حسین سسوانی -
״	فدا - مرزا بلند بخت شہزادہ دہلی -
״	فدا - فدا حسین خان لکھنوی ۔۔۔۔
״	فراق - حکیم ثناء اللہ خان ۔۔۔۔۔
۷۷	فروغ - محمد عمر سلطان دہلوی ۔۔۔
״	فصیح - مرزا جعفر علی لکھنوی ۔۔۔
״	فغان - اشرف علیخان عظیم آبادی
״	فیض - میر فیض علی لکھنوی ۔۔۔۔
״	فیض - فیض الحسن سہارنپوری
	حرف القاف
۷۸	قابل - مرزا علی بخش شاہزادہ دہلی
״	قاسم - سید قاسم علیخان لکھنوی
״	قاسم - حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی
۷۹	قائم - شیخ قیام الدین چاند پور ضلع مرادآباد

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
۸۰	قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی
״	قسمت - نواب شمس الدولہ دہلوی
۸۱	قلق - امجد علی لکھنوی ۔۔۔۔۔۔
״	قلندر - شاہ قلندر ۔۔۔۔
״	قمر - قمر الدین نائب غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
״	قمر - قمر الدین خان اکبرآبادی ۔
״	قناعت - مرزا غلام نصیر الدین دہلوی
۸۲	قیس - مرزا احمد علی بیگ لکھنوی ۔
״	قیصر - مرزا خدا بخش دہلوی ۔۔۔
	حرف کاف تازی
״	کامل - مرزا ناصر الدین دہلوی
״	کرم - شیخ غلام ضامن ساکن کوتانہ
۸۳	کلیم - میر محمد حسین دہلوی ۔۔۔۔
״	کلیم - سید نور الحسن خان ابن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۸۵	کوثر - مرزا مہدی لکھنوی ۔۔۔۔
۸۶	کیف - شیخ فضل احمد لکھنوی ۔۔۔
	حرف کاف پارسی
״	گویا - حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان لکھنوی

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

بعهد معدلت مهد جناب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیه ریاست بهوپال نسخهٔ نوربخش قلب سلیم مسمی به

تذکرهٔ طور کلیم

۱۲۹۸ھ

ابوالخیر سید نور الحسن خان صاحب سلمه الله تعالی

باهتمام و تصحیح تام امیدوار رحمت یزدان علی احمد خان المتخلص صوفی سلمه الله المنان

در مطبع عام مفید آگره جلوهٔ انطباع پذیرفت

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
١١٥	نثار - محمد امان دہلوی .....
"	ناسخ - ابو محمد عبد الغفور ......
١١٦	نسیم - اصغر علیخان دہلوی ....
"	نصیر - شاہ نصیر الدین دہلوی
١١٧	نطق - مقصود احمد کاکوروی ..
"	نظام - نظام شاہ رامپوری ..
"	نواب امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر .....
١١٨	نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور
	حرف الواو
١٢٥	وحشت - میر غلام علیخان مرادآبادی

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
١٢٦	وحشت - مولوی حافظ رشید النبی
"	وزیر - خواجہ محمد وزیر لکھنوی
"	وقار - رائے کشن کمار تعلقہ دار مرادآباد ....
	حرف الہاء ہوز
١٢٧	ہدایت - ہدایت اللہ خان دہلوی
"	ہوس - مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
	حرف الیاء
"	یاس - حافظ حفیظ الدین دہلوی
١٢٨	یاس - خیر الدین دہلوی ....
"	یقین - انعام اللہ خان دہلوی -

فہرست فروغ دوم تذکرہ طور کلیم

صفحه	نام
١	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف فرملی
٩	سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک
١٣	دیوان سید رحمت اللہ ......
٢٥	میر عبد الجلیل بلگرامی ....
٢٩	سید غلام نبی ....
٨٧	سید برکت اللہ متخلص بہ پیمی ..
١٢٠	خاتمۃ الطبع از افتخار الشعرا آغا محمد خان شہیر
١٢١	قطعہ تاریخ از نواب مرزا خان داغ
"	ایضاً از سید جمیل احمد سہسوانی ..
"	ایضاً از سید قدرت علی شمیم سہسوانی

صفحه	نام
١٢٢	ایضاً از منشی اخلاد علی سہسوانی ..
"	ایضاً از منشی شاکر حسین شاکر ..
"	ایضاً از ابو النصر سید علی حسن خان متخلص بہ سلیم
١٢٣	ایضاً از منشی صابر حسین صاحب صبا
"	ایضاً از منشی سید جمیل احمد سہسوانی
"	ایضاً از مولوی عبد الباقی سہسوانی
١٢٤	ایضاً از منشی فدا علی متخلص بہ فارغ .
١٢٥	ایضاً از محمد ابراہیم متخلص بہ خلیل
"	خاتمہ بطرز تقریظ از احمد خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ .....

زبان کردہ آید کہ ہر بیت را گنجینۂ معانی توان گفت و خزینۂ مضامین توان سنجید
ہمانا بر دو فروغ آنرا مشتمل کردیم نخستین فروغ نظر افروز نظار گیان است بخاطر
فریبیہاے اشعار ریختہ آرایان فروغ دوم نظارہ سوز ژرف نظران ست بدلکشیہاے
افکار نغمہ سرایان ہندی زبان

نخستین فروغ

مخفی مباد کہ موجد زبان ریختہ **ولی** را گفتہ اند کہ ولی اللہ نام داشت و بعضے
ولی محمد گفتہ اند در زمان بادشاہ عالمگیر از اولاد شاہ وجیہ الدین گجراتی رح بود
و تحقیق آنست کہ قبل وے نیز از مشعر ابودہ اند در دکن امّا تا زمان وے دیگرے
برتبہ اش نرسیدہ و موجد گفتنش را علت ہمین باشد از زبانیکہ او دارد تا زبانیکہ
درین زمان رائج است خیلے تفاوت است امابہرحال حق اوستادیش بر جمیع
ریختہ سنجان ثابت است و عدول بعید از عدل اماکتبہٗ نواب محمد مصطفےٰ خان
المرحوم الدہلوی المتخلص شیفتہ آورا دیوانیست قطع نظر از محاورات مضمون مناسب
می یابد فاسمع وکن من الشاکرین ۵

خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط		نشۂ ہوش ہے اس بادۂ حیرانی مین کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہرگاہ زبانش رواجی پذیرفت و ہنجار رے پیدائی گرفت سخن سنجان تقلید وے
پیش گرفتند ہمچو میر معز موسوی خان فطرت و میرزا عبد القادر بیدل و میرزا عبد الغنی
بیگ قبول بہرکیف اوائل عہد محمد شاہ بادشاہ و سنہ سی و سہ و یازدہ صد بود
کہ دیوان ولی از دکن در شاہجہان آباد رسید و غازۂ اشتہار بر رو کشید استعداد

بسم الله الرحمن الرحيم

کاسه لیس سخن آرایان نغز گفتار **کلیم** هیچمیرز شایسته آن دید که آغاز این نامهٔ
بسپاس مواهب جمیلهٔ خداوند آسمان و زمین صورت بخش معنی آفرین دانش پیرای
بینش افزای بیارایده و بستایش گزین فرخشور گرامی دستور برترین پایه بزرگ سرمایهٔ نقش
یسین نور اولین جاودانی سعادت گرد آرد صلی الله علیه و آله و صحبه و سلم اما این
دامن زیر سنگ را نه پایاب آن داده اند و نه نیروی این بخشیده جائیکه عقاب
پر بریزد از پشهٔ لاغری چه خیزد سخن مختصر کنیم و عنان بسوی دیگر برتابیم روشن باد
که دل هوس پیما آرزو میکرد تا پارهٔ از اندیشهای آسمان پیمای قافیه سنجان ریختهٔ
آرای بشیرازهٔ جمعیت درکشد و خوشترین سرمایهٔ ذوق فراهم آرد بمانا بقلا ورزی
بخت و تنومندی همت آن آرزوی دیرینه بال گشائش گشادن گرفت دیوانها
بخود کشیدم و تذکره ها بهم رسانیدم خامه در دست گرفتم و روش انتخاب گزیدم هنوز
این نقش چنانکه شاید بکرسی نه نشسته بود که تحریک احباب و تقاضای اصحاب بلازم
آورد که پایان این تذکره که مسمی به **طور کلیم** است بر افکار نغمه سرایان هندی

ہجر کی زندگی سے موت بھلی	کہ جیسے سب کہیں وصال ہوا
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو	اوٹھہ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم	اندنون کیا شراب سستی ہے

مخفی مباد درین گروہ حاتم کلامی فصیح تر دارد اما کسے ازینہا محاورات قدیمہ را ترک نگفتہ سپس مرزا مظہر و میر درد و میر تقی میر و میرزا سودا و جعفر علی حسرت و قلندر بخش جرأت و مصحفی و انشا و میر حسن و شاہ نصیر زمانا بعد زمان زبان ریختہ را صفائی دادند کہ از تلاحق افکار شانی دیگر یافت آخرالامر از دہلویان مومن خان و شیخ ابراہیم ذوق و میرزا غالب و از ارباب لکھنؤ شیخ امام بخش ناسخ و خواجہ حیدر علی آتش زمین شعر را باسمان بردند و تصرفہاے شایستہ بجا آوردند فکار این اوستادان در ضمن تذکرہ رقم خواہد پذیرفت اینجا کشف حقیقت کار منظور بود پس پوشیدہ نماند کہ آئین انتخاب ما آنست کہ ہر شعر کہ از دیدہ بدل فرورود چون در مکنون در سلک بیان کشیم و این فروہیدہ متاع از ہر کجا کہ بچنگ در آید بمسرت تمام برگیریم عام از آنکہ از دکان گرانمایگان باشد یا از کالاے بے بضاعتان چہ مدعا از نیکوئی متاع ست نہ نظر بپایۂ خداوندش اما جاے چند بینی کہ آئین نگاہ نداشتیم و قطع نظر از رطب و یابس کردیم آنرا سببے بودہ باشد مثلا اشعار سرب سنگھہ المتخلص بہ دیوانہ در خور انتخاب نبود غرض آن نیست کہ او را کلام دلچسپ نبودہ باشد بلکہ آنچہ ما یافتیم مطبوع نیفتادہ لیکن از انجا کہ او استاد جرأت و از مشاہیر شعرا بود ناچار از غث و سمین در گذشتیم و آنچہ بہم رسید برنگاشتیم و علی ہذا القیاس ہر جا کہ از مذاق افتادہ شعری بینی وجہے داشتہ باشد گرد آوردن جمیع وجوہ طولے داشت بر قصور فہم منتخب حمل نیفتد معہذا ۵

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام می و گفت عیب پوشیدن

پیوندان ہمت برگماشتند و روش ولی را تازگی با دادند از مشاہیر آن عہد آبروست و سجاد و پیام و ناجی و زکی و حاتم ٭

آبرو نامش نجم الدین ست المعروف بہ شاہ مبارک دہلوی از اولاد محمد غوث گوالیاری رح بود و با خان آرزو نسبت تلمذ و رابطۂ قرابت داشت بہ صنعت ایہام مائل بود در عہد محمد شاہ وفات یافت او راست ؎

سر سے لگا کے پاون تلک دل ہوا ہو نین	یان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہو نین
کون چاہیے گا گھر بسی تجھکو	مجھہ سے خانہ خراب کی سی طرح

سجاد میر سجاد اکبرآبادی خلف میر محمد اعظم از تلامذۂ آبروست ہنگام ورود دہلی بزم مشاعرہ می آراست از وست ؎

رات اور زلف کا یہہ افسانہ	قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

پیام شرف الدین علی خان اکبرآبادی از مشاہیر شعراء فارسی بود منہ ؎

دلی کے کج کلاہ لڑکون نے	کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہین آتا	ٹوپی والون نے قتل عام کیا

ناجی محمد شاکر دہلوی در ۱۱۶۵ھ از جہان رفت و دیوانے یادگار گذاشتہ با صنعت ایہام رغبتی داشت ؎

تری نگاہ کی حسرت سے ای کمان ابرو	ہمارے سینہ مین تودہ ہوا ہی تیرونکا

زکی جعفر علیخان دہلوی از امراے شاہ عالم بادشاہ ؎

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی	ہاتھہ سے ہاتھہ ملے چیخا سی سینہ کوٹا

حاتم شاہ حاتم نامش شیخ ظہور الدین مرد سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود مرزا رفیع سودا از شاگردان اوست در آغاز حال بروش ولی حرف میزد پس ہنجار پسینیان گرفت زاید بر صد سال زندگانی کرد ؎

آگہی پیوند ندیده باشی که سخن را بدین خوبی بکرسی نشانده باشد در هر زبان
ساده پرکار حرف میزند هم در ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد و هم بلہجہ تازی
نسخہ سامری می طرازد حضرت آزرده و میرزا غالب و مومن خان و جناب شیفتہ
همصحبت بوده اند و بایکدیگر پیوند استوار داشته ه

یہ کہکے رخنہ ڈالے اونکی نقاب مین
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب مین

مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین

پرزے پرزے نکرو نامہ مرا ان دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہین

کاش مقبول ہو دعاے عدو
کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

اوسی کی سی کہنے لگے اہل حشر
کہین پرسش دادخواہان نہین

آنکھون سے دیکھکر تجھے سب ماننا پڑا
کہتے تھے جو ہمیشہ چنین ہے چنان نہین

ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت
ہمکو تو سادگی سے تری بدگمان نہین

اے دل تمام نفع ہے سوداے عشق مین
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

دل نے ملادین خاک مین سب وضعداریان
جون جون رکے وہ ملنے سے ہم بیشتر ملے

باہم ملاپ تھا یہ تیرے دور حسن مین
یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے

کامل اس فرقۂ زہاد سے اوٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

آشفتہ مرزا رضا قلی فرزند محمد شفیع اکبرآبادی استفادۂ سخن از میر سوز داشت
و انجمن مشاعره می آراست طبع نیکو میدانست ه

دم آخر جو ہچکی آئی تھی
وہ فراموشکار تھا دل مین

بجاے اشک نکلتے ہین پارہ ہاے جگر
تمہارے جی مین تھا ارمان دیکھتے جاؤ

اپنے کے ہوتے بھلا غیر کو صدقہ تو نکر
ہم بھی جی رکھتے ہین پیارے تری قربان گئی

الف ممدوده

آتش خواجه حیدر علی از گرامی قافیه سنجان لکهنؤست و مصحفی اوستاد او زندگی زیست وآزادانه بسر برد سنه ۱۲۶۳ ہجری از کشاکش آخشیجان وارست دو دیوان دارد شعری چند از تذکرہا بر داشته آمد خیلے خوش گفته است

آئے بہی لوگ بیٹھے بہی اوٹہہ بہی کہڑے ہوئے
مین جا ہی ڈہونڈتا تیری محفل مین رہگیا

چہوڑتا میرے گریبانکو نہین دست جنون
کیا یہہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجہا

جان ہے مجہہ ناتوانکی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہی گمان یان رہگیا وان رہگیا

کوچۂ یار مین سایہ کیطرح رہتاہون
در کے نزدیک کبہی ہون کبہی دیوار کے پاس

اسے جان کی برابر متسم نے ہمنے رکہاہی
ہماری قبر پر رو یا کریگی آرزو برسون

آزاد مرزا اعظم شاہ نبیرۂ مرزا اسلیمان شکوہ این چند بیت از وست و نیکوست

تمہارا جذبۂ الفت جو لیجائے تو لیجائے
وگرنہ کام کیا ہم بیخودونکا روز محشر مین

وہ بن سنور کے ترا بیٹہنا وہ شرمانا
وہ دیکہہ آئینہ کہنا کہ دیکہنا مجہکو

یہہ توکہئے کہ ملیگا مجہے مرقد مین تو چین
یا وہان بہی ہی کوئی فتنہ اوٹہانا باقی

آزردہ حقایق آگاہ معارف دستگاہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مغز فصاحت عنصر بلاغت مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور دہلی علیہ الرحمۃ از شاہ عبد العزیز و شاہ رفیع الدین رح دہلوی استفاضہ داشت واز مولوی فضل امام پدر مولوی فضل حق خیرآبادی استفادہ میکرد نزد دانش بیا مرزا واز اساتذۂ پدر من بود کسے را از علماے دانش آگاہ و فضلاے

الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کہین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ بارسمی آگہی آشنا واز معنوی دانش آگاہ افکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گزاشت ہ

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا ۔ دشمنی پر تو پیار آتا ہے

آپ ہی نہ جل بجھے نہ کچھہ اوس دل مین راہ کی ۔ اسپر کہین گے آہ کہ ہمنے بھی آہ کی

ہمین حیرت ہی آپ ہی تجھکو کیا دیوین جواب اسکا ۔ کہ تجھہ بن اب تلک کس طرح ہمنے زندگانی کی

مہر دکین کچھہ تو ہی تحقیق سی کیا کام مجھے ۔ یون تو ناحق نہین دیتے ہین دشنام مجھے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن تمنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی ہ

ترا ہر ایک سے ملنا بُت وفا دشمن ۔ کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا ہمکو

ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ ۔ حیلہ اک اور بھی باقی ہی سو مر دیکھینگے

احسان حافظ عبد الرحمان خان دہلوی بر عہدہ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت نامزد بود بصنائع لفظیہ خیلے گرایش داشت و با اینہمہ سخن سادہ پرکاری راند در ۱۲۶۷ ازین خاکدان رخت بربست ہ

مین تو اوس نوجوان پر غش ہون ۔ ہاے عالم تری جوانی کا

یہہ شام ہجر آئی آفت زدہ کہان سے ۔ ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ میہمان کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا ۔ کسیکا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

ہماری جان پہ گرتی ہی برق غم ظالم ۔ تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

پھرا عدم سے کوئی اب تلک نہ اُکتا کر ۔ خدا ہی جانے وہان ہین فراغتین کیا کیا

کھئے کیا کیون طفل اشک اپنی گلے کے ہار ہین ۔ اس زمانہ کے تو کچھہ لڑکے ہی ناہموار ہین

آشفتہ سید منور علی پور سید علی نواز رضوی از سادات بارہ دہلوی مولدست فن طب از پزشک والا پایہ غلام حیدر خان دہلوی برگرفت وسخن بر مومن خان وحضرت شیفتہ گزرانید ؎

پرسش حال نے پہر یاد دلائی اونکی — گور مین بہی پس مردن نہ کچہہ آرام آیا
ہم وحشیونکا گہر ہے کہ لڑکونکا کہیل ہے — دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
عاشق کو لطف سے ہی فزون لطف جور میں — یہہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہین
ہے جلاد کی سادگی مین بہی شوخی — میرے خون کو رنگ حنا جانتا ہے

آشفتہ گلاب سنگہہ از باشندگان دہلی در عشق زنے گرفتار بود آخرالامر سر خود بریدہ واز جہان رفت ؎

اسی غم نے رولایا زندگی بہر — کہ تجہکو بولنا ہنسکر نہ آیا
ہاے یہہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب — مجہکو مت چہیڑو کہین آشفتہ یان آجائیگا

آشوب میر امداد علی خان فرزند میر روشن علیخان فروغ تلمیذ میر ممنون از سادات بود وآبا واجداد در اخطاب خانی سرمایۂ مباہات در دہلی نشو ونما یافتہ رفتار اوستاد خویش دارد ؎

گنہ کے بوجہ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارونکا
پاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا — کسقدر ذوق تپیدن سے پشیمان ہوئین

آہی میر عبد الرحمن فرزند میر تسکین نظر کردہ حضرت صہبائی است ؎

ہے غلط دہوم کہ نکلا تہا وہ گہر سے باہر — شہر مین چاک کسیکا تو گریبان ہوتا
تمہارے حسن مین گرمی نہین ہے — اگر ہووے تو وا بند قبا ہو
واعظا خلد سے لا خانہ خمار مین رکہہ — قدر وان می کی ہے جس جا کوئی میخوارہ ہے

آفتاب عالمتاب و دیوان پارسی و ریختہ

جان دی ہمنے ہوئی تب غمِ ہجران سے نجات
عقلا اسلئے کچھ چیز لگا رکھتے ہین

اسیر منشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذۂ مصحفی در سایۂ عطوفت فرمانروا رامپور بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر الدولہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و در ریختہ او را دیوانہاست سخنور ریختہ گوست و این چند بیت از وست

ثابت اپنا نہوا خون کسی پہ دمِ حشر
نازنے غمزہ پہ غمزہ نے ادا پر رکھا

کوے قاتل کو جو چلتا ہون تو سایہ ڈر کر
پوچھتا ہے لیے جاتے ہو کہان تم مجھکو

اشک قطب الدین نام از تلامذۂ داغ دہلوی است خیلے خوش گفتہ

خوف رنجش نہ کچھ اندیشۂ بیداد آیا
لکھدیا خط مین اونہین وقت یہ جو یاد آیا

چرخ کی چال زمانہ کا طریقہ سیکھو
ہے یہی شرم تو کب شیوۂ بیداد آیا

دلمین مرے رہا دلِ دشمن کو چھوڑ کر
تیرِ نگاہِ یار بھی ہے آبرو پسند

کہتے ہین مجھ سے صرف یہہ بیچو تو مول لین
دل ہے پسند دل کی نہین آرزو پسند

میری قسمت مین خوشی کب تھی بجز رنج والم
مین تو کھٹکا تھا وہین اپنا مقدر دیکھکر

خاکساری جو ٹھکانے سے لگا دے مجھکو
تو رہون چین سے خاکِ درِ جانان ہوکر

ادا کہتی ہے مین لون ناز کہتا ہی کہ مین لیلون
ابھی سودا نہین دل کا خریدارونکی باتین ہین

ملائی جائیگی اوس بت کی صورت حور وغلمان سے
بڑا موقع تو ہی پر دیکھیے وہان ہم بھی ہوتے ہین

دل اوسی فتنہ گر کا پیرو ہے
فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے

خبردار اسکو چین آنے نہ دینا
قسم لی اوس نے میرے ہمنشین سے

بزمِ دشمن مین مجھکو رہنے دو
چاہیے اک برے بھلے کے لئے

اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب
بات کا انتظام ہوتا ہے

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی | تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین
کشش دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ | فسون سیکڑون ہین فسانے بہت ہین

احسن مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی اصل وصفی پوری وطن ولادتش در سنہ ۱۲۴۴ھ واقع شده ونسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد امروز در بھوپال بسلک اعزه منسلک است وبہ تعلیم کہین برادرم مامور در حسن تعلیم نا آشنایان پارسی معروف است از تالیفات اوست آرزنگ فرہنگ کارنامہ فرہنگ آئینہ حسن تحفۂ صدیقیہ وصحیفۂ شاہجہانی ولغات شاہجہانی ومصطلحات شاہجہانی منشآتش در بنگالہ غازه شہرت بر رو دارد سخن در ریختہ کمتر گفتہ است ودر پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذه اش بود دیده ام طبع ہموار داشت **ه**

نہ کر نیکیے سر شوریده کی ہم چاره گری | اپنے سر پر نہین لینے کے ہم احسان اپنا
اثر دیکھو شہیدان محبت کی تواضع کا | نکلتا ہے میرے سینہ سے تیر اوسکا کمان ہوکر
تن کا یہہ نقشہ کہ ہل سکتا نہین جون نقش پا | دلکی وه حالت کہ سو سو بار او چلا جاے ہے
گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لئے | وفا مین کرتا ہون ظالم تری جفا کے لئے
ہمارا تذکره لازم ہے قیس کے مابعد | خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے
وہان بہی ناز سے تم میرا خون بہا دینا | کرون مین حشر مین دعوی جو خونبہا کے لئے
یہہ سر کہ بار گران ہے بدوش جان احسن | لگا رکہا ہے کسی تیغ آزما کے لئے
دیر تک ٹھیرے وه پس کشتن | بدگمانی کا مجہہ پر احسان ہے

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازی الدین حیدر بادشاه لکھنؤ خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گزاشت از تالیفات اوست صبح صادق ونور الانشا ومحامد حیدریہ ونقود الحکم وتذکره

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
وہ آئے کھینچ کے تلوار سبکو شاد کیا
غم اوسکا حسرتونسے بہوچتا ہے میرے سینہ مین
لاکھون اوس لیلی کے دیوانے تھے اونمین عشق نے
بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے
چلے جو آج بتاتے تری گلی کی راہ
عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز
ڈراون حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین
مجھکو دیکھا تو غیر سے بولے
عمر کو سارا زمانا گذران کہتا ہے
روتے ہین ترے مریض پہر دن
روز آنے کو جب کہا بولے
کرتے تو ہو امیر سوال اوس سے حشر مین
اے شب فرقت عجب اندہیر کی یہہ تباہی
بسملون سے بہی نازا وٹھوائے
ہی قصد کہ دل کعبہ نشینونکے چرائے
تمسکو آتا ہے پیار پر غصہ
مینے کہا کہ پھیر دو دل کیا کروگے تم
کہئے ناآشنا تو کہتے ہین
غیرونکے حال پر تو بہت لطف ہے تجہے
باقی نہ کوئی دل مین الٰہی ہوس رہے

دل لگایا تو کیا گناہ کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا
ایک مشت استخوان کا نام مجنون رکھدیا
مصیبت کا مارا یہہ دل تھا کسیکا
مین آج غصے سے بہی سخت بدگمان ہوا
جی مین ہی آج سے عاشق ہون شب فرقت پر
ہمارے آگے تمہاری وہان بنی گا کون
آپ ہی مجھکو پیار کرتے ہین
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین
چھاتی سے لگاکے درد دل کو
اک تمہین مجھکو پیار کرتے ہو
اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو
ساری دنیا مین تو دن اک میرے گھر مین رات ہے
ہائے انداز میرے قاتل کے
تاکا ہے بڑے گھر کو ترے دزد حنائے
مجھکو غصہ پہ پیار آتا ہے
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائینگے
یہی باتین ہین آشنائی کی
ہم پر ہی لطف حال ہمارا ہی غیر ہے
چودہ برس کے سن مین وہ لاکھون برس کے ہے

اے جہنم اگر کمی کچھ ہو — ہم سے لینا عذاب فرقت کے

افسوس میر شبر علی خلف میر مظفر علی نسبش تا امام جعفر رضی اللہ عنہ منتہی میشود مرزا جوان سبخت را ہمدم خیر سگال بود و میر حیدر علی حیران را تلمیذ رشادت پیوند در آخر ایام عہدۂ انشار کالج کلکتہ بدو باز گشت ہ

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو — وہی احباب جو یان آئے تھے سمجھانیکو

افضل میر افضل علی فرزند میر قاسم علی قاسم از پدر خویش بہرۂ سخن برداشت ہ

دل سے شکوہ زبان تک آکر — بن گیا شکر آپ کے ڈر سے

کیا مزا ہو جو وہ دربان سے اپنے کہدین — کوئی یان آنے نپائے مگر افضل آئے

اکبر اکبر خان کہین برادر شیفتہ دہلوی از مومن خان باستفاضہ پرداختہ نیکو سنجیدہ است ہ

ہوا نہ شوق سے اوس کوچہ مین گذر اپنا — ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے نامہ بر اپنا

ہم تو یون ہی رہیگے جو خفا ہو تو خوش رہو — آئے تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

امیر منشی امیر احمد کہین فرزند مولوی کریم احمد لکھنوی نسبش تا حضرت شیخ مینا قدس سرہ میرسد زانوئے ادب پیش منشی مظفر علی اسیر تہ کردہ امروز بہ اوستادی فرمان فرمائے رامپور سرفراز است از تالیفات اوست مرآۃ الغیب گوہر انتخاب محامد خاتم النبیین مضامین دل آشوب مجموعۂ واسوختہا و قصاید و بعض مثنویات مثل نور تجلی و ابر کرم و مسدسے نعتیہ مسمی بہ ذکر شاہ انبیا و سرمۂ بصیرت از گرامی سخن سنجانست و نامی اوستادان گفتار خود انتخاب کردہ نزد نامہ نگار فرستادہ ذوقہا کہ بخشید نتوان گفت ہ

اسقدر ہے دراز ہجر کی رات — پر تڑپنے سے جی نہیں بھرتا

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
کانٹا ہوا ہون شو کہہ کے لیکن نہال مین
تو نے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر
کہتی ہے ہر پلک تری زلف دراز سے
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی
ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
وہ اوڑ رو عدہ وصل کا قاصد نہین نہین
نہان رہتا ہی آئینہ سے وہ بیگانہ خو برسون
مزا لے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
نکرا ے یاس یون برباد میرے خانۂ دلکو
صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ رو کہتا ہے
زاہد امید رحمت حق اور ہجو مے
کانٹون سے کھو سنبھال لینا
وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم سے
مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
دل ملگئے وصال کا سودا اٹھ گیا
آرائش اوسکی زلف نے کس طرح سے کی
کان جب آواز سنتے ہین تری

فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس
کھٹکو نگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین
دہبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین
چھوٹے سے قد پہ میرے سجا نا بلا ہوئین
یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین
لو ایسے مفت سجدے مری آستانکے ہین
ظالم مزے بھرے ہوئے تجھین کہانکے ہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونہین کی زبانکے ہین
حیا دیکھو نہین آتا ہے اپنے روبرو برسون
برنگ زخم ہم ہنس ہنسکے روتے ہین لہو برسون
اسی گھر مین جلایا ہے چراغ آرزو برسون
منہہ کے سوٹکرے ہون آئے جو تبسم مجھکو
پیار کی آنکھ سے دیکھا نکرو تم مجھکو
پہلے شراب پیکے گنہگار بھی تو ہو
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو
آمیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو
بہت رہے مرے دلمین اب اور گھر دیکھو
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی
ہنسلی گلے مین پاؤنین خلخال ہو گئی
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیئے

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچھہ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

ہاتھہ ڈالا مینے دامن پہ تو بولے ناز سے
میرا دامن چھوڑیئے اپنا گریبان پھاڑیئے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہہ سمجھے
دل جو روٹھا تو منانیکے لئے جان گئی

مرے ہی سامنے دامن اوٹھاکر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا

نہوگا بند جب تک نقد جان باقی ہے قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون تباہی ناوک قاتل
کہ دو پیاسو نمین ہے یہہ ایک قطرہ آب پیکانکا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوس نے چلمن ہوگیا پردہ گریبانکا

خلعت پہن کے آئینگی تھی گھر مین آرزو
یہہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

بت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ کیجے بیٹھہ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامانکا

چھانی ہے پیار پھاڑکے اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑدے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

جب کہا مینے شب غم کوئی غمخوار نتھا
درد نے اوٹھہ کے کہا کیا یہہ گنہگار نتھا

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا کشتون کا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

وہ مزا دیا تڑپنے کہ یہہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتادین روز محشر کا جواب

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوا دیا
بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل کر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہہ اوس سے آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہے پریشان ہوکر

ظرافت شعار در مرشد آباد از خلوت کدهٔ عدم بر آمده و در پایان روزگار بزمرهٔ همنشینان
وزیر الممالک نواب سعادت علی خان در آمده از بیشتر فنون بهره مند و در بذله سنجی
صاحب دستگاه بلند پر گو بود آنا منتخب گفتارش دلچسپ آمد ه

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ	بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین
چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو	بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی	یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبہ ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہے
گر نازنین کے کہنے سے مانا برا ہو کچھ	میری طرف کو دیکھئے مین نازنین سہی
گالیان سیکڑون دین پاؤن جو دابے ہمنے	محنتین خوب ہی کین خوب سے انعام لیے
دو بوسو نین راضی ہوا مین تو وہ بولے	تیری تو کسی طرح سے نیت نہین بھرتی

انور سید شجاع الدین نام عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس
اوستاد بہادر شاہ از تلامذهٔ ذوق است گویند امروز در جیپور پایه افسری دست
این مایه از گفتارش بدست آمد بس نیکو میسر اید ه

وہ آنکھین نہین ہاے کیا ہو گیا	وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
نہین سمجھا نہ آپ آئے کہین سے	پسینا پونچھئے اپنی جبین سے

ایجاد مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صہبائی
است ه

لگے ہم سے نظر اپنی چرانے	وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

باء الموحده

کرنہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن ۔ دیکھہ کہتی ہے سُرخی ترے سوفارونکی

سکو پاس اپنو نکا ہوتا ہی یہہ ہی عفو کا حکم ۔ بیگناہونسے صف آگے ہو گنہگارون کی

اللہ سے قدر میرے گناہونکی روز حشر ۔ تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سو جانین ہون تو تیغ یہ تیری فدا کرون ۔ کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

ہجومے بیٹھہ کے مسجد مین نکرے واعظ ۔ ایسی شئے ہے کہ قیامت یہ اوٹھا رکہی ہے

غیر کے ساتھہ وفا کرکے وہ مجھہ سی بولے ۔ یہہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکہی ہے

حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو ۔ کہ صبا دا تمہین بہولے تو مجھے یاد سے ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ایسا ہی ۔ مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

چھوڑے کہین نہ گیسوے پرخم نے اوسکے پیچ ۔ کچھہ رہ گئی تو میرے مقدر مین رہگئے

نہ توڑو آئینہ جانے بہی دو کہ ایک یہی ۔ تمہارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

شوخی حسن نے لاکھہ اونکو کیا طاق مگر ۔ پھر لڑکپن ہے ابہی آنکھہ جھپک جاتی ہے

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین ۔ کہ آج کہل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

ہاتھہ تک مفتی و قاضی کو لگانے ندیا ۔ دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو ۔ سنبہلی کی نہ چوٹ روبرو کی ÷

ایک قطرہ بہی نہ پینا مگر اے جانجہان ۔ اوسی انداز سے کہہ دلے کہ نہین تہوڑی سی

نکالے جاتے ہین ہر روز اوسکے پاس خاطر سے ۔ ترے عاشق نہ ٹھیرے ہم عدو کا مدعا ٹھیرے

جفا دیکھو جنازہ پہ مرے آئے تو فرمایا ۔ کہو تم بیوفا ٹھیرے کہ اب ہم بیوفا ٹھیرے

شب وصلت قریب آنے نپائے کوئی ظلمین ۔ ادب ہم سے جدا ٹھیرے حیا تمسے جدا ٹھیرے

آنکھہ کہتی ہے یہہ دل سے کہ کریگی برباد ۔ خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمہارے گہر ۔ لیکن یہہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا انشاء اللہ خان خلف ماشاء اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ سنجان

دیکھہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین — اوسکا مین چاہنے والا ہون تقاوہ رہین

بلند صفدر علی بیگ خط نستعلیق و شکستہ نیکو می نگاشت از مرزا صابر بہرہ اندوز بود ع

ایک بوسہ پہ یہ لڑائی حیف — دس نہین سو نہین ہزار نہین

بیان خواجہ احسن اللہ از خاک پاک دہلی است مولانا فخر الدین را مرید عقیدت شعار و مرزا مظہر رح را تلمیذ رشادت پیوند بود رحمۃ اللہ علیہما در حیدرآباد فرو شد حرف خوش میزد ع

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی — جسطرح کٹا روز گزر جائیگی شب بھی
بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو — تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

بیتاب عباس علی خان برادر زادۂ نواب محمد سعید خان بہادر مرحوم فرمان فرماے رامپور شیوہ سخن از حکیم مومن خان آموختہ سخن دلکش میگزارد ع

پیدا ہوا رقیب کا غم دلمین اندنون — بیتاب غم بھی کہانے مین اب کچھ مزہ نہین
سحر نہ دیکھنی ہمکو نصیب ہو یارب — شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہوگی

بیدار میر محمدی دہلوی با مرتضےٰ قلی خان نسبت تلمذ درست داشتہ و با مولانا فخر الدین رح پیوند ارادت محکم در اکبرآباد عنصری پیوند گسیخت ع

کرون ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے — اگر یہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا
فتراک سے باندہ خواہ مت باندہ — اب تیرے شکار ہو گئے ہم
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی — کون سینہ سے لے گیا دل کو
خواب مین ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار — اس تمنا مین کئی دن ہوئے سوتے سوتے

بیمار شیخ علی بخش از خاک پاک قصبہ آنولہ متعلقہ کمشنری بریلی از اوائل عمر سوداے سخنگوئی در سر میداشت در شباب شوق بہ لکھنؤ گذر کرد و در تلامذۂ

بحر شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش لکھنوی از تلامذهٔ ناسخ است در امسال در گذشت ه

کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کیوقت ۳	کہ اپنے خاک نہ ڈالو یہ بین نہا کے ہوئے
جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین	برا نہ مانئے دو دن کا پیار دیکھ چکے

برق فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان فرزند مرزا کاظم علی از ناسخ فیض پذیر بود با واجد علی شاہ بادشاہ سابق اودہ بہ کلکتہ شد و از انجا بسنہ ۱۲۷۵ھ رہگرای نیستی گاہ گشت ه

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا تجھے تم موسم گل آنے دو
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تمکو نہ غیرت آئی

برکت برکت علی خان خیرآبادی مختار فرمان فرمای پٹیالہ نیک بسر می گذارد ه

غم اوٹھاتا یہ مرے دل کا ٹھکانے لگجائے	ایک دم کے بھی لئے پاس جو بہلائے کوئی
مجھکو مرکا مزہ کا سا جو پایا تو یون کہا	پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان کے
تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے بھی تو کہتا ہون	ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے پہلو سے

بسمل عبدالحکیم برادرزادہ مولوی صہبائی پارسی آشنا بود و از فن طب و حکمت بہرہ مند ه

اگر نہ تیغ نگہ سے اسے بچاتا مین	تو ہر ہدف کے لئے آج دل کہان ہوتا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس	پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

بقا بقاء اللہ اکبرآبادی پور حافظ لطف اللہ خوشنویس پیر و مرزا را دریافتہ مرد ظرافت پیشہ درست اندیشہ بود بپارسی از مرزا مکین مستفیض و در ریختہ از شاہ حاتم و میر درد مستفید ه

سر سری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا	راہ بس ناپتے آگئے تھے یہ آنا کیا تھا

در بنگالہ بجرگۂ نواب شمس الدولہ در آمد سینسکرت نیکو میدانست درین فن از تلامذۂ میر درد بود رحمۃ اللہ علیہ بیشتر مقطعات میگفت ہ

ہمین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہی تھامنا مشکل
بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

تجلی میر محمد حسن دہلوی المعروف بہ حاجی پور میر محمد حسین کلیم خواہرزادہ میر تقی میر ظرافت منش جوانے بود ہ

آنکھین خدانے دیکھنے کو دی ہین میر جان
دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا

وہ ابتو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی
جب ہم نہین ہونے کے بہت یاد کرینگے

تسلیم منشی محمد انوار حسین سہسوانی تلمیذ شیخ علی بخش بیمار در ہر دو زبان پارسی و ریختہ بختہ گوست و در صنایع و بدایع اورا ناماہاست و در تاریخگوئی ید طولے دارد دو۲ دیوان دارد یکے در پارسی دیگرے در ریختہ مثنوی و قصائد مزید علیہ اکنون سترگ نامہ در تحقیق الفاظ ترتیب دادہ است ہ

کاٹ سر میرا ہلکا بدن ہو جائیگا
کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائے گا

حال یہہ اون کی انجمن مین ہے
ہر سخن معرض سخن مین ہے

دیہہ نئی تازہ اوپج وہ میری فریاد کی ہے
باغبان لوٹ ہے حالت بری صیاد کی آہ

تسلیم شیخ امیر اللہ فرزند مولوی عبد الصمد فیض آبادی سخن طرازی از نسیم دہلوی آموختہ دیوانے دارد مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان او را ست گویند امروز در رامپور از متوسلان ریاست است ہ

نہین معلوم بگڑے آج کس سے
مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

ہائے کب تک نہ مین گھبراؤنگا ای دست جنون
ابتو دامن بھی نہین ہی کہ بہل جاؤنگا

اتنے صدمے دئے کہ آخر کو
ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

تسکین میر حسین دہلوی از اولاد سید حیدر بود کہ فرخ سیر را از ہم

مصحفی انتظام یافت بکمال شهرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آرای
ریاست رامپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند
باصرار رئیس محتشم الیہ شاگردی آخون زادہ احمد خان غفلت تخلص رامپوری
اختیار نمود صاحب زبان مغز دار است و استاد قیامت کار چندین دیوان
غزلیات و قصاید فراہم آورد و پریشان ساخت ہ

کون پرسان ہے حال بسمل کا — خلق منہہ دیکھتے ہی قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار — ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

ہر روز وہ پہر جاتے ہین در تک مرے آکر — کچھہ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہین آج — ہرچند کہ تہی حالت غش کل بہی پر ایسی

کیا سفر کا ارادہ جو بزم جانان سے — کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا جہہ سے
نہ رہنے دیگی وحشت بتکدہ مین — اُٹھو بیمار جو مرضی خدا کی

تاء فوقانی

تابان میر عبدالحی جہان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسی رضا
رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب درگذشت ہ

تو دیکھہ مجھکو نزع مین مت کرہ کہ تیرے بعد — مجھہ سے بہت ہین ایک نہو گا تو کیا ہوا
کس طرح کی لمین گزرتی ہین حسرتین — ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
کس سے فریاد کرو نین کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات مین میری ہی تو رسوائی ہے

تپش مرزا جان نامش اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد
سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ برفاقت مرزا جہاندار شاہ بسر بردہ پس

وعدہ شام تو کیا ہے ولے
کچھ وہ آتا نظر نہین آتا

تمنا یکے از اقامت پذیرندگان کلکتہ ہ

جو اسطرف سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق بہی آکے دیکھو
نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑہا کے دیکھو
کُھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہاے نو رسیدہ
تمام اعضا ہین گو بُریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی ہ

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردید طبیبان منعش از وقاع کردند درآن حال شعرے گفت وہو ہذا ہ

اپنی تو یہ صورت ہی کہ جون بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہین اور یاس چمن ہے

تنہا محمد عیسی از دہلی ست از مصحفی بتہذیب گفتار پرداخت ہ

ہین جور وتہا تو منا کریجے وہ یون کہا
کہئے کیا کرتے جو تمکو نہ ستاتا کوئی

توقیر عبد القادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود ہ

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے
کہہ کہہ کے ہاے ہاے جگر ہاے ہاے دل
ہم تو خاطر سے تری غیرونکو بہی تعظیم دین
رشک پر کہتا ہے بیٹھو اپنی یہ عادت نہین
بتونکو چاہنا اور حضرت توقیر یہ صورت
بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

ثاء مثلثہ

ثاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان کاسہ لیس مرزا غالب است ہنگام شورش ہند جامہ گزاشت خیلے نغز گفتار بود ہ

گذرانید در سنہ ۱۲۶۶ وفات یافت ه

چپ لگی مجھکو تو پرچا یہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

ہر صبح وہ ڈھونڈے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

تمکو بھی تو غیرونسے وہ اخلاص نہیں ہے
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا

خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی
سچ تو یہہ ہے کہ برا ہوتا ہی اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہے
یون ہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا ملجانا

تمہین بھی کھولنی زلفین پڑینگی
دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا

یہہ تو سچ ہی کہ جو تم جا ہوگے گذروگے
پر یہہ ممکن نہین ہمپر کبھی بیداد نہو

وہم آتا ہی مٹا کر خط پیشانی ہائے
اسمین لکھا نہو اس در کی جبین سائی کو

اب یہہ حالت ہے کہ اونسا بیدرد
میرے بچنے کی دعا مانگے ہے

تصویر بتن نام دہلوی سواد روشن نارہ بود اما طبع خوشی داشت عجیب زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ ه

کچھ نہ بن آیا تو شکوا آپ کھکر اپنے ظلم
بیمزہ رکھنے کو میرے وہ پشیمان ہی رہا

رہا ہوکے یہ بھی ہم تو رہی قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

کچھ مزا شور تبسم نے تمہارے ہے دیا
یون تو زخمونپہ بہت ہم نے نمکدان اولٹے

یہہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے ابھی تم رولا چکے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

تعشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عزت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان قاسم پدر میر عزت اللہ عشق واللہ اعلم و نیز وے قرابتے با ایشان داشت تعلیم دانش جویان مدرسہ انگریزی شاہجہان نامزد بود ه

سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون
بارے کہہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا

وہ نہ آئے تو یہہ ہو جائے غلط
کہ بن آئی نہیں مرتا کوئی

قاتل نہ مجھ سے موڑیو منہہ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکانے کی

یہہ تو کیونکر مین کہون کچھہ نہین بہاتا مجھکو
کچھہ تو بہایا ہے کہ جو کچھہ نہین بہاتا ہی مجھے

سنیو شوخی کہ یہہ کہتا ہی وہ قاصد سے مرے
نامہ لے پر ابھی وہان جا نہین تاخیر لگا

حیران ہو نہین وہ کون ہے جو عین وصل مین
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر

میری بیتابی سے محفلین یہہ دہڑکا ہی اوسکو
اوٹھہ کے ہونے نہ لگے یہہ مرے قربان کہین

بیرنگ مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن
جو تم پھر آؤ تمہارے پھرین ہمارے دن

کچھہ لگاوٹ کا سبب اور نہین پر جرات
یہہ وہ جا ہے ہے کہ اسکو بھی لگائے رکھے

روداد اوس سے کہیئے تو منہہ پھیر مسکرا
کیا چپکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بد ظن کے آنے کی
کہ آکر نعش پر کہنے لگا خونی بہانے کی

یاد اوس سے بدے ہم نے بمنت کئی بوسے
ہارے بھی تو کیا ہار مزیدار نکالی

جلال حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم اصغر علی لکھنوی ارشد تلامذہ - فتح الدولہ **برق** قصیدہ در مدح پدر عالی گہرم فرستادہ بنظر نامہ گرد آورہم رسید خیلے خوش گفتہ است **ہ**

آج کچھہ لیٹے ہی جاتے ہین وہ آئینہ سے
نشہ بیخود کئے دیتا ہے خود آرائی کا

آج تو وہ بھی نہایت مجھکو مضطر دیکھکر
کچھہ پکارے جانب چرخ ستمگر دیکھکر

فریب جنکا تماشا نگاہ یار کو دے
وہ داغ ڈہونڈتے ہین جسم داغدار مین ہم

غم نصیبو نہین محبت کی خوشی کا کیا کام
کہین ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو

حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز
آنکھہ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو

دعا ہمین تمہین دیتے سب اہل حشر پھرے
تمام ایک ہی جھگڑے مین روز محشر تہا

اوس عصر مین کہتے تھے سب پیار سے طوفان
گھر بیابان مین بنایا نہین ہمنے لیکن
جو کام مین غیر کے ہوئین صرف
تمنا نہین ہمکو پروانگی کی
نہ لیٹین نہ ہون قتل انصاف یہہ ہے
دلکا سودا ہے خفا ہونیکی کہیہ بات نہین
دانے پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہو نصیب
رکہتے ہین لوگ خلوتِ دشمن کا اتہام

بیچین کا ہے یہہ نام مرے دیدۂ ترکا
جسکو گہر سمجھے ہوئے تہے وہ بیابان نکلا
افسوس وہ دلربا ادائین
وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہین
کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہین
گفتگو رہتی ہے بایع کو خریدار کے ساتھ
کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
کافر بتونکو کہتے ہین عشاق پیار سے
بے پردگی مین پردہ ہی پردہ اوٹھائیے

جیسہ تازی

جرأت شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت آموخت اگاہ از و بمراتب درگزشت و باوستادی نام برآورد در ستار نوازی مہارت شایستہ و در ستارہ شناسی دستگاہ بایستہ داشت جرأت و انشا و مصحفی در یک زمانہ بودہ اند و بایکدیگر مطارحہ کردند در عمر نوزدہ سالگی بصارتش زوال گرفتہ در ۱۲۲۵ھ قالب تہی کرد ہنجارش عاشقانہ است و از جملہ معاصران در شیوہ خویش ممتاز ہ

جنہونکا نامہ پہنچتا ہے اوس ستمگر تک
دور سے کل ہمنے اوسکے آستانکو دیکھکر
غم سے گھٹنا یہہ مرا سب ہین بڑھتا ہی اوسے

اونہین کا کاٹ کے جرأت بہی نامہ بر ہوتا
رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکھکر
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہی اوسے

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بھوپال توسل یافتہ در ہر دو زبان پارس و ریختہ فکر میکند ریختہ آرائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ہ

ہمارے دلمین ہی آیا تو منہہ چھپائے ہوئے	اس آئینہ مین بہی وہ شوخ بیحجاب نتہا
دل اوس نے مجھکو جو پہیر تو ناز نے یہہ کہا	کہ ایک یہہ بہی ہے انداز دلربائی کا
ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہین	عجب جگہہ ہے نہانخانہ پارسائی کا
سگ جانان ہماری ہڈیان کہانیکو آتا ہے	ادب سے قاعدہ اک ذرا ہٹ کر ہما ٹھیرے

جوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویانست جادۂ عروض نیک پیمودہ ہ

قیس پہر تا جو رہا دشت مین دیوانہ تہا	اوسکو لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تہا
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے	تہام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا
توانائی تو کر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو	کرامت دیکھیو اے ناتوانی روش سے مجھکو

حاء مہملہ

حالی مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروز در دھلی است در صحبت حضرت شیفتہ خیلے بسر بردہ مرزا غالب را فہمیدہ یادگار است و در نغز سرائی نادرہ کار ریختہ از گفتارش دیدہ ام و برخے شنیدہ ام اندازہ دان لفظ و رتبہ شناس معنی است ہ

روز وداع بہی شب ہجران سے کم نتہا	کچھ صبح ہی سے شام الم کا ظہور تھا
نہین بہولتا اوسکی رخصت کا وقت	وہ رو رو کے ملنا بلا ہو گیا
ملتے ہی اونکے بہول گئے کلفتین تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نتہا

ہماری جان عشق ہو شوخی نیرنگیون نہ اوس دلکی
کہ جسپر پیار آجاتا ہے تمسے خوبصورت کو

دکھایا اوس نے جلوہ اور ہمین نے کچھہ نہین دیکھا
گواہی اسکی دینی ہوگی چلکر میری حیرت کو

ڈھونڈ دیتے ہمین اوس بت کو کہین سے ای شیخ
تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
یہہ سے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

رو کے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستی بھی نہین سنکے مصیبت میری

جلیل سید جلیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن سید نظر محمد شاہ المودودی النقوی السہسوانی کان اللہ لہم سال ولادتش ۱۲۷۳ہجری از متوسلان ریاست بھوپال است اور است ہ

جسکا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایجاد آیا
کیا برا ہو لے تھے کیا خوب ہمین یاد آیا

تہا وعدہ وصال جو شبکو تو شام سے
پیغام مرگ آکے اجل نے سنا دیا

جمیل سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہسوانی سال ولادتش ۱۲۸۰ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی صابر حسین صبا میگیرد حالا متوسل بہ ریاست بھوپال است از وست ہ

بار عصیان نہ گنہگار اوٹھا کر لیجائین
ایکدارا رہ مین لٹ جاے یہہ سامان اونکا

کچھہ بلبلونکو یاد ہین کچھہ قمریونکو حفظ
عالم مین ٹکڑے ٹکڑے مری داستانکے ہین

بہت اوس گل کے بلبل ہین اولجھتے کیون نہین اونسے
جھی پر خار کہائے بیٹھے ہین کانٹے بیابانکے

جودت عبدالہادی فرزند مولوی عبداللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ ایست متصل لکھنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور خواندہ واکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف مسیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عوض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

حسن سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین ضیا ہراتی اصل دہلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ بہرہ می داشت مثنوی بدر منیر از دست در سنہ ۱۲ آخشیجی پیکر برانداخت خوش گفتہ ؎

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا

پہر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آجکی شب بہی سو چکے ہم

ناز سے عشوہ سے غمزہ سے لگا لیتے ہین
وہ جسے چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

جو کوئی آئے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہانتک ترے پہلو سے سرکتے جائین

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہے کہین
جی دہڑک جاتا ہے میلرکہ کہین تو ہی نہو

دی تھی یہہ دعا کس نے مرے دلکو الہی
اوجڑے یہہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہووے

ساتھ دیکھوں ہوں کسیکے جو کسی کو سر راہ
مین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہے

حکیم محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زر بخش تلمیذ خواجہ میر درد در اوائل نثار تخلص میکرد در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب دستگاہے ؎

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حیا مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گویند امروز در رامپور است شطرنج بس خوب میبازد ؎

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے
روز محشر وصل کی شب کے برابر ہوگیا

اک نہ اکدن جان جاتی آخرش یعنی حیا
مر گئے اوس پر تو اوسکے دل ہی مین گھر ہوگیا

ملا یا خاک مین اور اوسپہ کہتے ہین کہ مجھے
کچھہ امتحان محبت کا کر نہین آتا

ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے
پہ ہمکو حیا حال دکھانا نہین آتا

سنتا ہے یار کہتا ہی کسیکے کام آونگا
جو یہہ سچ ہے تو مین بھی اپنی قسمت آزماؤنگا

آج امتحان ہے نالۂ بے اختیار کا
کل ظرف دیکھنا ہے ترے رازدار کا

اور مجھے ہین طعن وصل عدو پر دم وصال
پھر روکنا پڑا دلِ امیدوار کا

تم نے کیون وصل مین پہلو بدلا
کسکو دعویٰ ہے شکیبائی کا

اب بھاگتے ہین سایۂ زلفِ بتانسے ہم
کچھ دل سے ہین ڈرے ہوئے کچھ آسمانسے ہم

رخصت ملی ہے وصل مین تحریک شوق کو
اے عشق بھاگتے ہین اسی امتحانسے ہم

ہے جستجو کہ خوب سے ہی خوبتر کہان
اب ٹھیرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہان

ہم جیسے مر رہے ہین وہ ہی بات ہی کچھہ اور
عالم مین تم سے لاکھہ سہی تم مگر کہان

بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھہ
اب وہ اگلی سی درازیِ شبِ ہجران نہین

خلوتِ خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھہ گئے
وہ اشارے کہ تری جنبشِ مژگان نہین

مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین
بہت کیون آج مجھہ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم
ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

رہروِ تشنہ لب نہ گھبرانا
اب لیا چشمۂ بقا تونے

حسرت مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد سرب سنگھ دیوانہ بود یک چند بسر کار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان جہانیان برید در سنہ ۱۲۰۰ از جہان رفت ؎

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنیکی بھی تمنے قسم کھائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل تذکرہ در دیوان جرأت آوردہ اند واللہ اعلم ؎

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہین

کسکا ہے جگر جسپہ یہہ بیداد کرو گے
لو دل تمہین ہم دیتے ہین کیا یاد کرو گے

یہہ ہی اک ستم ہے کہ خواب مین مجھے شکل آکے دکھا گئے
کبھی نیند بھر سو مین آئی تھی سو اُسے طرح سی جگا گئے

دال مہملہ

داغ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانرواے رامپور من و اورا غائبانہ اتحادی است ہرچند تلاقی صوری صورت نہ بستہ درین نزدیکے گفتار دلاویز خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانے ترتیب دادہ است بعد طبع یکے نزد نامہ گرد آور فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگرے را دادہ باشند و زبانیکہ اورا بخشیدہ اند فی زماننا ہیچ کسے را میسر نیست بیشتر ازین ستایش گفتار وے چہ توان گفت خیر الکلام ما قل و دل فرصتم نیست ورنہ از ہمہ کلام او انتخاب میزدم و بقلم می کشیدم اینکہ می بینی از چند جا برداشتہ ام ہ

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان پیکان — چھوڑ دیتے ہین یہہ منہہ چوم کے سوفارونکا
ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشارونکا — غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھہ جانا بیقرارونکا
خدا جانے ہوئی ہین دفن کیا کیا حسرتین اسمین — پھپولونسے مرے سینہ پہ عالم ہی مزارونکا
ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر — پھر اوسپر صبر اتنا ہاے دل امیدوارونکا
لے ہی تو آئین گے اوسے ہمدم — میرے ہی نام سے تو آئیے گا
ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا — حسرت اوس دلکی جس دلمین یہہ پنہان ہوگا
کوستا ہون جو نصیبونکو تو کہتا ہی وہ شوخ — پھر محبت نکرے گا اگر انسان ہوگا
عشق کیا شی ہی وہ یہہ شی ہی کہ دلمین شوق وصل — خون ہوکر آگیا غم بنگیا سم ہوگیا
اک حرف آرزو پہ وہ مجہہ سی خفا ہوئے — اتنی سی بات کہہ کے گنہگار ہوگیا
جسکی بغلمین شبکو وہ ہوا اوسکو دیکھیئے — جسوقت آنکہہ کہل گئی دیدار ہوگیا

دشمن کو دیا میرے لیے وہ ہی فلک نے	جو کینہ کہ سینے دل مضطر سے نکالا
حق مین حیا کے یار دعا کیجیو کہ وہ	مصروف وقت مرگ بہی یاد تہا نین تہا
وہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ موتکو مین	قضا پہری مرے بستر کے گرد ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام	ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجہا لیا کرون

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت در بہار از دست کسے از ہم گذشت و وے نیز قاتل خویش را از ہم گذرانید ہ

دیکہہ زخمی مجہے اوس کوچہ قاتل والے	ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوالے

خای معجمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابوظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت یافتہ ہ

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق	جو تیری خو تہی وہ ہی مرا مدعا ہوا
کہتے ہو وہ بہی ہوس پیشہ ہی جیسا تو ہے	مجہہ سے اک چہیڑ ہوئی شکوہ عدو کا ہوا

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقا مرزا نادر نیشاپوری پیشتر در لکہنؤ می بود با خواجہ آتش نسبت تلمذ داشت دیوانے از وست ہ

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا	داغ کی طرح سے رہجائیے گا
جا سجان عاشقو تین نام جدائی کا نہ لو	موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارونین

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ لکہنؤ کشمیری موطن لکہنوی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب سخن از نواب عاشور علی خان کردہ ہ

روح قالب سے یہہ کہکر نکلی	دل کسی اور سے بہلائیگا

وعدہ یہ مری اونکی قیامت کی ہی تکرار
جھکی ہی جاتی ہی کچھ خود بخود حیاسی وہ آنکھ
زاہد بڑی کریم ہے پیر مغان کی ذات
اے شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑہیگا شوق
عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہوکر
بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پر
جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوس نے
ترے بیمار کو آتی نہین موت
حورون کا انتظار کرے کون حشر تک
خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہم ستی بر آگے
میخانہ کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
نہین ہی غور اونہین بھی ستم رسیدونکے
مجھکو تباہ چشم مروت نے کر دیا
خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبونسے
ملے مجھ سے تو فرمایا تمہین کو داغ کہتے ہین
اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھی کوسین
کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
چھین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے
عرصۂ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر

اور بات ہے اتنی کہ اودھر کل ہی ادھر آج
گری ہی پڑتی ہی بیمار نا تو ان کیطرح
وان سب عبادتین ہین وضو بے وضو پسند
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند
کہ ملا ہے ہمین اک قطرۂ مے دل ہوکر
مہربان آنکھ کی غفلت ہے سر آنکھون پر
جب کہا مین نے مرا صبر پڑیگا کس پر
پڑے جائے کوئی لیسین کہان تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین
کہ وہان تم کسپہ مرتے تھے کہین ہم آپ پہ مرتے تھے
ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادھر کہان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین
وہان وہ چرخ کو قایم مقام کرتے ہین
لبھائے تو چراؤن کسیکی نظر کو مین
خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنیوالے مین
تمہین ہو ماہ کامل مین تمہین رہتے ہو ہالے مین
مرے قاتل کا چرچا کیون ہی گھر گھر سوگوارون مین
یہہ وہ گردش ہے کہ میری ہی مقدر مین نہین
مین کہے جاؤنگا محتاج ہون مقدور نہین
اور پھر ڈہونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو
کہتے ہین کون یہان مین جانتے ہو تم مجھکو

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک — کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا
بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا — تمہارے کان مین اک حرف ہمنے ڈالدیا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا — ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا
لئے تو چلتے ہین حضرت دل تمہین بھی اس انجمن مین لیکن — ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا

مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بُری ٹھہری — حسینونکے لئے اک حسن ہے برگشتہ مژگانکا
بناتا ہے وہ ظالم تو دہ تیر ستم ہی ہی — کہان اوڑجائے لیکر قبر کو مردہ مسلمانکا
کسیکی شرم آلودہ نگاہون مین یہ شوخی ہے — اسے دیکھا اوسے دیکھا ادہر تاکا اودہر جھانکا
بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم — کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگانکا
گرہ کیسی لگی تہی کہل پڑی کس راہ مین فتنے — نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامانکا

حوران خلد بولتی ہین بڑہ کے بولیان — نیلام ہو رہا ہے تمہارے شہید کا
ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بےچینی — تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

ڈوب کر سینہ مین اس رنگ سے پیکان نکلا — دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا
نام اوسکا تو مرے دلمین نہان تہا صبح — ہائے کمبخت ترے منہ سے یہ کیونکر نکلا

دلمین لے دے کر رہا تہا ایک قطرہ خونکا — کچھہ نیاز غم ہوا کچھہ صرف مژگان ہو گیا
بوسہ لیکر دل رہا ہی اور رہا نالان مین داغ — کوئی جانے مفت مین حضرت کو نقصان ہو گیا

کیا تہا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن — خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدہر پایا
وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے — وہ رکھکر ہاتھہ کانون پر ترا کہنا کہ بھر پایا
تمہاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتے ہین — کہا مجھ سے ترا دل ہے کسی نے کچھہ اگر پایا

بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے — وہ بھی اسطرح کہ افسوس وہان تو نہوا
ترے دست حنائی مین بھی ہے چور — کسی کو ہاتھہ کا سچا نپایا
وصل مین ہاے وہ اترا کے مرا اوبال اٹھنا — اے فلک دیکھہ تو یہ کون سحر گہ آیا

نہین آتا تجھے گر اے تمنّا •
وقت نظارہ کی کشش حسن نے کمی
طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسانین کبھی
دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش
زبان دے نہ عدو کو کہ یہہ تو وہ شی ہے
چھین لین حشر کے دن تمسے نہ حورین مجھکو
مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتا یا ہون
حُسن مجرم رہا کہ عشق رہا
قتل پہ اپنے باندہ دیتے ہم
حال معلوم ہے قیامت کا
پیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا
وقت خرام ناز دکہا دو جُدا جُدا
فرصت کہان کہ ہم سے کسیوقت تو ملے

نکلنا سیکھ لے جان حزین سے
آنکھونکو لیکے ساتھہ مین میری نظر گئی
ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکانین کبھی
نوک نشتر رہا یہہ کسی مژگان مین کبھی
ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین ہے
اونکو حسرت ہے کہ یہہ ہمکو ملے ہم مین ہے
کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین ہے
غیب کی کچھہ خبر نہین آتی
ہاتھہ اونکی کمر نہین آتی
بات کہنے مین پہ نہین آتی
میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبانکی ہے
یہہ چال حشر کی یہہ روش آسمانکی ہے
دن غیر کا ہے رات ترے پاسبانکی ہے

درد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب تخلص رح سلسلۂ نسب پاکش در نھم آنا امام الطریقۃ خواجہ خواجگان بہاؤ الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ می رسد و در آمر آنا نواب ظفر خان کہ بعہد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از ناموران بودہ است میر درد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی مہارتے شایستہ داشتند ہما تا دل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر پاک گوہر خویش درست کردند و پس از تکمیل رہنمونی سلک نقشبندیہ بر گرفتند از اکابر اولیا بودہ اند و اجلّۂ اتقیا علاوہ این کمالات در سخنوری نیز از اساتذہ اند زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین — کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس خم مجھکو

عدم سے سب آتے ہین یہان چار دنکو — نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین — کہ ہے کونسا خوبصورت زیادہ

تلخیٔ موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے — منہہ سے شیرین کے ابھی دودہ کی بو آتی ہے

اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہ — نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین دیوانے سے

لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین — اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے

گو چھپ رہی ہے یہ جنبش لب کہہ رہی ہے صاف — قاصد کے منہہ مین بھرتی ہے شوخی جوابکی

دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو — خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیئے

رخ روشن کے آگے شمع رکھکے وہ یہ کہتے ہین — اودہر جاتا ہے دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہے

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے — نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

باہم اک وعدۂ فردا یہ نوشتہ ہو جائے — کہ مری بھول کی عادت ہی مجھے یاد رہے

تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی — وہ آنکہ نہین ہے نامہ برکی

تلوار مجھی کو ہے مری آہ — وہ بھی ظالم تری کمر کی

یہہ بھی احسان ہے جو وعدے ہون — دوسرے تیسرے قیامت کے

بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ — وہ منتون سے کہے چپ ہو خدا کے لیئے

ملے تو حشر مین لے لون زبان ناصح کی — عجیب چیز ہے یہہ طول مدعا کے لیئے

ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت — گھر بگاڑین گے ہزارونکے سنورنیوالے

حشر مین لطف ہو جب اونسے ہون دو دو باتین — وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد — ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوترنیوالے

شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری — غیر کی ہوگے رہے یا شب فرقت میری

گئے ہین اور یہہ کہتے گئے ہین — بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جاے	رستم کا کب جگر ہی کہ زہرہ پگھل نہ جاے

ذال معجمہ

ذوق شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بہ خاقانی ہند استاد ابوظفر بہادر شاہ وتلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خدا داد است بر جمیع اصناف سخن قدرتے کہ او راست در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش دریائی زبان وبلندی معنی وشوخی اشارت وکرسی نشینی ترکیب وبست قافیہ ونشست ردیف طراز یکتائی دارد از پایۂ نغز بیانی او لرحقی معلوم واز خوان نادرہ سنجیہا ورا نصیبے مفروض زبانش را پاکیزگی غاشیہ بر دوش بیانش را شایستگی گرد راہ جامۂ وے جگرکاو چیکامہ اش دلخراش رباعیات وے ناخن بدل زن مقطعاتش شور انگیز ؎

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار کا	کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگار کا
مین ہجر مین مر نہ سکے قریب ہو ہی چکا تھا	تم وقت پر آ ہوپنچے نہین ہو ہی چکا تھا
بغل سے لیگئے دلکو نکالکر وہ صریح	جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
اس سے تو اور آج وہ بیدرد ہو گیا	اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا
سینہ مین بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر	نشتر کا نام سنتے ہی منہہ زرد ہو گیا
نیمچہ جب سول وہ بانکا جوان لینے لگا	موت کے جی مین مزہ یہہ نیمجان لینے لگا
تیر چٹکی مین لیا اوسنے پی جان عدو	رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر	مجھہ سے یہہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
سنکے مجنون نے مرے شور جنونکو یون کہا	واقعی محبت سے بھی یہہ شوریدہ سر اچھا ہوا
مجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج	یہہ ادہر صدقہ دیا تو نسا ادہر اچھا ہوا

اساتذہ سودا گویند ؎

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھہ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

از تالیفات ایشانست نالۂ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل و ایشان را دو تا دیوانست یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ؎

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھہ دور نتھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہہ دستور نتھا

ہے کوتہی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

پھرتی ہے خاک میری صبا دربدر لئے
اے چشم اشکبار یہہ کیا تجھکو ہو گیا

بارے مجھے بتاؤ سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

فلک سمجھہ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اپنے بندہ پہ جو کچھہ چاہو سو بیداد کرو
یہہ نہ آجائے کہین جی مین کہ آزاد کرو

کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

کبھو ہنسنا کبھی رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن مین کچھہ ہے آن مین کچھہ ہے

اگلے معانقہ کو اگر کیجیے معاف
لگجاؤن اب گلے سے مکافات کے لئے

تیری گلی مین مین نہ چلون اور صبا چلے
یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے

روندے ہے مثل نقش قدم خلق یان مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

دیوانہ رائے سرپ سنگھہ ہمشیرہ زادہ راجہ کہانراین در پارسی چار دیوان دارد از انجاکہ از مشاہیر اہل فکرت است و استاد حیدر علی حیران و جعفر علی حسرت این دو بیت ازو نوشتہ آمد ؎

جان پر آبنی ہمدم میری خاموشی سے
بات کچھہ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
ترے قتیل بتاتے نہین تجہے قتّال
ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہی جی
نازک کلامیان میری توڑین عدو کا دل
نہ چہوڑا تار وحشت نے ہماری جیب و داماں مین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دہری خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکہتے ہین
خط پڑہ کے اور بہی وہ ہوا پیچ و تاب مین
اسیر درد و غم مین ہون لعین جان بلب مین ہون
جو مانگون موت در دہجر سی مجہکو نہین ملتا
سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین
مرگئے پر بہی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہہ بیٹھے ہین باد یدۂ نم اوٹہے ہین
رکہہ تکدر بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہمکو
جتنے عاشق ہین ہم ایک کا ہے ایک عزیز
باعثِ رشک ہوا خون ہمارا ہمکو
اوسپہ مرتے ہین کہ کیون غیر کو تونے مارا
اک حلاوت ہی عداوت مین بہی اوس ظالم کی
تو ہنسی سے نہ یہہ کہہ مرتے ہین ہم بہی تجہپر
کہانے پینے کی قسم کہائی ہی تجہہ بن ہم نے

قربِ حرم مین بہی ہین تو قربانیون مین ہم
قدم سب آن کے زیرِ خرام لیتے ہین
جب اونسے پوچہو اجل ہی کا نام لیتے ہین
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون
مین وہ بلا ہون شیشہ سے پتہر کو توڑ دون
مگر تارِ نفس سینہ مین سمجہو یا گریبان مین
چُپ کہ مُنہہ چہوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکہین کدہر کو دیکہتے ہین
کیا جانے لکہدیا اوسے کیا اضطراب مین
اور اوسپر اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
کہ نامِ عشق لون اور اسقدر راحت طلب مین ہون
ہنسنے دو چارہ گر و ہنستے ہی گہر بستے ہین
بیوفا پوچہے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہہ دیکہکے ہم اوٹہے ہین
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
شمع سے چاہیئے ہے خون کا دعویٰ ہمکو
تجہپہ بن دیکہے ہے عشق جسنے کہ دیکہا ہمکو
وہ نصیب اوسکو ہوئی تہی جو تمنا ہمکو
کہ اگر زہر بہی دیتا ہے تو میٹہا ہمکو
مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہمکو
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

ذوق کے مرنیکی سنکر پہلے تو کچھہ رک گئے
پھر کہا تو یہہ کہا منہہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہو تو نپہ ہی وہ شوخ کب آیا
اگر چلم مین بہی آیا تو ہم جانین گے آیا

تامل کیجیو ذوقِ تپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈہب آیا

لگائی زلف کو شانہ نے جب اونگلی پکارا دل
یہہ گستاخی بہلا رہ تو سہی اے بے ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیمجانون کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

کہے ہے خنجرِ قاتل سے یون گلو میرا
کمی جو مجھہ سے کرے تو پیئے لہو میرا

نہوا آب شہادت سے گلو تر نہوا
مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہوا

اوس نے جب مال بہت ردّ و بدل مین مارا
ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بغل مین مارا

ساتھہ اونکے ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن
اسیر بہی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھہ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا

یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈہونڈکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

کرے ہے شرع کا پاسِ نمک مدام شراب
حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

ریشِ سپید شیخ مین ہے ظلمتِ فریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ٹھیری ہے اونکے آنیکی یان کل پہ جا صلاح
اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح

تنگ نہین جو دل نشین تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
نکلا آیا جو راہ آنکھونکی دل مین بیٹھا خدنگ ہو کر

خوب رو لے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہہ دار شمع پہ چڑہ کر
عجب مزا ہے جو مر جائیے کسیکے سر چڑہ کر

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہہ پھوڑ کر

وہ کہے کون ہے قربان مری اس جیتو نپر
مین کہون مین تو کہے مین کے چھری گردن پر

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے
الہی کس بیگنہہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
دل کی سعاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کیطرح ہم
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھہ دختر رز کو نہ منہہ لگا
پھنکے ہی ایک جنبش مژگان ہین وہ پری
اڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم
رہے جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون
ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کوبھی
نہین جز شمع مجاور مرے بالین مزار
دل سے کچھہ کہتا ہون مین مجھسے ہی کچھہ دل کہتا
تو جو آجاے تو اے درد محبت کی دوا
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
بھولا نہ مجھے قتل گہ عام مین قاتل
مزے جو مرنیکے عاشق بیان کبھو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیرونکو آب پیکان سے
دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب +
پھنچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے

لو اوٹھو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور ہائے و نب قتلتنی ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے
رکھے گی یہہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مُہر ہے منہہ پر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتی نہین ہی منہہ سے یہہ کافر لگی ہوئی
اس لیئے ناتوان کو ہے کوہ قاف سے
فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے
کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے
لکھتے ہین ہائے دوچشمی سے کتابت والے
نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے
دونون اک عالمین ہین رنج و مصیبت والے
میرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے
دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے
سچ ہے حرام زادے کی رسّی دراز ہے
کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے

ہم تبرک ہین بس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لئے آبلۂ پا ہمکو

لبیک و اذان ناقوس و جرس یا خندۂ قلقل نالۂ
دل کہینچے ہے مین ہان کوئی ہو ہر اک نوائے دلکش ہو

دن کٹا جائیے اب رات کدہر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین دو گڑی ہی گھر کاٹنے کو

نکالون کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکانکو

تم مسی ملکر نہ غرفہ سے نکالا منہہ کرو
اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہہ کرو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

اے ذوق وقت نالہ کے رکھلے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھرکے سر پہ ہاتھ

جنون کی جیب دری پہ ہین خوب چلتی ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھہ تو کرلے چلتے ہاتھ

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تھے سایۂ دیوار سے

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

کاہ ہجوم یاس مین ہی دل گاہ ہجوم حسرتین
ہی یہ مردسیاہی پیچھے پہرتا لشکر ہے

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
رہنے دے کچھہ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کیطرف دیکھتا چلے

اب و نکو شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مرد و چار دامن سے

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یان آلے آتے رہ گئے
اف رے بیتابی کہ یان تو دم ہی نکلا جائے ہے

حاضر ہین مرے تو سن وحشت کی جلو مین
باندہے ہوتے کہسار کی دامن کو کمر سے

کہلتا نہین دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ
کیا جانیے کہ آجائے ہے تو آمین کدہر سے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کسواسطے
کیا تاب دل جلوں سے جو برق لاگ رکھے
ہوس ہین کعبہ کی یون شیخ بتخانہ سی گرہ ہے
کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے
گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجئے
تم دو گھڑی کو آؤ تو ہین لب پہ جان کو
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
عزیز ذائقہ لیلے کے دیکھو گے نشتر نے
ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا کس سن اپنے
آج تنہا خفقانی سے ہین گھر مین پھرتے
ابتو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مر جائینگے
مری طاقت سے ابتو معصیت بھی عار کرتی ہے
اگر اوٹھے تو آزردہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
جو کہوگے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
ہم بتونکے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
نجانے ہے زیر مغیلان ترے دیوانونکی
قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر
ستمگر تونے روکا سب کو میرے پاس آنے سی
جو پوچھے زاہد خشک اپنی دارو مین گھولکے پی

یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کسواسطے
دوزخ بھی ہو تو انکی جلو مین یہ آگ سے کہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وان اللہ ہی اللہ ہے
کہ آدمی جو کہے بات سوچ کر تو کہے
وہ بھی مشکل ہے پہول نہین ٹھہری سہی
ٹھیر کر کہون کہ اور بھی یان دو گھڑی سہی
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی
کرکے ہین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناحق ملتے
نکل کے جو وصل کے عالم مین نظر مین پھرتے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے
لگایا جی کو اپنے روگ جب سے جی لگا بیٹھے
کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی
پر پڑے پتھر ہین مشکل سے کھینچے جائینگے
مدتون جہان پہ چلے خاک بیابانون کی
سو بھی اکرتا سر مژگان حیا سے پھر گئی
اجل ہی گر کبھی آئے تو شاید کچھ بہانے سی
اگر پرہیز کی پوچھے کہون پرہیزگاری سے

نہین مژگان سے خون خار غم تہی دلنشین نکلے
جنون پہہ نیشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے

ہم تمہا مدد وا اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو تو ہمکو تو چہری کو نہین پاتے

کیون ہم نے دیا دل تجہے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گہڑی کو نہین پاتے

کہولدے آنکہین دم ذبح ندیکہونگا تجہے
پیر پہری اپنی مین گردنپہ تو دیکہون چلتی

جب مین دنیا سے چلا سر پہ یہہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر پر سے کہے ہے لیلی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکہونکی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیری بہی وان گردش گردون چلتی

جو پاس مہر و محبت کہین یہان بکتا
تو ہم بہی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے

الہی کان مین کیا اوس صنم نے پہونکدیا
کہ ہاتہ رکہتے ہین کانونپہ سب اذان کے لئے

وبال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکہا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے

رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہین
بجا ہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لئے

جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چہوڑکے کعبہ کو جا چکے

زہراب بہی ہے بادہ تو کرلینگے نوش جان
ساقی پیالہ منہہ سے ہم اب تو لگا چکے

باز آیا دیکہنے سے نہ آتش رخونکے دل
سو بار آبلے اسے آنکہین دکہا چکے

زبان پیدا کرون جون آسیا سینہ مین پیکان سے
دہن کا ذکر کیا یان سر ہی غایب ہی گریبان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تہا یہہ بہی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے

ایسا نہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے

فلک تو ٹیڑہ ہو کر صبح سے تا شام جلتا ہی
مگر سیدہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی

چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان دل
کہا آرام نے مجہسے کہ لو آرام چلتا ہے

کون وقت اے وائے گذرا جی کو گہبراتے ہوئے
موت پڑتی ہی اجل کو یا نتلک آتے ہوئے

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے
یان تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو

اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

رحمت رحمت علی از خویشان وشاگردان حضرت صہبائی در پارسی و ریختہ فکر میکرد از تالیفات اوست نالۂ بلبل وانشار حدیقہ رحمت و مثنوی شکایت فلک ہے

طعنے ابتک ہین کہ رخ کی مرے کیا قدر نہین
ہین نے اک روز کہین کھائی تہی قرآنکی قسم

رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد ہے

وہ رند ہون کہ کرون قرض کرکے میخواری
جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ

رشکی نواب محمد علیخان خلف الرشید نواب مصطفیٰخان شیفتہ دہلوی از خوشہ چینان خرمن فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دو زبان ریختہ و پارسی سخن دلکش میگزارد خیلے خوش گفتہ است ہے

مانگی جو اوسنے جان تو غیرون نے آہ بھی
حالانکہ اک ہنسی تہی فقط امتحان تہا

کیا کیا بناکے ہم نے سنایا رقیب کو
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا

قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر
عشق اُس سے سوا نہین ہوتا

ہی دگرگون ابتدائے عشق ہین رشکی کا حال
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر

رات کو بات نہ کی اوس نے سحر تک ہم سے
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین

یہہ منصب بلند ملا جسکو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان

وہ وہ کئے ہین جرم کہ کم ہونگا اور سے
کیا کیا امید واری تعذیر کر چکے

رفعت مرزا پیارے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست وشاگرد عبد الرحمان خان احسان ومولوی صہبائی ہے

ہم خوش تہے کہ محشر مین تو دیکھین گے وہ دیدار
لیکن یہہ قیامت ہی کہ محشر نہین ہوتا

کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تہا

رای مہملہ

راحت مرزا محمود بیگ پور احمد بیگ رومی الاصل دہلوی مسکن از تلامذہ مومن خان سپاہگری وسیلہ معاش او بود عاقبت گوشۂ انزوا پذیرفت ہ

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب
آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

غیروں نے جو اشارے محفل مین ہین تمہاری
سمجھین وہ یا نہ سمجھین پر یہ غلام سمجھا

اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین
یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہین

یہ چاہتا ہون کہ رازِ نہان نہ افشا ہو
ترے دہن سے زیادہ مرا دہن ہیجائے

راغب شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۲۳۸ھ درگزشت از تالیفات اوست مثنوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفتہ است و حسن و عشق وسبیل نجات و اورا دیوانے ست ہ

حیا کے پردہ مین مارا ہی ایک عالم کو
شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہونکا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سہی ہائے
یہ رنگ ہو کہ پہول ہو جیسے ملا ہوا

ملین حضرتِ راسخ ہمکو اگر تو یہ پوچھین اونکی جنابین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تہا گل تہین کا کٹا سا جسکی ہوا نے کیا

راغب احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو ہ

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دے نہ دے
جتنا ہے میرے حال پہ یہ دل غمگسار کا

مین نے کہا سر کٹنے مین کیا کیا نہ ملے لطف
کہنے لگے لے آؤ اگر ہے کوئی سر اور

راقم بندرا بن نام از سکنائے متہرا یا جہان آباد و از شاگردان میرزا مظہر رح و سودا است ہ

نگہ پاس سے دیکھین تو یہہ کہتا ہی وہ شوخ
پھر بری آنکھہ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

رنگین سعادت یار خان دہلوی تورانی الاصل پور طہماسپ بیگ خان بانی ریختی ایجاد اوست سیاحتہا کردہ و مرحلہ ہا پیمودہ بود کلام خویش فراہم آوردہ نورتن نام کردہ در جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ ہشتاد سالہ درگذشت در گلشن بیخار می آرد از غرائب امور آنکہ میگفت درین سال رخت بعدم آباد میکشم چون سبب پرسیدند گفت سالہاست کہ بیخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ درین سال ازان جہانے شدن من خبر سید ہد و قصۂ شاہ حاتم کہ اوستاد او بود نقل کرد کہ ہم برین نمط ایشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد انتہی او راست

کر اپنے دلمین تو انصاف میں سو ٹہار لنو نکو نکرا
گلے مین ڈالکر باہین ہنا نا تیرا یاد آیا

قسم ہی ایک عالم کو رولا دیتا ہے ای رنگین
وہ اوسکی جہجہکیان کہا کر ترا مجبو ہو جانا

جو پوچہتا ہون تغافل سی کیون جلاتے ہو
تو وہ کہے ہی تجھے جانکر جلاتا ہون

اوسی مین چہپکے دیکہو بلا وہ غیر کو دیکھے
بہلایون دیکہنا دیکہو تو دیکہا جائے ہے مجہسے

روشن روشن شاہ مولدش بریلی مسکنش میرٹھہ

دیکھہ کے مجھکو منہ کو چہپایا اور حیا کا نام کیا
واہ ری تیری دانشمندی اسمین بہی اک کام کیا

آنکھو نمین ذرا ٹھیر تو تا دیکھہ لین اوسکو
اقرار یہہ ٹھیرا ہے دم باز پسین سے

زای معجمہ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تہانیسر پارسی آگاہ بود و با موسیقی آشنا اعمال کارگر میدانست

ہین ایک وہ بہی کہ تم سی ہوا انکو راز دنیا — اور ایک ہم ہین کہ منہہ تکتے ہین زمانہ کا

ہائے بانی بہی چوانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی جز گریہ حسرت ترے بیمار کے پاس

پونچھے اشک اونس نے گمان غیر مین — مرگئے ہم اتنے ہی احسان مین

رمز مرزا فتح الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تلامذہ ذوق دہلوی ست ؎

آنکہین تو اوسکو دیکہہ کے ہوتی ہین بیقرار — بن دیکہے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے — ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا

تم رہو اور مجمع اغیار — میرا کیا ہے ہوا ہوا نہوا

رنج میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلو نبیرہ وسجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ در موسیقی دستگاہے داشت و ریاضی نیکو میدانست و شعر نیک می شناخت مومن خان کہ باوے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ وفات او قطعہ گفتہ ؎

شیخ زمان شد ز دہر وز پی سال وفات — فکر بلندم رہ جنت ما وا گرفت

گفت بہ مومن ملک خواجہ محمد نصیر — در قدم ناصر و درد نکو جا گرفت

۱۲۶۱ھ

این بیت او راست ؎

دل ہے جسکے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے — یون سنا ہے کہ اوسے بہی خفقان رہتا ہے

رند سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری از باشندگان فیض آباد در لکھنؤ طرح اقامت افگند از شاگردان خواجہ آتش بود و دو تا دیوان دارد ؎

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین — اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو — روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ

کھیل ہر بات مین ہے فتنۂ محشر ہونا
تیز چلتی ہے سخت جانون پر
رہی آشنائی فقط نام کی
نیند اوڑنے سے بڑہا لطفِ شبِ وصل علی
میرا ہوا آشیانہ اور آدہا جلا ہوا
کیا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض
مین نکلتا تری محفل سے اکیلا ای کاش
سالک جو کوئی عشق مین مجھکو برا کہے
مایوس و نا امید ہین کیا مدعا سے ہم
کاش اے سپہر تجھسے ہی کہتے تو سہل تھین
فرطِ نشاط وصل سے ہی ڈر کہ مرنجائین
آخر تو لائینگے کوئی آفت فغان سے ہم
تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہو کون
چپ چپ پڑے ہوئے تھے ابھی خانقاہ مین
ترے کوچہ کی مجھپر راہ ہے تنگ
ہوتی ہی رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
کہنے کا غیر کے تو کسیکو یقین نہین
طلبِ وصل پہ کہتے ہو یہ تکرار نہین
پھرتے ہین داد خواہ ترے حشر مین خراب
سنکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے

اور ابھی سیکھتے ہین آپ ستمگر ہونا
دم نہ چڑہ جائے تیغ قاتل کا
وہ نام آشنائے زبان رہگیا
ہائے یہ پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا
مین نے شبِ فراق کو روز جزا کہا
غم یہ ہے ساتھ مرے غیر کا ارمان نکلا
تکتا ہون منہہ کو اور یہ کہتا ہون ہان درست
کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم
وہ خواہشین کہ رکھتے ہین اوس بیوفا سے ہم
ذکرِ غم فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم
حجت تمام کرتے ہین آج آسمان سے ہم
آج آپ اپنے گھر مین ہین کچھ میہمان سے ہم
کچھ کچھ کھلے ہین بیعتِ پیر مغان سے ہم
کہ آنا ہے نگاہِ پاسبان مین
سر بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین
بے نقط ہی وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
پر تیری آنکھہ راز کی تیری امین نہین
خوش ہون دو نقیضون مین اثبات ہی انکار نہین
تو پوچھتا نہین تو کوئی پوچھتا نہین
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

آشنا ہوتی ہے اوس لب سے جو دشنام تو ہم | | دلمین کہتے ہین کہ دشنام ہمین کیون نہوئے

زکی شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعرا از واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علمار فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود دیوانے دارد

وحشت ہے آشکار زلیخا کے حال سے		آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات		ہم سے نہ ملنا اوسے منظور تہا
دہوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزاد ونکی		شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر
گاہے غم فراق کبھی آرزوئے وصل		کیا ہوے دل لگی جو کبھی دل لگا رہے

سین مہملہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اول روزگار ے باستفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے باستفاضہ تربیت از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدرآبادی مولد دہلوی مسکن است امروز در حیدرآباد است درین نزدیکی دوتا قصیدہ در پارسی زبان یکے در مدحت پدر والا گہر نامہ گرد آورد و دیگر در ستایش والئے این ریاست دام اقبالہا فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے است ہنجار سالک نام دارد

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا		خدا کو کرکے چلا ہون نگاہبان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین		گویا ہمارے واسطے کچھ بھی بنا نہتا
جان یون سہل دی فرہاد نے عاشق ہوکر		پہلے اقبال بھی اللہ عطا کرتا تہا

نوازش حسین خان نوازش دیوانے دارد و فسانۂ عجائب از وست ه

کسکی خوشی کہانکی ہنسی کیسا اختلاط		ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے

سرور اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان از تلامذہ جان بیگ سامی و از امرار دہلی بود دیوانے دارد و تذکرہ از و یادگار از ریختہ سرایان بیشین و پسین دران قلمی نمودہ بپارسی ہم فکر میکرد در سنہ ۱۲۵۵ درگذشت ه

دیوانے ہم نہین ہین کہ فصل بہار مین		کہنے سے ناصحونکے گریبان رفو کرین
غیر لایا او سے یان بہر تماشا دم نزع		دوستون سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

سکندر خلیفہ محمد علی مرثیہ گو پنجابی از تلامذہ محمد شاکر ناجی خود را از شرب شراب معاف نداشتے از وطن بدہلی و از دہلی بہ حیدرآباد رفت و از حیدرآباد بملک عدم شتافت استخوانش بہ کربلا فرستادند ه

سحر گذرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب		کہ شبنم گل کے منہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سودا مرزا رفیع انچہ حضرت شیفتہ در ترجمہ اش نگاشتہ بندہ را خیلے خوش آمد بنا برین کلمۂ چند نقل بر داشتم نظر افروز ارباب مطالعہ باد و ہو ہذا بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ و قصیدہ اش بہ از غزل و اگر گوئی غزلش از اشعار رکیک مملوست و قصیدہ از ان خالی زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین پیراسون خاطر و جاگزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان رقص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل مع انہم اولون والموجدون والاخاطر بجمیع فنونہا متعذر للمتقدمین و للہ در من قال العلم للمتاخرین پس بنا برین مقدمات برین بزرگان دار و گیر زنہار سزاوار نیست و طعن و تعرض لایق نہ معہذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ در چہ رتبت عالی و مکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ و یدل علی ذلک ما قال شرف الافاضل

مبتذل ہوکے گر فتنۂ محشر بنجائے
وہ اشارہ کہ تری نرگس فتّان نہین

لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین
تیر بہکے تو کمان دار کی تقصیر نہین

اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو
قتل کو آتے ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھسکو
ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجھکو

اوسکو دیکھو کہ وہی مجھسے سوا گردشمن
آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجھکو

غصہ قاتل کا بڑھایا ہے یہہ طعنہ دیکر
زندہ گویا کہ نہین چھوڑینگے تم مجھکو

اے خضر اتنے دن ترے کیونکر بسر ہوئے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین ہوئی خیر
آگیا کچھہ لیا دیا آگے

یہان بھی جو وہ ستائے کسی بیگناہ کو
اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی

ہونین وہ صید کہ رو پا کرے صیاد مجھے
ہونین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلاد مجھے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہے

سپہر شتاب خان دہلوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد ۵

ہو غریق رحمت حق وہ عجب انسان تہا
میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر بولا
مجھکو ظالم ہی میسر کوئی مجھسا نہوا

رکھا یاد تم نے مرے بھولنے کو
عجب لطف کا ہے یہہ نسیان تمہارا

ہم لطف سے تو گذرے پہ ترا جفا شعار
یہہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہمپر ستم نہو

لینا ہے امتحان تو اب لے کہ پھر کہین
تو آئے تیغ کھینچ کے اور مجھہ مین دم نہو

کچھہ آجکل مرے دلمین گذرتے ہین غبار
کھلا نہ آنے کا یہان اونکے مدعا مجھکو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

سودا خدا کے واسطے کر قصّہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی ترے فسانہ میں

پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے ولے
دھڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی

مت پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکہ مجھ بغیر
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

سودا جہاں میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لئے

عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہے
دکھاتا ہے مجھے اوسکو جسے آزاد کرتا ہے

قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ ہیں دو دن سجانے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خونبہا ہے

ہے قسم تجھکو فلک دے تو جہاں تک جا ہے
جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار مجھے

تصور میں ترے کیو صبا او سے لا ذبالی ہے
گلے لگ لگ کے میں رویا رات تصویر نہالی سے

گل پھیکے ہیں غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونیکو ظالم کہیں مر بھی

سودا کے جو بالیں پہ ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

اتنا لکھائیو مرے لوح مزار پر
یاں تک نہ دیجیات کو کوئی خفا کرے

سب سے کہے سوتا ہوں یہ کہدیں کہ پھر اٹھا
بالیں پہ مرے شور قیامت اگر آئے

بیخوابی سے مرتا ہی شب ہجر میں سودا
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے

دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب سے

مے پرستی ہی مری باعث آمرزش خلق
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا
منصف جو بنتے ہیں سو تجھسے ڈرے ہوئے

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں آج قتل
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے

خواہ کعبہ میں تجھے خواہ ہیں بتخانہ میں
اتنا سمجھوں ہوں کہ مر یار کہیں دیکھا ہے

فخر الاماثل قدوۃ المحققین مولانا صدرالدین المتخلص بہ آزردہ در تذکرہ خود کہ بایجاز و اختصار تمام درحال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول ندہشت اما ہجو رکیکہ بسیار گفتہ و بآن شیوہ داشتہ و مضامین دلاویز می یافتہ کلیاتش از دست آوردہ اند کہ سودا روزی بر آستانہ شیخ علی حزین رسید ستوری خواندن شعر یافت و برخواند ؎

ناوک نے تیرے صید نچھوڑا زمانہ مین	تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دارد گفت اے می تپد شیخ بہ تکریم پرداخت و بملک الشعرا خطاب فرمود ؎

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
کونین تک ملی تھی جس دل کی مجھکو قیمت	قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا
زبان ہے شکر مین قاصر شکستہ بالی کی	کہ جسنے دل سے مٹایا خلش رہائی کا
چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل	پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہوگیا	دی تھی خدانے آنکھہ سو ناسور ہوگیا
مباد ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر	مرے لہو کو تو دامن سے دہو ہو سو ہلو
یہہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو انصاف	جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہو نین
جی تک تو دیکے لون کہ جو ہو کارگر کہین	اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
تونے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین	یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
بوسہ ہنسکر ندیا اوسنے سوائے دشنام	سو بھی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبوری ہین
کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے سودا	ساغر کو مرے ہاتھہ سے لیجو کہ چلا مین

بوسہ یہ اوس دہن کے کہ جسکا نہین سراغ
جان سینہ مین نظر آنکھو مین دم ہونٹو نپر
آج یان رسوا ہوا کل وان خرابی مین پڑا

ہلتی تری زبان محبت بیداد گر نہین
اک آنے سے ترے کام ہین اٹکے لاکھون
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری تو قیر آدہی ہگی

سیّد میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سر گروہ انشا پردازان دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایر مانسرا ے کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود والحال ازو نشانے نماندہ بسیار بلطافت و پاکیزگی گفتہ لِلّٰہِ درہ ؎ امشب کرمے کن بسرا ے اکرام ؛ و نیز تاریخ وفاتش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ مزار وے کندہ این ست ؎ اکرام بیاسود بپا ے خسرو انتہی اور است

؎ سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھہ مرض ہے مجھکو ہے آزار رونے کا

نے غازہ نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حنا تو
یہہ دہڑک دلکی جو ہی عشق مین کچھہ اور ہی ہے
مین اور ترک عشق یہہ امکان ہی نہین
یار و مرے بالین سے نہ اوٹھو نہ جدا ہو

اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین
ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین
حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو

شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلف مرزا زین العابدین عارف از تلامذۂ مرزا غالب ؎

آئینہ دیکھکے کہتے ہین یہہ منہہ پھیر کے وہ
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے ادہر دل میرا

جسروز کسی اور سے بیداد کروگے
یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نسبش تا حضرت قطب عالم گجراتی میرسد بخاری موطن دہلوی مولد بود خط شفیعہ و نستعلیق خوش می نگاشت و رموز تیراندازی نیک می شناخت اشعار بہ طرز مطبوع میخواند در عہد آصف الدولہ بہ لکھنؤ رفتہ در اوائل میر تخلص میکرد ہرگاہ میر تقی در لکھنؤ آمد سوز تخلص خویش قرار داد ہشتاد سالہ در تلہر از جہان رفت ھ

کعبہ ہی کا اب قصد یہہ گمراہ کرے گا
جو تم سے بتو ہوگا وہ اللہ کرے گا

بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رلا دیا
ولے مین بہی کیا ہون کہ رونے مین یہہ بنایا منہہ کہ ہنسا دیا

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس
سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے

لوگ کہتے ہین مجھے یہہ شخص ہے عاشق کہین
عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

مگر جانیکا قاتل نے نرالا ڈہب نکالا ہے
سبھون سے پوچہتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

سوز مولوی عبد الکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیوانے گزاشتہ ھ

مگر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سی ہم
بارے یہہ عقدہ ہمین آ کر تہ خنجر کھلا

صبا رقیب سے رکھتی نہی راہ کچھ ورنہ
ستم یہہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا

مین بڑا بول جو بولا تہا شب وصلت مین
سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا

ابہی دلمین ابہی آنکھونمین ابہی دامن ہی
اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا

اب کوئی سوز سے نبھنے کی نکالو صورت
خیر تقصیر ہوئی ابتو ادہر آ ہی گیا

سوز گو بیگانہ ہی پر بزم مین رہنے تو دے
رفتہ رفتہ یہہ بہی ظالم آشنا ہو جائیگا

پاس آنے مین نہ کشتو نکے لگے دیر کہین
لے لیا موت نے گھر ہی تری دیوار پاس

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا ۔۔۔ ایسا کیا بوجہ بہت طوق گلوگیر مین تھا

شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذو الفقار خان بزرگان وے در سرکار حیدرآباد باخطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند امروز وے نیز بر لقبیہ آن تیول کہ پدر بزرگوار او را بود در اضلاع جھنڈواڑہ بفراغت تمام و قناعت مالا کلام بسر می برد مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہنے ارجمند دارد در فن شعر او استادے معین ندارد ہمان طبعش اوستاد است و فکرش رہنما است چون خال حضرت شہیر است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آوردہ است ۵

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدگی ۔۔۔ پیری سے پیشتر بھی کبھی مین جوان تھا

کیون کاٹون اپنا آپ گلا مین نصیب غیر ۔۔۔ دنیا مین کیا کوئی مرا قاتل نہین رہا

وحشت کے امتحان کا افسوس رہگیا ۔۔۔ جب قیس تھا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تھا

بیمار کسکو آنکے دیکھین گے وہ خدا ۔۔۔ اچھا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہوگیا

برپا کسی سے حشر بھی کوئی نہ ہوسکا ۔۔۔ دنیا مین ہم سے پہلے کوئی نوحہ گر نہ تھا

اے شعلہ ہمکو عرض جنون ہی نتھا پسند ۔۔۔ جنگل وگرنہ قیس کے باوا کا گھر نہ تھا

دلمین کی جسنے جگہہ مجھسے وہ ٹیڑہا ہی رہا ۔۔۔ گر رہا تیر بھی سینہ مین تو ٹیڑہا ہو کر

اس بحث ناصوا بمین کیونکر نہ جائے جان ۔۔۔ مین دل کو آزماؤن مجھے آزمائے دل

عدو کو گالیان دیتے ہین وہ لیکن بصد خواہش ۔۔۔ ہم اونکے منہہ کو تا ہمکو بھی دین دشنام تکتے ہین

زحمت سعی سہی بچپے کو یہہ اچھا ہے خیال ۔۔۔ یعنی تھا ہمکو جو وہم خط تقدیر سو ہے

کیا جلد بر آتی ہے کما ندار تمنا ۔۔۔ کچھہ دلمین گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے

شب بھر اسے ہم نے بٹھا رکھا تھا ۔۔۔ میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعرائے پایہ تخت

غیر و نیہ ہین وہ لطف کہ برتتے ہین ہمیشہ
ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

مژدہ اے یاس کہ پھر آئی مصیبت لب پر
حسرت اے دل کہ او نہین وعدۂ نہ پھرا دیا

وہ یہ کہتے ہین جو کرتے ہو دعا بھی کر لو
ہم مزا انکو دکھا دینگے اثر ہونے تک

پوچھتے ہین کہ تمنا تو بتاؤ کیا ہے
جانتے ہین کہ نہین تاب تکلم مجھکو

پھرتی ہے کوئی چیز آنکھون مین
یہ مرے بخت کا تو خواب نہین

ہماری ناتوانی دیکھنے کو
وہ آکر پوچھتے ہین تم کہان ہو

شایق خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ
از سکناے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بپارسی ہم سخن میگفت دیوانے
مختصر دارد ؎

او سی نے کیا مجھکو رسواے عالم
کہ جسنے تجھے عالم آرا بنایا

شرر مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید التخلص
نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ و از تلامذہ ذوق دہلوی است ؎

شرر خدا سے ڈرو کل تھے سجدۂ بت مین
اور آج ہمکو یہ دعوی ہی پارسائی کا

لاکھ پردہ مین وہ پوشیدہ رہا پر ہمنے
دیکھا جب نے لگی نگا ہونسے نظر آ ہی گیا

شرف میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی ؎

منہہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا مر جاینگے
جان جائے تو نہین غم ہی مگر آن رہے

وصل مین ہو کے ہم آغوش وہ بولے یہ شرف
اب تو فرمایئے کچھہ اور بھی ارمان رہے

شمشاد مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متخلص فرزند مرزا
سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیا داشت در داستان
طرازی کمالے بہم رسانده بود ؎

کام تو کچھہ بھی نہین ہی حشر مین اپنا مگر
آن نکلینگے تری خاطر اگر آنا ہوا

یہہ تو خبر نہین ہی کہ کیا حال ہی پر آج ۔ شہرت کا بار بار ہے آتا جگر پہ ہاتہہ

شہیدی منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکھنؤ
و از شاگردان مصحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرۂ وافر داشت بیشتر در
پنجاب و گجرات بسر برد و بہ دہلی نیز رفتہ و بہ بہوپال ہم آمدہ در سنہ ۱۲۵۵ھ بہ حجاز
رخت کشید بعد ادائے حج ہنجار مدینہ پیش گرفت در اثنائے راہ بیمار گشت ہمانا
چارم صفر سنہ ۱۲۵۶ھ بود کہ بر روضۂ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیوانے
دارد بندہ دیدہ ام ۵

قدر سب چاہنے والونکی ترے دیکھ چکے ۔ خوار رہتا ہے ترا نا تو پشیمان نیا
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر ۔ تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
نئی باتین نئی گہاتین نئی چاہت نیا پیار ۔ کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
شرم آتی ہی وگرنہ ان بتونکی ضد سے مین ۔ جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک ۔ موت یہہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض ۔ ہے تجھسے بڑی میری شب تار کبی دن
نزع کے وقت شہید سے جو حسرت پوچھی ۔ کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
قیامت تک نہ بہولونگا یہ احسان تنگی جا کا ۔ مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے
ناکامی جاوید کی ہم مانتے منت ۔ افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی ۔ بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے

شہیر حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان
رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعہدہ ہائے جلیلہ ممتاز بود و خودش نیز از
مدتے درین دیار باعزاز تمام بسر می برد و از سرکار فیض آثار خطاب فتخار الشعرا
دارد بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتے مشق سخن بجا آوردہ در

اکبر شاہ بود ھ

نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا اُٹھگیا غم نہین	پر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھگیا

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر است ھ

بناوٹ کی نہین نازک مزاجی ان حسینو نمین	خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

شمیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از منشی صبا نمودہ گاہے گاہے با نامہ نگار بر میخورد صلاح از ناصیہ اش می تراود ھ

اے جنون تو مجھے لیجائیگا اب اور کدہر	شہر اونکا نظر آتا ہے بیابان اونکا
تھی یہہ قسمت کی بُرائی کہ تجھے او ظالم	سارے عالم کے حسینو نسے مین اچھا سمجھا
نامرادی نہ چھپی پردۂ تصویر مین بھی	جسنے دیکھا مجھے محروم تمنا سمجھا

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس از شاگردان مومن خان ھ

نامہ جو بنالائے ہین قاصد تو صنم کا	ایمان نہ کھونا کسی مایوس کرم کا
چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دی تشبیہہ	بس وہین رونیکا ہوجاتے بہانا مجکو

شہرت مرزا حاجی نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان کسب این فن نمودہ پس نسبت تلمذ بمیر ممنون درست کرد سپس از حضرت آزردہ باستفاضہ پرداخت ھ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ میخانے مین	نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹھا نہ ترے دلسے ورنہ ای ظالم	ہماری جان کو اک یہہ بھی آسمان ہوتا
ہائے جی بھرکے وہ دیدار میسر نہوا	حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہوا
یون بیٹھتے ہو جیسے کسیکو کسی سے کچھ	مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

مرتضےٰ خان بہادر مظفر جنگ ترجمہ حالات اش از تذکرہ **شمع انجمن وصبح گلشن**
در باب آنچہ مناسب اینجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شیفتہ از
آوان صبا بمشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر برد و در مراتب نظم و نثر
ادائے خاص دارد و بہر دو زبان ریختہ و پارسی سحرے کہ می طرازد از سن پرس
کہ مدتے بروش او حرف گزاردہ ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام
سبحان اللہ سخن از کجا بہ کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شیفتہ تخلص
میکند و در پارسی حسرتی و از تلامذہ حکیم مومن خان کسے ہمچو او بر نخاستہ میرزا
نوشہ و حضرت آزردہ را با وے مودتے کہ در میان بود نتوان گفت و در العہد
کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزردہ اکتساب علم میکردند با جناب شیفتہ
ربطے خاص داشتند توفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستۃ وثمانین
ومائتین والف الہجریۃ درین نزدیکی مہر ورز لطف گستر نواب مرزا خان داغ
بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شیفتہ روان داشتہ وممنون لطف ساختہ
از جاے چند انتخاب کردہ آمد ٥

اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو	رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کی وفات کا
ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین	دل ہوا رنج سے خالی ہی تو جی بھر آیا
میری ناکامی سے فلک کو حصول	کام ہے یہہ اوسی ستمگر کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے	دیکھا اثر یہہ نالۂ بے اختیار کا
توبہ کی بخت کہ پیمان عدو	اوسکو ہنگام قسم یاد آیا
کسلئے لطف کی باتین ہین پھر	کیا کوئی اور ستم یاد آیا
ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دلکا	سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا
ہے ترا سلسلۂ زلف بھی کتنا دلبند	پھنسنے سے پہلے ہی مشکل تھا چھٹنا دلکا

پارسی اوستاد قیامت کار است توجہ او بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز
کہ پاے اقامت بہ بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد ازینجا
کہ بریک دو بیت اقتصار رفتہ است و درین نامہ ثبت گشتہ و این بیتہا نیز کہ
از افکار دیرینۂ اوست در انتشار کلام بسمع محرر سطور رسیدہ است دانی کہ
برین قدر در وصف وے اکتفا کردیم چرا کردیم دو سبب دارد یکے آنکہ شیوۂ
ما اختصار است خیر الکلام ما قل و دل دیگر آنکہ وے اوستاد منست روش
سخنوری ازو آموختہ ام و آنچہ یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر در ستایش
گفتارش آنچہ واقعی ست تحریر کنم ازارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان
مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادا فہم کمیاب است معہذا مجموعۂ غزلیات و قصائد
وے کہ در پارسی زبانست ببین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ؎

پوچھو نہ اہل عشق کو کیا ہین کہانکے ہین — اچھے ہین جسطرح کے ہین جو ہین جہانکے ہین
کوئی سوا اونکی وحشت دلکا علاج ہو — اک ہم اگر نہین نہ سہی مدعی سہی
ہین نامدار ہجر و عدو کامگار وصل — وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا
بزم جانان مین جو جاتا ہون تو فرماتے ہین — ایک یہہ بھی ہے ایام کی شامت آئے
غیر تہا بدمست ہے ہم کامیاب — یار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے

شیدا میر جھبو جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از
تلامذۂ مومن خان بود با حضرت شیفتہ نرد مودت میباخت ؎

نا شکر ہم نہین ہین ادہر کو نگاہ ہے — پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا ہین کہین مژگان بھی تر نہو — مرجائے کوئی اور کسیکو خبر نہو
وہ دشمنی مین پورے ہون یہہ بات بھی نہین — کہتے ہین زہر دیکے الٰہی اثر نہو

شیفتہ نواب مصطفے خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب

ہے نگاہِ آشنا کو ہر جگہہ جلوہ سے ربط	دیر بھی کعبہ تھا جب مین ناصیہ فرسا ہوا
ہماری خاک مین آتی کہان رسائی ہے	نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا
وہ بھی بت قاتل ہی جسکو عمر بھر پوجا کیئے	ڈر ہی منہہ کیا لیکے جاؤن داورِ محشر کی پاس
مرتا ہون قبر مین بھی اسی خوف سی کہ ہائے	پوشیدہ زیرِ خاک کہین آسمان نہو
مجھہ سے ہی چاہتا ہی وہ ہر ہر ستم کی داد	سمجھا ہی اپنے ظلم کا اک قدر دان مجھے
ظالم جفاکشی کی ہوس تو نکال یون	تجھسا ستم شعار ملیگا کہان مجھے
مرگِ شب وصال کی خوبی ہی ورنہ غیر	رکھتا نہ گھر مین تا بہ سحر میہمان مجھے

صادق میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان جعفری ؎

شرم سے نام وہ نہین لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذۂ خواجہ آتش بود دیوانے دارد در سنہ ۱۲۷۱ درگذشت در سخن سنجان لکھنؤ غنیمت است ؎

کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو	نام رکھا ہے مسلمان میرا
کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے	خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

صبا منولال لکھنوی از شاگردان مصحفی ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین	کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین

صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہسوانی از چند ماہ پائے اقامت در بھوپال افشردہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگ دساتیر نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زانوے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص رامپوری تہ کردہ و چندے بخدمت برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین تسلیم مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

کہتا تہا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ
دینا کسیکو دل تو وفادار دیکہکر

کہتے ہین بیوفا مجہے مین نے جو یہہ کہا
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
پہنچا دو یہہ پیام اجل جان طلب تلک

یان عجز بے ریا ہی نہ وان ناز دلفریب
شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

ہین جان بلب کسی کی اشارت کی دیر ہی
دیکھے ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم

اے جوش رشک ترب عدو ابتو مت اوٹہا
بیٹھے ہین دیکہہ بزم مین کس التجا سے ہم

طوفان نوح لانے سے اے چشم فایدہ
دو اشک بہی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین

کچھہ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
اے دل یہہ یاد رکہیو کہ ہم ہین تو تو نہین

سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا
قیامت آنے مین شب درمیان ہے

جس لب کے بوسے غیر لے اوس لب سے شیفتہ
کمبخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے

بزم دنیا مین ہی دو شخص کو کب عیش نصیب
سو تجہی کو رہے مجہکو تو یہہ غم ہی بس ہے

اے عدو کسلیے نازان ہی سمجہہ تو آخر
جس سے ہم خوار ہوئے ہین یہہ وہی عزت ہے

اے جان لب پہ آکے ٹہرنے سے فایدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

صاد مہملہ

صابر مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر نسبش تا جہاندار شاہ بادشاہ دہلی میرسد از تلامذہ عبد الرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود تذکرہ گلستان سخن بنام او غازہ شہرت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار کردہ آمدہ و درین نامہ نگارش یافت ٥

محفل مین مین تو اوس لب میگونکے ساقی
نام شراب لے کے گنہگار ہو گیا

ہوئے ہین کشتۂ حسرت کے دشمن دوستدارونمین	قضا ہی نوحہ خوانونمین اجل ہی سوگوارونمین
تمکو آئینہ سے فرصت ہی نہین	کونسا وقت ہے تنہائی کا
دل جو قابو سے چلا نالۂ دل کہہ اوٹھے	ٹھیریے ہم بھی تو اے بندہ نواز آتے ہین
اپنی اپنی ہے اداؤ ڈھنگ ہے اپنا اپنا	ہم وفا سے وہ جفا سے کہین باز آتے ہین
ہائے وہ اوسکا شب وصل بگڑ کر کہنا	پیش مہمان سے یون ہی بندہ نواز آتے ہین
شکل درد اوٹھتے ہین گر پڑتے ہین آنسو ہوکر	تیرے کوچہ مین جو ارباب نیاز آتے ہین
کھینچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہہ	کھچ گئی ہے مانی و بہزاد مین
ہم ندیدے کیا کہین لطفِ چمن	آنکھ کھولی خانۂ صیّاد مین
کسکے آنے سے یہہ شادی مرگ ہے	لگگیا شیون مبارکباد مین
تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا	کٹ گئی شب نالہ و فریاد مین
کہتے ہین ضد سے کرینگے اور ظلم	دیکھین کیا کیا ہین اثر فریاد مین
دل بہی اب پہلو تہی کرنے لگا	ہوگیا تما تمہاری یاد مین
داد خواہی کون محشر مین کرے	ہے مزہ سبکو تری بیداد مین

صفا مرزا سعید الدین کہین برادر مرزا رحیم الدین حیا و ہم شاگرد آتش ہ

پوچھتے ہین کہ کہان بستے ہو اور جاتی ہین	کہ بجز دشت ٹہکانا نہین دیوانون کا
گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتی منہہ سے	کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفا پیرن شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلمیذ ذوق دہلوی ہ

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا	یہہ خرابی ہے منہہ لگانے مین

صفدر صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکنائے کرنال ہ

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس	اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہین

صفدری میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنون کافرے بیگناہ شتر

ممتاز آمد در تاریخگوئی محسود روزگار است ہرچند در رامپور از کاملان این فنون موجود بودند لیکن میگویند کہ بمقابلہ تاریخگوئی و صنعت نگاری وے انگشت حیرت بدندان و از مقابلہ پشیمان امروز آنچہ در ملک اوست غزلے چنداست کہ در مشاعرہ تکلیفش دادہ اند و پیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد از مغتنمات دوران است از تالیفات اوست مثنوی شوکت خسروی بیرد از سکندرنامہ در ستایش والی رامپور و لسان العجم در فن لغت و سراپاے سخن در مصطلحات

جگر کو دلکو دونون کو برابر تولے کہا ہی
اوسے غم دوست ٹھیراون تو یہ درد آشنا ہو

کوئی ارمان نہ باقی دلِ پُر غم مین رہے
تم ذرا پاس سے کہدو مرے ماتم مین رہے

نہ رہے عاشقِ غم دوست الٰہی دل شاد
عیش کا نٹا سا کھٹکتا دلِ پُر غم مین رہے

درد ہو جائے محبت تری آنسو ہو جائے
گھر کرے دلمین مرے دیدہ پُر نم مین رہے

بھلا ہو خیر کی ہمت رہی میخانے والے مین
فقیر مست کو ملجائے چلو بھر پیالے مین

ہر اک جا پر نیا ہی نام اونکے خالِ مشکین کا
سویدا دلمین پتلی آنکھ مین ہی داغ لالے مین

اغیار سے خالی ہو شبِ وصل کی خلوت
اندیشہ نہ دلمین ہو نہ آنکھو مین حیا ہو

چٹکی کوئی خاکِ قدمِ یار کی دیدو
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو

ملجائے فقیر و نسے بھی آنکھ ای شہِ خوبی
ہو خیر تری شرم کی چتون کا بھلا ہو

ناتوانی مین لاغری مین مرے
کچھ پتے ہین تری نزاکت کے

مردہ دل ہون شکستہ خاطر ہون
ہین نشان مجھ مین ٹوٹی تربت کے

چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو
یہ بھی سن لینگے وقت فرصت کے

کون ہے کسکو کوستے ہو آج
مر چکے ہین صبا تو مدت کے

کیسا خط کا جواب خیر ہوئی
بچ گیا ناک کان سے قاصد

ثاقب از تلامذۂ میرزا غالب است گویند امروز مشورۂ سخن با مولوی الطاف حسین حالی میکند ہ

وہ جب کرتے ہین طالب عدہ رہتا ہی بپا جھگڑا	ہمیشہ آس مین یا در یاس مین اور شوق حرمان مین
درسے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے	ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طرب مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری رح استفاضۂ علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعر از مولوی عبد الکریم سوز گرفتہ ہ

بہت ہی ملتی ہی اسکی طرب سے کچھ صورت	موا پڑا اسے ترے در پہ اک جوان کیسا
اور ملتا ہی نہین مجھکو ٹھکانا کوئی	پھر پھر اکر ترے دروازہ پہ آجاتا ہون
کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ	یون ہی کہدو کہ ترے ملنے سے ہی عار مجھے

طرز احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر ہ

پڑی ہین حسرتین خون گشتہ لاکھون	مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ ہجر وصل	جلدی کرین نہ اوس ستمگر دیر آشنا سے ہم
ابکے ملجائے وہ تو کام نہین	اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

ظای معجمہ

ظفر ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصافش از بیان مستغنی ست در اکثر خطوط دستی توانا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگزرانید سپس نسبت تلمذ بخاقانی ہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت اوستادی بہ میرزا غالب متعلق گشت دو سہ چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آنہا پردازیم این بیتے چند ست کہ از تذکرہ چند بر داشتیم خدایش بیامرزاد خیلے خوش گفتہ ہ

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد ٭

نہین معلوم دلمین صفدری کے در دکیا ہی	کہ ہردم ہاتھہ سینہ پر وہ بیتا بانہ رکھتے ہین
صفدری قدکو کہین اوسکے کہا تہا گل سرو	سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجہکو

صفیر میان جان دہلوی از تلامذۂ مومن خان ٭

کہتے ہو جان جائے تری اور تمہین ہو جان	ہے ہے خدانخواستہ یہہ تمنے کیا کہا
ہوا ہو سہو تو پہر خوب یاد کر لیجے	کہ رہ نجائے کوئی جور امتحان کے لئے

ضاء معجمہ

ضابط مہر علی موطنش دہلیست ٭

حشر مین خاک سے سب لوگ تو نکلے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکہا تو دہوان سا نکلا
نام کی تو شرم کر ضابط خدا کیواسطے	یہہ ترا گریہ تجہے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ٭

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو و لیکن	کافی تہا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پاے اقامت افشردہ در سنہ ۱۱۹۴ھ یا سنہ ۱۱۹۶ھ آنجہانی شد از شعرائے نامیست ٭

نے دل جلا ہون آہ نہ مین سینہ تفتہ ہون	مین داغ یاس و حسرت پامال رفتہ ہون

طاء مہملہ

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین خان

عین مہملہ

عارف میر عارف علی از باشندگان امروهه وشاگردان مصحفی از عروض وقافیه خیلے آگاه بود آخرالایام در مرادآباد طرح سکونت ریخته وترک شعر وشاعری گفته بدات خلق الله پیش گرفته ؎

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی	ہاتھ دلبر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

عارف نواب زین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعه نوشان سرچشمهٔ فیض میرزا غالب بود دیوانے دارد در ۱۲۶۸ھ اجلش دررسید ازگفتار وے می تراود که دستگاہے بلند درین فن داشته ؎

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی تہی یارب	سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھاکر جیسے دامانکا
شوخی وه بہری ہے کہ ذرا جا نہین پاتی	دشوار ہے آنا تری آنکھونمین حیا کا
سخت شرمائے مجہی اتنا نہ سمجھتا تہا انہین	چھیڑنا تہا تو کوئی شکوہ بیجا کرتا
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان	اب مانتا ہے کون برا میری بات کا
مفلسونکو تو ہی مرنا بہی جدائی مین محال	کہائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
امتحانًا وه مرض کام سے کرتے ہین علاج	یہه بہی ہے فضل خدا جو مجہے آرام نہین
غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش	کیا لطف ہم نے شکوہ اوٹھائے عتاب مین
دیکھا ہے ترے بیمار کو عیسی تو جواب	لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف	دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
بیکسی مین مجہے ہوتی ہے غنیمت وه بہی	کوئی جسوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین	کہین آپسمین اگر ذکر وفا آتا ہے

جو دیکھون بزم مین اوس شوخ جنگجو کیطرف ۔ چھری کو دیکھکے دیکھے مرے گلو کیطرف
ہمارے آگے ہی ذکر اگلے دوستدارونکا ۔ پرانے مُردونکی وہ ہڈیان اوکھاڑتے ہین
جنون مین کیا مری پیوند پیرہن مین لگے ۔ کہ ایک تار بہی چھوڑا ہو تو کفن مین لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہہ مین ہزار باتین

ہم بتونکے دلکو جاذب دل سے کہینچے جائینگے ۔ پر بڑے پتھر ہین یہہ مشکل سی کہینچے جائینگے
نہ پہونچا کوئی اپنے پاس پہونچا جبکہ وقت اپنا ۔ اجل کو آفرین ہی وقت پر پہونچی تو نیہہ پہونچی
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی ۔ ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین
ہمکو کیا کام پر ہم کون شکایت والے ۔ کچہہ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے
قیمتِ جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے ۔ پوچھو کیا دیتے ہین بازارِ محبت والے
لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمہین ۔ اے نالو ہاتہہ آئے بقیمت اثر تو لو
ابتو خط مین نے لکھا تملو ہوئی مجھسے خطا ۔ پھر نہین لکھنے کا کہئے تو مچلکا لکھدون
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو ۔ اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
نہ دیا بوسہ نہ منہہ تمنے لگایا منہہ سے ۔ آپ کہتے رہے یون ہی ہمین کیا کیا منہہ سے
اوسکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچہہ نہ کہے ۔ کرے جو اوسسے جواب وسوال دشمن ہے
مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب ۔ وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

ظہیر

سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزائی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس اوستاد محمد بہادر شاہ از شاگران ذوق دہلوی بود ٥

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے ۔ کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا
کوے دشمن سے گذرنا کیا تھا ۔ اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

گذرانیده طبع ہموارہ داشتہ ٥

خدا نخواستہ کیا ہمکو اس سے تہا انکار	عزیز کعبہ اگر گوچہ بتان ہوتا
ساقی جلے ہے بزم مین کسکا جگر کہ آج	ہر سو روان ہے قافلہ بوے کباب کا
خرام ناز مبارک تجھے و لے اے برق	خیال رکھیو ہمارے بھی آشیانے کا
یاد کرتے ہو مجھے گرچہ بری طرح سے پر	مین اسی بوجھ سے احسانکے دباجاتا ہون

عزیز محمد عبد العزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیرآبادی نواسۂ منشی عبد الکریم میر منشی ریاست بھوپال از شاگردان استادی افتخار الشعرا شہیرات و در پارسی نیز سخن میگزارد ٥

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہین پیار کرے	منہہ کو بیٹھا مین تکون ہائے ری حسرت مری
آج ہوتی ہے بیکسی بیکس	تیرا بیمار ہجر مرتا ہے

عشق شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ کھیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار بسر برد دیوانے دارد ٥

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	اسطرح کا کہین جگر دیکھا

عشق حکیم میر عزت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذۂ ثناء اللہ خان فراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ٥

تم غیر کے گھر بیٹھہ کے دل شاد کروگے	ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنائے میرٹھہ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ٥

کہے ہے سن کے یون مبتلا کے قصہ کو	کہ خواب ناز کو تازہ یہہ اک فسانہ ہوا

غین معجمہ

عرشی میر احمد حسن برادر کلان پدر عالی گہر ست در شباب از جہان رفت و کان ذلک فی سنہ ۱۲۷۲ھ گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرانید در قصیدہ گوید ؎

مسلوب ہین سب اہل زبان میرے سخن سے — ہون زلہ ربا غالبِ اعجاز رقم کا

و بر ہر صنف از اصناف سخن قدرتی داشت و در ہر سہ زبان تازی و پارسی و ریختہ حرف می زد قوت طبع و جودت ذہن کہ او را بود کمتر از کسے بر فراز پیدا ئی آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد انچہ ما یافتہ ایم بنا بر ضابطہ بیتے چند ازان می آریم ؎

مجھے خوشی ہے ترے عشوہ ہائے بیہم کی	رہے نہ کوئی ستم عذرِ امتحان کے لئے
شعلۂ عشق وہ ہے جس سے زمانہ جلجائے	یون تو پتھر کے بھی سینہ مین شرر ہوتا ہے
جولان کہانیہ کیجئے گر لا مکان نہو	ہمت کسے دکہائیے گر آسمان نہو
اے وضع احتیاط یہہ فصلِ بہار ہے	گلبانگ شوق زمزمہ خیز فغان نہو
اتنی ہی آرزو ہے ہمین تجہسے اے فلک	یہہ اونکی اک نہین بہی نہو وے جو ہان نہو
حاضر ہون آج مجمع دیوان عام مین	پھر کچھہ کسیکو حوصلۂ امتحان نہو
کیا اک بات مین جامہ سے باہر	شب وصل اوس نے جب مجھہ سے حیا کی
خود آرائی نچھوڑینگے یہہ کافر	خدائی یون تو برحق ہے خدا کی
سنتا ہی نہین کوئی مرے دردِ نہانکو	قلقل نہین کہتا کبھی مینا مرے آگے
سحر جو مینے کہا ہو تصورِ شب کا معاف	تو ہنسکے بولے کہ چل دور ہو ہوا سو ہوا

عرشی منشی عبد الحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کاکوری ؎

مجھے یاد آگئی صبحِ شبِ وصل	بہت کچھہ دہوم تھی روزِ جزا کی
تبسم سے تمہارے بلبلونمین	ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی

عزیز مولوی عبد العزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ بخدمت پدر بزرگوار

کمال سخن فہمی داشت وچنانکہ می شاید لطف شعری برداشت حضرت شیفتہ می نگارد وے مضامین شعری را کما ہو حقہ می فہمد و بجمیع نکات و لطائف پی میبرد و این فضیلتیست کہ مخصوص بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین نکتہ برسی چہ خوش فکر اگرچہ کمیابست اما خوش فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو شربے یافتہ و حظے ربودہ انتہے بنابر ضابطۂ شعری چند ثبت میشود ورنہ دیوانش ہمہ نقطۂ انتخاب است ہ

تیشہ بغیر مر نہ سکا کوہکن اسدؔ | سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا
جاتی ہے کشمکش کوئی اندوہ و درد کی | دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹون | وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا
گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانہ کی | در و دیوار سے ٹپکے ہے بیابان ہونا
کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ | ہائے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
آئینہ دیکھہ اپنا سا منہہ لیکے رہگئے | صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
غمِ فراق مین تکلیف سیرِ گل مت دو | مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا
واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو | اب تلک تو یہہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا
اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا | غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھہ پر ہوا
کوئی ویرانی سی ویرانی ہے | دشت کو دیکھہ کے گھر یاد آیا
رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف | عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا
نظر مین کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی | ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھکر در و دیوار
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا تھا | کہ مشقِ ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر
گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی نہ طور پر | دیتے ہین بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھکر
مر گیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی ہے ہے | بیٹھنا اوسکا وہ آ کر تری دیوار کے پاس
وہ حلقہ ہاے زلف کمین مین ہین اے خدا | رکھہ لیجو میرے دعوی وارستگی کی شرم

غالب فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشہ اسد اللہ خان المخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ بہادر افراسیابی دودمان اکبر آبادی مولد دہلوی مسکن لفظ غریب تاریخ ولادت اوست و فاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شدہ از تالیفات اوست پنج آہنگ دستنبوے و مہر نیم روز و قاطع برہان در پارسی زبان دیوانے دارد مجموع ابیاتش دہ ہزار و چار صد و بست و چہار است در اوائل بروش میرزا بیدل حرف میزد آخر الامر اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ و دیوانے کہ در ریختہ است فراوان ابیات ازان ساقط کردہ قدر قلیلے انتخاب زدہ است اولاً اسد تخلص میکرد چنانچہ در بعضے مقاطع غزلیات ہنوز موجود است مدت مشق وے پنجاہ سال است در پارسی پایہ اش از فحول اساتذہ کم نیست و در ریختہ ہم رتبہ اش بسیار اگر کسے ست اگر حدیقۂ نظم را نو بہار ست در عرصہ نثر نیز مرد کار ست قدرتے کہ بر جمیع اصناف سخن اوراست نتوان گفت نمی بینی کہ توجہ بعضے سخنوران ہمہ بغزل معطوفست و جز غزل نغمۂ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال برخے ہمہ قصیدہ است و جز قصیدہ ترانۂ دیگر از ایشان نتوان شنودن و علیٰ ہذا القیاس غالب سخنوریست کہ اگر زمین غزل است بآسمان بردۂ اوست و اگر عرصہ مثنوی ست پائمال کردۂ او چکامہ اش بقصیدہ عرفی ہمپایہ است و چامہ اش چون غزل نظیری گرانمایہ و فسگرف تر انکہ وے بہر وادی کہ قدم میکشود بسرعت تمام می پیمود و با اینہمہ فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت الفاظ و رنگینیٔ معنی و متانت بیان و شستگی زبان کہ از شعر اکثر کسے را بالقوہ میسر بود بالفعل نصیب او بود آنچہ بہ نسبت دیگران مبالغہ اش نامند در پنجا نفس الامرش خوانند انصاف بالاے طاعتست اگر بہ پیشینیان ہمسرش نگوییم کہ الفضل للمتقدمین دیوانہ نیم کہ پسترش از ایشان پنداریم و باکمال سخنوری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور	دلمین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید	نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیئے
وعدہ آنیکا وفا کیجیئے یہہ کیا انداز ہے	تمنے کیون سونپی ہی میرے گھر کی دربانی مجھے
کبھی نیکی بھی اوسکے جی مین گر آجائے ہی مجھسے	جفائین کرکے اپنی یاد شرما جائے ہی مجھسے
گرچہ ہی کس کس برائی سے ولے باایہمہ	ذکر میرا مجھہ سے بہتر ہی کہ اوس محفل مین ہے
مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبہ دل	اوسپہ بنجائے کچھہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

غضنفر غضنفر علی خان نبیرہ غلام حسین خان کڑورہ لکھنوی از شاگردان جرأت است حضرت شیفتہ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است و فقیر شعرے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پزیرفت الابیت اول بسیار مشابہ بانداز اوستاد اوست و ہو ہذا ہ

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا	کردے کوئی معاف کسی کا کہا سنا
کبھی دیکھی جو کل تصویر مجنون	تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

غمگین میر عبد اللہ پسر میر حسین تسکین از شاہجہان آباد رخت بربست و نزد پدر خویش برامپور رفت و آنجا قالب تہی کرد از نوجوانان بود ہ

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم	تم نے تو کہدیا کہ ہمین کچھہ خبر نہین
کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب	کچھہ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے
اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا	گرہ وا ہو جسکی بند قبا کی
چاہیئے تھا کوئی مرنے کا بہانا دل کو	تم چلے روٹھہ کے اب دیکھیئے کیا ہوتا ہے

الفاء

کون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
غالب یہہ خوف ہے کہ کہانسے ادا کرون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین

ترے سرو قامت سے اک قد آدم
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

قیامت ہے کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سے وہ بولا یون بھی ہوتا ہے زمانے مین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بھی حنا باندہتے ہین

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو

عاشق ہوئے ہین آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھہ تو مکافات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

رہے اوس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تہا ایک انداز جنون وہ بھی

مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہہ بھی کہون وہ بھی

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہین
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اوٹھانیکی
فلک کا دیکھنا تقریب اوسکے یاد آنے کی

اوگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہے

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی
یہہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل مین ہے

نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

پھر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین
پھر وہی زندگی ہماری ہے

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھہ تجھکو مزا بھی مرے آزار مین آوے

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکے دست ہم
اللہ رے نازکی وہین چولی مسکگئی

تم گالیان جو دو تو مین چٹکی بہی کیا لون
پیارے کسیکا ہاتھ کسی کی زبان چلی

فروغ محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا اصابر اوراست ؎

دل تو ہم دینگے اوس ستمگر کو
وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا

رنج دینے لگی وفا دل کو
اپنا انداز تو سکھا دل کو

فصیح مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلف مرزا ہادی لکھنوی از تلامذۂ شیخ ناسخ ؎

مجھہ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفا دار ہون مین
تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فغان اشرف علی خان مخاطب بہ کوکل تاش خان کوکۂ احمد شاہ بادشاہ ابن مرزا علیخان از باشندگان عظیم آباد و شاگردان علی قلیخان ندیم بود دیوانے دارد در سنہ ۱۱۸۶ھ جامہ گزاشت ؎

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے
خفقت ہوئی مجھے دلِ امیدوار سے

ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے
انہین باتون سے یہہ کمبخت خفا ہوتا ہے

دلمین اوس شوخ کے ہو یاس وفا سو معلوم
کہنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے

فیض میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدر خود بسر می برد اوراست ؎

گل کھا موئے تھے جنکے لئے جسم زار پر
دو پھول بھی نہ لاے کبھی وہ مزار پر

فیض مولوی فیض الحسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول در نظم عربی ید بیضا دارد و ہمپایۂ او درین فن کسے نیست و احیاناً در پارسی و ریختہ ہم فکر مینماید و سحر طرازیہا بکار می برد از تصانیف اوست شواہد تفسیر بیضاوی و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ صفا و حاشیہ بر مشکوٰۃ و جلالین و حماسہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفۂ صدیقیہ و از مثنویات معروفہ اوست

فاخر مرزا جھینگا قوم مغل از باشندگان دہلی ہ

لب ہی تک آکے پھر گیا نالہ	ورنہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا
تھا دلین بوسہ سوتے مین لیجے پہ کیا کہین	سو کے نصیب یہہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہسوانی در اوائل اصلاح از ہمین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی منیر اتفاق می افتد قانون شریعت محمدی او راست شنیدہ شد کہ دو دیوان ریختہ دارد در دیوان ثانی در یک قافیہ و ردیف است قریب یکہزار غزل دران بودہ باشد ہ

شرط بوسون کی وہ اگر جیتے	فاخر اسمین بھی اپنی ہار نہین
آئینہ کھتا ہے فاخر دیکھکر میری طرف	کیونکر آ جائے ترا انداز حیرانی مجھے
مین تو روٹھا ہوا بیٹھا ہون مناتا ہو وہ شوخ	شکل ایسی کوئی تصویر مین بہزاد رہے

فدا مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ہ

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب ورنہ مین	جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا

فدا فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل از سکنائے لکھنؤ اولاً در سلک تلامذہ میر ممنون منتظم بود عاقبت زانوے ادب پیش مصحفی تہ کرد از وست ہ

نہین کہتا وہ قسم غیر کے گھر جانیکی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانیکی

فراق حکیم ثناء اللہ خان برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت از ارادتمندان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ بایشان داشت دیوانے گذاشتہ از ریختہ گویان بود ہ

چمن کی سیر کو آجاتے ہین کبھو گلچین	دماغ کسکو یہان آشیان بنانے کا
یہہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد	ذرا بھی تمکو نہین کوئی منہہ لگانے کا

دشنام دے سناتے ہو روٹھے کو آن مین — کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبان مین
تفصیل سے کہہ قاسم حال دل دیوانہ — ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہین یارونکے
کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤنکو — یہہ ارمکے ہین ناحق گلوگیر ہون گے

قایم شیخ قیام الدین از باشندگان چاندپور متعلق سنبھل مراد آباد و ارشد شاگردان سودا و تلمیذ میر درد ہم اورا نوشتہ اند در سنہ ١٢١٠ھ داعی اجل را لبیک اجابت گفت دیوانے دارد و تذکرۂ شعراء ریختہ ہم اوراست حضرت شیفتہ میفرماید انچہ بعض ناشناسان سخن بمکانت سوداهی شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون ست از بہرہ اندوزان دانشش نیاید پستی زمین را با فراز فلک یکے دانستن و ارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہر حال قایم در سخن دستگاہے دلپسند دارد گو بپایۂ سودا مباش احاطہ بر اصناف سخن اورا میسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ انتہی از گفتار پاکیزۂ اوست ھ

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند — دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا
غیر سے ملنا تمہارا سنکے گو ہم چپ رہے — پر سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات — مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
کوچہ گردی دل مجنون نے مری کی ایجاد — بتندل جانکے ڈھب بادیہ پیمائی کا
معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا — پیامبر کے ہین ساتھہ آپ جاتا تھا
ہر دم آنے سے مین بھی ہون نادم — کیا کرون پہ رہا نہین جاتا
ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر — روٹھا تھا آپ ہی تجھسے مین اور آپ ہی من گیا
ہنسنے کا یار یہہ بھی کوئی طور ہے کہ آج — قایم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا
گر زیست ہے تجھہ تلک تو پھر گیا — صدقے ترے مر ہی جاینگے ہم

روضۂ فیض و چشمۂ فیض درین نزدیکی برحسب طلب نامہ گرد آوری بیتے چند کہ لطف داشت
نگاشتہ می آید کلامش لطفیکہ دارد نتوان گفت ؎

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتے ہو	برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ سنتے نہین پر ہم تو کسی حیلے سے	ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہین
مرنے کے بعد فکر قیامت مخل ہے یا	سوئیے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی
پہلے بہی مدتون سے نہتی قدر و منزلت	پر شب کی منتون نے ڈبو دی رہی سہی
تہے اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	آخر یہہ سن لیا کہ وہ کچہہ کہا کے مر گئے

القاف

قابل مرزا علی بخش از دودۂ تیموریہ تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق بود ؎

کیا جو قتل مجھے تونے آج خوب کیا	کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سنکے مرا یار نے کہا	اے لو ابہی سے عشق مین اسنے تو رو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نو طرز مرصع کہ مخاطب بمرصع رقم بودہ از باشندگان لکہنؤ ست در موسیقی دستگاہے داشت ؎

جو ہان ہوئی تو جئین گے نہین تو جانگی	ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت از مریدان حضرت مولانا فخر الدین بود قدس سرہ در سنہ ۱۲۴۶ھ وفات یافت دیوانے دارد و تذکرہ کہ دران کلام ارباب ریختہ فراہم آوردہ ؎

قاسم کے ساتھہ بادہ خوری تہی تمام شب	اور نام سے ہے اوسکے تجاہل علی الصباح

فرہاد وقلق امجد علی ولد محمد علی در گلستان سخن نام پدرش اسد علی نگاشتہ و بہد اعلم یا ہی شندگان لکھنؤ بود و از شاگردان فخر الملک نواب میر منتّو بیتاب دیوانے دارد ؎

ہو نیگے آپکے در پر ہے داد خواہون کا — ستم تو دیکھیے ان شرمگین نگاہونکا
یہن جبہ در جانان سے سر ہمکو ٹپک آنا — دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شبکو

قلندر شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر رح مذہب خود ترک گفتہ در سلک اہلسلام منتظم گشتہ ؎

تھمیگا اشک ناصح — رونا ہے یہہ کچھہ ہنسی نہین ہے

قمر میرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بافتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر بہادر بعہد شاہ لکھنؤ فرزند منشی مرزا جعفر لکھنوی در گلشن بیخار مہین پور مرزا تقی ہوس نوشتہ بہرحال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد ؎

صلح کرتے کرتے آخر وہ بجنگ آہی گیا — عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا

قمر قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ یوسف زئی بود کہ شعبہ ایست از قوم افغان ؎

کیسے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم — ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچھہ عجب ہین ہم

قناعت مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ از تلامذہ عبد الرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد ؎

اوسکے یہہ کہنے کے مین صدقے کہ گھبرا کر کہا — سانس اولٹی ہا گئے کیون یہہ نوجوان لینے لگا
ضعف اپنا یان تلک پہونچا کہ ہم — آنہین سکتے تمہارے دہیان مین
مجھہ مین اور تجھہ مین ہی موسا و تجلی کا ربط — ایک مژدہ ہے یہہ کہنا بھی کہ منظور نہین
بظاہر آپ تو آئے ہین صلح کو لیکن — اسے کہ تیغ بھی زیب کمر ہے کیا کہیے
تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہو دامن — شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے

دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین
یان کچھ اتنی تو احتیاج نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن
بے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہین

قایم اور تجھہ سے طلب بوسیکی کیونکر کیجیے
یون وہ نادان ہی پر اتنا تو بدآموز نہین

اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہہ کوئی
تو چاہتا ہے اوسکو تو کہتا ہو نہین نہین

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

ہان وہ تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہی ربط
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کے

قایم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے سکہ یار
ہے کیا برا جو مفت مین اک شعر خوان رہے

خدا نہ کرے وہ اوسے غیر سے تو کیا سرو کا
تھی ایک بات ہمارے ہی یہہ جلانے کی

مفت تک دون ہو نہین دل تو بھی کوئی لیتا نہین
ہان مگر اسکے بھی کچھ یہہ جنس سستی کیجیے

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
کہنے کو رہگیا یہہ سخن دن گذر گئے

روکے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال
ہنسکے کہنے لگا طالع کی مددگاری سے

بتونکی دید کو جاتا ہون دیر مین قایم
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل
یکبار اوسکے بھی تو کرین روبرو مجھے

قدرت شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین فقیر از باشندگان دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر رح و جعفر علی حسرت بود در سنہ ۱۲۰۵ در گذشت دیوانے گذاشتہ از مشاہیر شعرا بود

سینا اوسکا ہی دل اوسکا ہی جگر اوسکا ہی
تیر بیداد جدہر روکرے گہر اوسکا ہے

قسمت نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلیخان دہلوی مقیم لکھنؤ از شاگردان جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت

امیدوار بوسۂ لب ہے کھڑا کوئی
دیتا ہے تجھکو دیر سے پیار دعا کوئی

پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے
میرے تو ساتھہ وعدۂ شام و سحر رہے

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تھے / خاموش ہوگئے جو مرا نام آگیا
کیا ہی برہم ہوئی زلف اوس نے جو پوچھا مجھسے / اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا
سہوینگے جور طاقت و تاب و توان تلک / لیکن یہہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک
چین جبین ہے موج تبسم نگاہ مین / ڈر ہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک
اے طفل اشک دیکھکے برباد کیجیو / ہر پارۂ جگر ورق انتخاب ہے
اوسکو شہرت کی تمنا ہے مجھے رسوائی کی / ہر کوئی آرزوے نشو و نما رکھتا ہے

کلیم میر محمد حسین دہلوی نبیرۂ میر تقی ہم در پارسی سخن میگفت و ہم در ریختہ مگر سیکرد سخنوران اوستاد مسلّمش داشتہ اند دیوان و مثنوی ہا ازو یادگار ست وے فصوص الحکم را بریختہ آوردہ ہ

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست / وہ دن گئے کلیم کہ یہہ شیشہ سنگ تھا
ہوچکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق / رہ گیا مین ترے کوچہ مین گرفتار ہنوز
رکھون مین آنکھون مین کیونکر تجھے کہ ہی برسات / پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے
غرور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پہونچے / غرض تم سن چکے احوال اب ہم داد کو پہونچے

کلیم المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کان اللہ لہما بکرام روے خود را در ضمن ریختہ فکران نغز سنج شمارم آنچہ از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلۂ جنبانی احبّاست ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفسے کہ بیاد کسے گذرد مغتنم می انگارم آرے بیشتر ازین عہد کما بیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ سنا کہ ازین فن وارم از انجاست و ذریعہ این اکتساب درین عالم اسباب ہمت حضرت شہیر بود سلمہ اللہ تعالیٰ این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید ہ

کیا لے گئین لگا کے وہ عالم فریبیان / کتنا ہمین بھی دل کے لگانے سے عار تھا

اے بتو جو چاہو سو کر لو ستم — ہو رہے گی کچھ خدا سے [illegible]
شوق کو کثرتِ نظارہ سے رشک آتا ہی — حشر سے پہلے میسر ہو وہ دیدار نہین ہے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو بٹھاتے ہین خارِ دشت — پھر ایسے قدر دان ملینگے کہیجو مجھے [illegible]

قیس مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ [illegible] بنجاب امداد علی بیگ نام پدرش آوردہ ہما نا مشہدی اصل لکھنوی مولد [illegible]
برحسرت عرض می نمود ؎

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا — خط کے ترے جواب نے [illegible] مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ — اس عالمِ شباب نے [illegible] مجھے

قیصر مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان [illegible] ؎

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا — کیا نئی طرح سے ہم دلجوئی [illegible] کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش — اس بات پہ مرتا ہون کہ [illegible] ہون [illegible]

کاف تازی

کامل مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا نبیرۂ عالمگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا رحیم الدین حیا باستفادہ پرداختہ ؎

کاملِ آشفتہ سر کو دیکھکر کہنے لگے — رہ گئے تھے اک یہی عاشق مری تقدیر کے

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتانہ بود دیکچند بہ شاہجہان آباد بسر بردہ و مدتے در حیدرآباد گزرانیدہ در بھوپال وفات یافت از تلامذۂ مومن خان بود بہر دو زبان ریختہ و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت ؎

تیر ناخوردہ ہمارشک سے کیا کیا تڑپا — استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا

ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر — کچھہ اپنے سر مین اور کچھہ اوسکی نگاہ مین
خجلت نصیب ہم ہین سے نہ تم سے کرم شعار — تم اور آؤ دل سے دیارِ تباہ مین
ہین حضرتِ کلیم بھی کیا خوب آدمی — ہمکو بھی کل ملے تھے وہ اثنا راہ مین
ستی کسی نگہہ کی ہے اپنی شراب مین — آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب مین
ہین کور ہم ہی ورنہ وہ آیا کئے مدام — روز سیہ مین اور شب ماہتاب مین
پیرِ مغان سے رات کو جو کچھہ سنا سو آج — منہہ سے نکل نجائے کہین اضطراب مین
مرتا ہون اسکو دیکھہ مغنی کے ہاتھہ مین — آواز آرہی ہے کسی کی رباب مین
کیا دھرا ہے قصۂ فرہاد مین — فرق آتا ہے کسی کی یاد مین
ہین بہت سے جور سے بھی بے نصیب — مہربانی ہے نہان بیداد مین
شورش کہانسے لائے جو ہمسا ہو دردمند — شوخی کہان سے پائے جو تمسا جمیل ہو
ور خورِ عشق حقیقی ہین یہہ اہل تقوی — ہم سے لوگون کے لئے عشق بتان اچھا ہے
ڈرتے ہین یاس سے کہ ادہر اوسکا قصد ہے — بیٹھے ہین شوق حوصلہ فرسا کئے ہوئے
دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہین گر ملے — جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے
کچھہ بھی نہین ملے یہہ حرم مین اگر ملے — جب بادہ میکدہ مین ہمین اسقدر ملے
ہم اور بوستان پہ تگاپوے ہمصفیر — دامن مین دھر لیئے جو کہین بال و پر ملے
لاؤن کہان سے مین وہ عدالت کدہ جہان — دادِ نمک فشانیٔ زخمِ جگر ملے
ہے گرچہ دور شیوۂ ارباب ناز سے — کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے
زاہد تمہین بھی یار بہت کچھہ ہین جانتے — حضرت بھی میکدہ مین ہمین بیشتر ملے
خوگر عیش نہون جان سے جانے والے — کوئی بازار سے لے آئے رلانیوالے
لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے مین — جی بٹھا دیتے ہین محفل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی دہلوی موطن از تلامذۂ

دل تو رندون کے صاف ہوتے ہین	خطرہ آتا نہین عبادت کا
اے جوش عیش جی نہین لگتا کسیطرح	پیدا کہین سے ناخن غم کی خراش کر
دونون جہانسے ہے دل وحشی کنارہ گیر	کچھہ ربط اسکو ہے تو تمہاری بغل سے ہے
جو در خور قبول نہو وہ سلام ہون	جسکا جواب کچھہ نہ ملے وہ پیام ہون
آتے ہین یاد صحبت احباب کے مزے	خلوت مین کیا ستمزدۂ ازدحام ہون
اقتضا وقت کا کہتا ہے کہ زاہد بنیئے	وضع کہتی ہے کہ یہہ بات تو کچھہ خوب نہین
ہوگیا آج سلمان کلیم خستہ	اسکا ہمکو تو یقین ہی نہین پر کہتے ہین
کوئی بدلے تو دل بدلتے ہین	آدمی ہی تو ہین ضرورت ہے
ہر چند چاہتا ہون مین ترک وفا مگر	بنتی نہین ہے بات دہان بن وفا کیئے
در سے اوٹھینگے نہ تیرے کبھی مر جاینگے	تو ہی جب ہمکو اوٹھائے تو کدہر جاینگے
ہائے کسکو رولا دیا تونے	نگہ یاس کیا کیا تونے
روش التماس کیا کہنا	کام بگڑا بنا دیا تونے
کیون مجھکو سب گلے سے لگاتے ہین وقت نزع	اور یہہ بھی جانتے ہین کہ خنجر نہین ہون مین
ذوق شنید نے مجھے مارا کہ ہائے ہائے	بیجا بھی تو کہے تو اوسے مین بجا کہون
مر نہین سکتے ہجر مین بھی ہمین	اتنا بے اختیار ہونا تھا
کہتا تھا حال وجد مین کوئی بلا تھا	دیکھو تو کیا نہین ہے دل داغ داغ مین
اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہی زاغ کو	تم لیکے کیا کروگے دل داغ داغ کو
اب بھی حسرت ہے ترے بیداد کی	داد دینا اس دل ناشاد کی
ہون خیر خواہ پیر مغان دے مجھے شراب	ورنہ کہین گے لوگ کہ اسمین کرم نہین
اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی	منہہ شکوہ ستم کا سوئے آسمان ہے اب
دل ساکہان ملے گا تجھے صیدگاہ مین	اس صید رم شعار کو رکھنا نگاہ مین

گر ترے اوٹھنے نہ دینے سے بگڑ بیٹھا وہ — تو تو گویا تھا کوئی بات بنائی ہوتی

لام

لطف مرزا علی استر آبادی الاصل دہلوی نشار عظیم آبادی مسکن تلمیذ میر تقی سجید ر آباد رفتہ قصاید انشا کردہ وصلہ ہا یافتہ از شاگردان سودا بغلط مشہور است تذکرۂ ریختہ گویان از و یادگار ست ؎

نہ پھونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سلا — در قبول تو اس آرزو مین بازرہا
جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب — یہہ زندگی جو تھی اسمین تو امتحان رہا
ہے یہہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو جا — پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھہ نہین معلوم
اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم — ملے ہی وضع فلک کی بہت تری خو مین

میم

ماہ مرزا عنایت علی بیگ ماہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر از باشندگان لکھنؤ واز اقامت گزیدگان اکبر آباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ؎

جب مین کہتا ہون کہ اب جانسے گزر جاینگے — ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کب تک

ماہر مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ از تلامذۂ مرزا صابر ؎

سمجھہ ہی اولٹی ہے دیوانگان الفت کی — کہ دل کے جانے پہ رکھتے ہین نام آنے کا
رو دیا قتل کے بعد اوس نے پشیمان ہو کر — اوسکو پیدا جو جفاکش کوئی مجھسا نہوا

ناسخ دیوانے گزاشتہ ہ

تیرا تو آسرا تہا جدائی مین یار کی
اے موت تو بھی مجہسے گریزان ہی اندنون

تربت پہ میری ایسی برستی ہے بیکسی
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیف شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صبا دیوانے دارد ہ

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے
للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آجتک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پونچے جو کوئی بتلا دون
شمع کے پاس رہ بیٹھے ہین جلانے والے

کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر رازامراے نامی لکھنؤ ست واز شاگردان ناسخ و وزیر بود دیوانش از نظر گزشت خوش گوست ہ

اے بتوکل تو ہے اللہ کو منہہ دکہلانا
آج منہہ ہمکو دکہاؤ گے تو احسان ہوگا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہوگا

دعائین مانگی ہین مدتون تک جھکا کے سر ہاتھہ اوٹھا اوٹھا کر

ہوا ہون تب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جاتے ہین یا اوسکو بلواتے ہین ہم
دل کو یہہ کہہ کہہ کے بہلاتے ہین ہم

زاہد وجرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرتا ہی سیہ پوش تجھے

وصل کی رات ہی یون جلد نہ آئی ہوتی
اے سحر او رہ ذرا دیر لگائی ہوتی

عہد کرکے اونہین دیکھون تو یہہ فرماتے ہین
شرم بھی تجھکو نہ آئی پھر ادہر دیکھہ لیا

مینے جو یہہ کہا تمہین الفت مری نہین
گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ جی نہین

چبھتے ہین خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی
حضرت کدہر ہے دہیان تمہارا یہہ گھر نہو

شکر ہے بعد مرے یار نے آشنا تو کہا
سچ تو ہے چاہنے والا نہین ملتا کوئی

گلے لگا کے شبِ وصل کس ادا سے کہا
نہو نہ تجھسے محبت تو پیار کیون کرتے

قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے
ابھی کم سن ہے دل دہڑکتا ہے

مبین حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین مشیر اوراست ه

کس منہہ سے بیوفا کہون تمکو کہ مینے بھی
شکوہ کیا ہے دلمین کئی بار آپ کا

سخت جانیکو مرے کھیل کہین سمجھے ہو
توڑنے آئے ہو کیون خنجرِ بُرّان اپنا

کوے بتان سے نکلے تو کعبہ گئے مبین
شرمندگی اوتارنے کو پارسا ہوئے

مجروح میر مہدی حسن خلف میر حسین فگار از باشندگان دہلی و شاگردان میرزا غالب از دوست ه

کچھہ آن بن ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے

تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین
کھٹک ہے میرے خارِ آشیان کی

محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر از تلامذہ حسرت و میر درد بود رح بعد واقعۂ شہادت پدر خویش در لکھنؤ سکونت گرفتہ در ۱۲۲۲ھ وفات یافتہ دیوانے گذاشت ه

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا
بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا

بیٹھنے دیوے جو وہ بزم مین اپنی نہ مجھے
تو اوٹھا لیجیو اے بار خدایا مجھکو

گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا
منہہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محمود حافظ محمود علی خان برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور دیوانے

وصل کی رات ہر اک بات پہ منھہ پھیر کے وہ	ہمیزہ یون ہے کہ گویا اونہین منظور نہین
رونا تہا دلکے ساتھہ سو خون ہوکے بہہ گیا	اب دل نہین تو نام کو بھی چشم نم نہین
بگڑ کے بیٹھنا اوسکا بناوٹ ہے گویا	ہر ایک بات مین خوبی ہی خوشنما کے لئے
بڑہائی تمکو تو مشق ستم ہے اور ہم بھی	نہین کچھہ ایسی کہ اتنا جگر نہین رکھتے
آنکھون سے تو دکھا چکی کیا کچھہ یہہ چشم تر	کانون سے کیا سنائیگی دیکھون زبان مجھے
کتنا ہی ہم چراتے ہین آنکھہ اوس سے پر نظر	ناچار پڑہی جاتی ہے کمبخت پیار کی

مائل میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین قایم و در گلشن بیخار شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشتہ بہرحال وے در عہد شاہ عالم بادشاہ در مرشد آباد سکونت ورزیدہ ؎

کیا کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس	مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل میر عالم علی خان خلف میر مودود بخش خان سردار بہادر از باشندگان سہسوان شنیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و بزرگان او اقتدارہا یافتند و خطاب خانی بجلدوے خیر سگالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید آثار روش میرزا در گفتار اونمایان آرے ہر کسے را طبایع مختلف دادہ اند و مطبوع ہر یکے اندازے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب درگذشت ؎

[illegible] کہینگے میر کہنہ یہ وہ کہتے ہین پیار سے	مائل ہے اب بھی جی مین تیرے کچھہ ہوس رہی
دل مائل کی چاہئے آپکو لازم رعایت ہی	یہہ میرا نازپرور تو گرفتار مصیبت ہے
خطا ثابت کرینگے اپنی ہم اور اونکو چھیڑینگے	سنا ہے اونکو غصہ مین جھٹ جانیکی عادت ہے
کہتے ہین وہ مدام کہ ہین تابع رضا	مائل ہے جی مین آج اونہین آزمایئے

مادہو رام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان منشی منیر طبع خوشی دارد ؎

دیکھکر مجھکو وہ شوخی سے لپہناتے ہین	اک سلامت رہے تو چاہنے والا میرا

جہان جاگے وہین انگڑائیان لو ۔ یہان پھیلائی ہے سستی کہان کی

مشیر حافظ قطب الدین دہلوی شیوۂ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ه

الہی کون سی جنت ہے بے حور ۔ کہان لے جاؤن مین اوس بدگمان کو

مصحفی غلام ہمدانی از اہالی امروہہ مضافات مرادآباد در آغاز شباب بہ جہان آباد بسر می برد عاقبت در لکھنؤ رفت وہمانجا بحق پیوست روزے چند برفاقت مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدایش انتہاے دورۂ سوداست باجرأت و انشا در یک ردیف و قوافیہ جادۂ سخن می پیمود در ریختہ ہشت دیوان و دو تذکرہ دارد و در پارسی دیوانے بجواب نظیری و تذکرۂ اوراست در بلاد مشرق مسلم الثبوت بود در استادی وے سخن نیست بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام و گزیدہ اشعارش نتوان گفت کہ جہا شور انگیز است ه

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے ہاے ۔ ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا

تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے ۔ وہ جو اکدن اوسکے ملنے کا مقرر ہوگیا

شوخی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کھینچکر ۔ کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہگیا

مجھکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے ۔ روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

مصحفی ہم تو یہہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم ۔ تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یہان ۔ رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا

بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام ۔ کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا

یقین ہے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے ۔ یاد آتا ہے وہ راتونکا جگانا تیرا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ ۔ ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

تری کوچے مین اس بہانے مجھے دن سے رات کرنا ۔ کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے ۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

از و یادگار ست ؎

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہون — کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجہا
افسوس ہوا حشر مین کیا بے گنہی کا — قائل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
جو پاسے زہر ہین یہہ گران جانیو نہین ہم — اعدا کے گہر تری مہمانیون مین ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو — کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
لاغری سے مین نظر آتا نہین — چارہ گر بیٹہے ہین ماتم دار سے

محنت مرزا حسین علی دہلوی لکہنوی منشا از تربیت یافتگان جرأت ؎

احوال مرا دہیان سے سنتا تہا ولیکن — کچہہ بات جو سمجہا تو کہا مین نہین سنتا

مُخبر محمد احسان اللہ دہلوی اکتساب سخن از شیخ ابراہیم ذوق نمودہ ؎

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو — ہمین حیرت ہے ہم نے کیا بگاڑا تہا سکندر کا
واعظا جب سے کی ہے توبہ پی جاتا ہون نہین — میرے لب تک اگر کبہی آتی ہے پیمانہ کی بات

مرہون مرزا علی رضا مشہدی الاصل دہلوی مولد مدتے در حیدرآباد بسر بردہ از تلامذۂ میر ممنون بود ؎

جز نگاہِ خشم کبہی اوسکی خو نہین — قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان دہلوی در ستار نوازی دستگاہے تمام داشت ؎

لکہکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا — اوسکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا
سخت جانی سے دم ذبح مرے ہاتہہ نہ کہینچ — کہ تجہے تجربۂ قوت بازو ہی سہی

مشتاق لالہ بہاری لال نگارندۂ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان مرزا نوشہ ؎

یون ترے ساتہہ بزم مین دشمن کا بیٹہنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹہایا نجائیگا

در مدح و ذم کسے زبان را آلودہ نمی کردند وقتیکہ شیخ حزین در ہندوستان آمد کسے را از مستعدان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مدح حضرت ایشان میکرد روزے شیخ در مکان شارع عام نشستہ بود ناگاہ حضرت ایشان براسپ سوار ازان راہ می گزشتند چون نظر شیخ برحضرت ایشان افتاد پرسید کہ این کدام جوان است گفتند حضرت میرزا جانجانان اند شیخ گفت چشم بد دور ہمہ دانی و ہمہ جانی حضرت ایشان را دیوانیست مختصر در پارسی و بیاضیست خریطۂ جواہر نام بندہ دیدہ ام انتخاب اشعار چنانکہ میشاید دران صورت بستہ است ہ

نہین کچھہ غم کہ کیون ملتا نہین یہان گُل میرا	کہ مین روتا ہون لگی بیکسی پر ہائے دل میرا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس	کیا ہوا اوسکو کہ اتنا ہی تو بیمار نہ تہا
توفیق دے کہ شور سے اک دم وہ چپ رہے	آخر مرا یہہ دل ہی آلہی جرس نہین
مظہر چہپا کے رکہہ دلِ نازک کو اپنے تو	یہہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتہہ
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو	یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

معروف نواب آلہی بخش خان دہلوی برادر خورد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور جہرکہ خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان از تلامذۂ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در سنہ ۱۲۴۲ہ از جہان رفتہ دو دیوان دارد درین فن دستگاہے شایستہ داشت و طرازہاے دلپذیر می یافت ہ

کہانتک راز عشق افشا نکرتا	مشکل یہہ ہے کہ مرتا کیا نکرتا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تہا	دیکہکر گھر ہنستا نہ آیا میرے گہر اچہا ہوا
کی وصیت یہہ کچہہ ارمان بہری آہ کہ رات	سارے گہر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
کہتا ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری	آتا ہے اور مجہکو بے اختیار رونا
اوسکے جانیکی اگر کچہہ بہی خبر رکہتے ہم	ایسے دیوانے نتہے گہر مین جو در رکہتے ہم

وہی دشت اور وہی گریبان چاک / جب تلک ہاتہہ پاؤن چلتے ہین
ہائے وہ دل کہ جسے مینے بغلمین پالا / اب اوسسے یون بدفِ ناوکِ مژگان دیکھون
فلک گر ہنساتا ہے مجھپر کسیکو / مین ہنسکر فلک کی طرف دیکہتا ہون
کہانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بہی / نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
وہ سُنے یا نہ سُنے اوسکو ہم اپنا احوال / پسِ دیوار کھڑے ہوکے سناجاتے ہین
جو کہٹ پہ جنکی مین نے رو روکے رات کاٹی / سنتا ہون صبح کیا وہ مہمان کسیکی گہر مین
مصحفی یار مین اسوقت کے سب مردہ پسند / بدنتہا ہم بہی تخلص جو مزاری رکہتے
او دامن اوٹہاکے جانے والے / تک ہمکو بھی خاک سے اوٹہالے
مہدی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ / ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتہہ سے
وعدہ قتل ہے رکہتا ہون دل اپنی کو مین شاد / کہ اسی وعدہ پہ اک وعدہ دیدار بہی ہے
وہ جی مین یہہ نازان کہ مرا عیب تو دیکھو / مین خوش کہ خیالِ نگہ دور کسے ہے
مجھکو پامال کر گیا ہے ابہی / یہہ جو دامن اوٹہاکے جاتا ہے
غم کہاتا ہون جتنا مری نیت نہین بہرتی / کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بہرتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشایخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانجانان خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بست وہشت واسطہ بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در سنہ ۱۱۱۳ ہجری خلعت وجود پوشیدند ودر عمر شانزدہ سالگی گرد یتیمی بررو نشست ودر سنہ ۱۱۹۵ھ از دست قضا شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاش حمیدًا مات شہیدًا تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی وظاہری درفن شعر نیز درجہ عالی میداشتند وجز حرف عشق ودرد برلوح زبان نمی نگاشتند واصلا درضمن شعر غرض دنیا واظہار ہنر درمیان نداشتند وگاہے

کھینچے ہے تیرے وصل کی شب بھی دراہوئے
ترے فراق میں بیجا ہنسی کا تھا نہ دماغ
تری جفا کی حکایت اور اپنا حال وفا
تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا سنیئے
دیکھکر بخیہ کیجیئے ناصح

یہہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا
مگر یہہ اپنا ہی زخم جگر ہے کیا
یہہ بیٹھنا تو یون ہی عمر بھر ہے کیا کیجیے
اور اپنی کہیئے تو وہ بے اثر ہی کیا کہیئے
بندہ پرور مرا گریبان ہے

ممنون میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت موطنش سونی پت مولد و منشاش دہلی ست مدتے در لکھنؤ ماندہ سپس در اجمیر بر عہدہ صدر الصدوری مامور گردید وفاتش در ۱۲۶۰ ہجری واقع شد دیوانے ازو یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت از انجاکہ ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کسے گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

برا مانیئے مت مرے دیکھنے سے
قربان ناز نعش مری دیکھکر کہا
ہاتھ مین جنبش محل کی عنان ہے اپنے
شغل شب فراق یہی تھا کہ دہیان مین
یہہ نہ جانا تھا کہ اوس محفل مین دل رہ جائیگا
قاتل ہی وہ نہووے جو ممنون کی نعش پہ
یون تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن
مین اس سخن کے تصدق وہ کہیہ آئینہ
اس ذوق سے کہتی ہین حدیث لب شیرین
پوچھینگے گر آرزو دم ذبح
یون رشک کہے کم جو وہان رنگ حنا ہو

تمہین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
گردن پہ کس کی خون ہے اس بیگناہ کا
ورنہ یان کسکو سر آبلہ فرسائی تہا
ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا
ہم یہہ سمجھے تھے چلے آئینگے دم بھر دیکھکر
کہتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف
ہے ذرا آدمی کشتی کا شوق
یہہ مجھسے پوچھے ہے کیون کیسے طرحدار ہین ہم
گویا ترے ہونٹون ہی سی لیتے ہین مزا ہم
جلا دہی کو بتائین گے ہم
ہاتھ اوس نے کسی دیدۂ تر پہ نہ دہرا ہو

کہا جو مینے کہ اس ناتوان کا سنیے حال
کہے ہے مجھہ سے کوئی تجھکو یاد آیا ہے

کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہین
کرون ذرا جو بیان اوس بدگمان سے باتین

دیا ہے اپنے سے ظالم کو اوسنے دل معروف
آپ جسوقت رقیبونکی قسم کہاتے ہین

اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کہون
ہم رقیبونکے نصیبونکی قسم کہاتے ہین

مے کے پینے سے تو ہرچند نباہی توبہ
گریۂ و آہ و فغان سے ایکدم فرصت نہین

پیر مغانسے وہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ
ہم سمجھتے تہے محبت کام بیکارونکا ہے

ہائے اوس شوخ کا یون روٹھہ کے جانا معروف
میرے مرنے سے موئی اوسپر خلق

اور یہہ کہنا کہ ہمین اب نہ منائے کوئی
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھہ
دمبدم پاؤنسے تو ہمکو نہ ٹھکرا چل جا

جسطرف کو وہ چلے پتھر چلے
خیر ہم دیکھہ چکے فندق پا اچھی ہے

معروف اب تو دیکھتے ہو تم ہمین غریب
دور جو بزم مین وہ آنکے بیٹھے ہم سے

ٹک منہہ لگائے یار تو پھر ہمکو دیکھیے
کیا ہی پچتائے کہ آگے سے ہمین کیون نہوئے

روٹھنے کو تو چلے روٹھہ کے ہم وانسے ولے
مڑ کے تکتے تہے کہ اب کوئی مناکر لیجائے

معین معین الدین دہلوی از رجال تلمذ او آگہی دست نداد نمکینی از گفتار او
پیداست نسیلے خوش گفتہ است ؎

مرگیا آج خسد البختئے معین خستہ
ایک موزون سا جوان تہا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھون مین کیچ آتے ہین کس کس شوق سے

میری مژگان پہ گمان کرکے تمہارے تیر کا

مثل نقش پا اوس در سے اوٹھہ نہن سکتے کوئی اوٹھائے

ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہین

نہ چاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو
کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

ناسخ است امروز در رامپور نظل عطوفت والی انجا باعزاز بسر می برد سخنور ریختہ گوست وانچہ از گفتارش بنظر رسیدہ ہمہ نکوست دو دیوان دارد ۵

آتش حسن کو کیون ناز ہے یکتائی کا — شعلہ طور شریک آہمین ہے جو تنہائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی — مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا
ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا — حق ادا ہو نہ سکا ذلت و رسوائی کا
کیا بتائین کہ کہان جاگے شب غم مین رہے — آپکی جان سے دور اور رہی عالم مین رہے
کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نکلے — کاش تقدیر ہی پر آئے تبسم مجھکو
چھوڑ دون مین بھی ملاقات تو بیکس ہو جائے — ستم یار پر آتا ہے ترحم مجھکو
سب سے ملنا تو چھوڑا یا ہے مگر جب جانین — بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھکو
دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے — ہم کسیکے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے
بھولے سے پھانس نکالی نہ ہمارے دلکی — ایک تنکے کے بھی شرمندہ تمہارے نہوئے

مومن حکیم مومن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولے داشت ودر نجوم پایۂ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر وشاعری کما ہو حقہ ماہر بقوت سخنوری مومن کم ترکسے برخاستہ و بہ ہر دو لفظ چندان دستگاہے نصیب او گشتہ کہ پارسیان ازان خود می انگارند وہندیان بشرف ہمزبانی ناز ہا دارند دیوانش مملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد فرصتم نیست کہ با نتخاب دیوان وے پردازم ہمانا از گلشن بنجارمیتے چند برداشتم کہ ہر یکے ازان دستنبوے فصاحت وگلدستۂ بلاغت میتوان شمرد الحق درین فن محسود ابناے روزگار ست ومشہور ہر شہر ودیار ناظورۂ بیان نازکش سرمایۂ حیات عشاق ناکام ومعشوقۂ کلام دلاویزش تسلی خاطر ہاے پر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش ذائقہ لطف دادہ گشتہ ونکتہ شناسان نغز گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا انگاشتہ اند ہمانا وفات او

اوس مرگ پہ سو جان بری صدقہ کہ دم نزع — گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھکو — جس لیے تجھکو بنایا ہی دکھاؤن تجھکو
تفاوت قامت یار و قیامت مین ہے کیا مومن — وہ ہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہی
رخصت کے وقت ہون ترے گریان کہ آدمی — رو دے ہی اوس گھڑی کہ نہ جسکو تب بس چلے

منت میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا شاگرد میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سونی پت و منشاش دہلی است در لکھنو رفتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بکلکتہ شتافت و در ۱۲۰۸ھ بعمر چہل و نہ سال وفات یافت ریختہ کمتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد ٥

اِس آنے کا کچھہ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جائین گے ہم

منتظر نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گزین تلامذہ مصحفی ست دیوانے گزاشتہ ٥

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا — یہہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا
دولتِ حسن ہے جس پاس یہہ اوس سے ہی سوال — کچھہ نہ لے اور نہ دے پر ہمین نوکر سمجھے
نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے — وہ جو بات منہہ سے نکالی تہی سو اوسی کا مجھکو نباہ ہے

منشی میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مدتے در لکھنؤ بسرکار مرزا سلیمان شکوہ بسر بردہ پدر وے از مشاہیر خوشنویسان بود وے نیز بدرستی خطوط متصف بود ٥

جو پوچھا اوس سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے — مجھے کچھہ یون ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہی

منیر سید اسمعیل حسین خلف منشی احمد حسین تشکر شکوہ آبادی از تلامذہ رشک و

راز نہان زبانِ اغیار تک نہ پہونچا
ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منہہ سے سوتے مین کہین
ہجرِ بتان مین تجھکو ہے مومن تلاش زہر
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
سنتی ندی مزار تلک آکے اسپہ بھی
سجدہ پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکھلے سر اپنے زانوئے نازک پہ شوق سے
تو بہ کہان کدورتِ باطن کے ہوش تہے
وصلِ بتان کے دن تو نہین ہیہ کہ ہو وبال
مجھہ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہین کیا بھلا
بیزار جان سے جو نہوتے تو مانگتے
اوس کو مین جان دینگے مدد اے ہجوم شوق
خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
وہ جفاکش ہین اے فلک کہ کیا
اب تپِ ہجر دیکھہ مومن ہین
گرہی شوقِ شہادت ہی تو مومن جی بچکے
جانے دے چارہ گر شبِ ہجر انہین مت بلا
ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے جرم پائمال عدو کو کیا کیا
عاشق کشی ہے شیوہ اگر بے ہوس سہی

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
شب یہان رہنے کا تیرے جسمین چرچا ہوگیا
غم پر حرام خوار توکل نہوسکا
مین نے دعوے کیا تحمّل کا
کہتے ہین لوگ خاک مین اوسنے ملا دیا
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
تیرا مریضِ عشق بہت ناتوان ہے اب
غش ہوگیا مین رنگِ مئے ناب دیکھکر
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
پھر کسکو گلے لگائینگے ہم
اوس ستمگر نے انتخاب ہمین
ہے حرام آگ کا عذاب ہمین
مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمین
وہ کیون شریک ہون مرے حالِ تباہ مین
جا دو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
آشنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
آخر کچھہ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین

در ۱۲۶۸ھ واقع شدہ از دست ولیس نکوست ہ

اوس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

یہہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

خواہش مرگ ہوا اتنا نہ ستانا ورنہ
دل مین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

دل لگا نیکے تو اوٹھائے مزے
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا

نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا

ان نصیبون پر کیا اختر شناس
آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا

یہہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اوسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

پھرنے سے شام وعدہ تھکے یہہ کہ سو رہے
آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہو کے
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تھا

کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا

میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
دو مبارکباد ابکے یار رہ جائی ملا

بوسے دم غضب لیئے اولٹی سمجھہ تو دیکھہ
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا

آغوش گور ہو گئی آخر لہو لُہان
آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا

اس حال کو پہونچے ترے قصے سے کہ اب ہم
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

پیغامبر رقیب سے ہوتے ہین مشورے
سنتا نہین کسی کی یہہ کہنے کی بات ہی

عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

میرے تغیر رنگ کو مت دیکھہ
تجھکو اپنی نظر نہو جائے

اے قیامت نہ آئیو جب تک
وہ مری گور پر نہو جائے

لے تو ہی بھیجے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لیے

اجل سے خوش ہون کسیطرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہہ احتمال تو ہے

جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا
اب آگئے ہو نہو امید انفصال تو ہے

تسلی دم واپسین ہو چکی
ہمین ہو چکے جب نہین ہو چکی

تھی بدگمانی اب انہین کیا عشق غیر کی
جو آکے مرتے دم مجھے صورت دکھا گئے

رشک دشمن بہانا تھا سچ ہے
مین نے ہی تم سے بیوفائی کی

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

مونس سید اعظم حسین نبیرۂ حکیم خادم حسین کہ از مشاہیر اطبائے اینجا بودہ اند جوانیست تحصیل تمام کردہ باکثر علوم آشنائی دارد و درین فن نیز اورا دستگاہے ست آما توجہش بپارسی بیشتر مصروف است بریختہ کمتر فکر میکند لکن در اوائل مشق ریختہ کردہ است گاہے گاہے با نامہ نگار برخورد و اخلاص تمام دارد این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خیلے خوش گفتہ است

لاکر شفیع ہم عمل ناصواب کو
کیا کیا منا رہے ہین کسی کے عتاب کو

مہجور نقشبند خان خلف نواب مصطفی خان شیفتہ جوانے بود زیبا طبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلامش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود درینجا آمدہ بود با نامہ نگار برخوردہ خوش تہذیبی داشت ہر گاہ ازینجا بدہلی رفت ہمانجا درگذشت

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرونکی بات
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم بھی کچھہ
آرزوہائے دلِ رشک آشنا کہنے کو ہین

ابرو رہ گئی مرینگی کہ روتے تو ہین وہ
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین

وہ ہی بغل مین تو بھی تو یان نیند اوڑ گئی
یہہ سوچ ہے گیا نہو اعدا کے خواب مین

سچا ہون روزِ جزا داد یہہ ستم دیکھو
کب آزماتے ہین جب وقتِ امتحان نہین

ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
گویا کہ مین انکا مدعا ہون

کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
جتنے وہ بے حجاب ہین ہم شرمسار ہین

شبنم خراب مہر و کتان سینہ چاک ماہ
لو اور بھی ستم زدہ روزگار ہین

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی سچا ہے تو باتین ہزار ہین

وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
تمہاری خاطرِ نامہربان کو

مومن تم اور عشقِ بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
یہہ ذکر اور منہہ آپکا صاحب خدا کا نام لو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھہ ساتھہ
پھر کون وارثونکے سنے اذن عام کو

سنگِ اسود نہین ہے چشم بتان
بوسہ مومن طلب کرے کیا منہہ

اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذرِ جفا کے ساتھہ

بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
اوٹھہ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھہ

خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
خبر ہے نعش پر اوس بیوفا کے آنے کی

کر علاجِ جوشِ وحشت چارہ گر
لا دے اک جنگل مجھے بازار سے

چھڑکے ہے کانِ ملاحت لون کیا
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

ابتو مر جانا ہی مشکل ہے ترے بیمار کو
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اوٹھا جائے ہے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

انتہیٰ وے شش دیوان ریختہ دارد حاوی اصناف سخن و مسدسے کہ بمضامین واسوخت گفتہ مشہور است میر در قصیدہ فکر خوشی نداشتہ چندانکہ غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ اش پست پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ؎

نہوا پر نہوا میر کا انداز نصیب	ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

و میرزا غالب میفرماید ؎

ریختہ کے تمہیں استاد نہیں ہو غالب	کہتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی میر بھی تھا

و نیز می سراید ؎

غالب اپنا بھی عقیدہ ہے بقول ناسخ	آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

انتہیٰ این ابیات او راست و خیلے دلرباست ؎

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا	دل ستم زدہ کو مینے تھام تھام لیا
اتنی گذری جو ترے ہجر میں سو اوسکے سبب	صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا
مسجد میں امام آج ہوا آکے وہاں سے	کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا
اولجھاؤ پڑ گیا جو ہمیں اوسکے عشق میں	دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا
آنکھوں میں جی مرا ہے ادہر دیکھتا نہیں	مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا
خدا کو کام تو سونپے ہیں مینے سب لیکن	رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا
دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم	یہہ ہمارا بھی ناز پرور تھا
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا	بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا
فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اوٹھانیکا	ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا
آنکھیں چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے	میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا
تیرے کوچے کے رہنے والوں نے	یہیں سے کعبہ کو سلام کیا
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک	اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

خدایش بیامرزاد این بیتہا کہ می بینی ازو گرفتہ بودم ع

نگہ لطف سے جب دیکھتے ہو تم مجھکو	دل غمدیدہ یہ آتا ہے ترحم مجھکو
کہتے ہین مسکرا کے تمناے وصل پر	صاحب کسی کے دل کی بھلا کیا خبر مجھے
اے شوق رشک غیر ہی دل سے بھلا دیا	احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے
کیا خوشی ہمکو اگر غیر شبستان مین نہین	وصل عشاق کی شب گردش دوران مین نہین
ایک صوفی نے کہا محو تماشا ہو کر	اوسمین کچھہ بات ہی ایسی کہ جو انسانین نہین
تم نہ سنتے تھے کہ بیداد کا کیا ہی انجام	ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھہ غم پنہانین نہین
قاصد جو کہا ہے اوسنے کہہ مجھک	باتین نہ بنا ادہر اودہر کی
کہتے ہین دعائے وصل پر وہ	ہمسکو بھی امید ہے اثر کی
الفت مین ہین اور بھی بلائین	پر سخت بلا ہے چارہ گر کی

مہر مرزا حاتم علی لکھنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذۂ ناسخ است در سنہ ۱۲۹۷ راہ عدم پیمود دیوانے گذاشتہ ع

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب	روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دہمکائے ہوئے ہین
تمہارے واسطے دلسے نہین کوئی مکان بہتر	جو آنکھون مین تمہین رکھون تو ڈر ہے نظر ہوگی

میر میر تقی اکبرآبادی از قدماست و استاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول زبانے دلپذیر دارد و بیانے سادہ پرکار کہ نمی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزردہ نوشتہ اند در تذکرۂ خود کہ در حال ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند و جناب شیفتہ نگاشتہ پست و بلند کہ در کلامش بینی و رطب و یابس کہ در ابیاتش بنگری نظر نکنی کہ گفتہ اند ع

شعر گر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست	در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

اوسکے کوچہ مین نکر شور قیامت کا ذکر
اوسکے نزدیک کچھہ نہین عزت
ایک بیمار جدائی ہون مین آپ ہی تسپر
اک وہم نہین بیش مری ہستی موہوم
مدعی مجھکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ایکے ہمت صرف کر جو اوس سے جی اوچٹے مرا
عشق کا گھر ہے میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاشکے دل دو تو ہوتے عشق مین
جائے ہے جی نجات کے غم مین
قتل کیے پر غصہ کیا ہی لاش مری اوٹھوانے دو
کب میسر اوسکے منہہ کا دیکھنا آتا ہے میر
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
یہہ اضطرار دیکھکے اب دشمنونسے بھی
زر و زر کچھہ نتھا تو بارے میر
تجھکو مسجد ہے مجھکو میخانہ
آج پھر تھا بے حمیت میر وان
مین جو بولا کہا کہ یہہ آواز
جب نام ترا لیجئے تو چشم بھر آئے
اوس ستمگار کے کوچہ کے ہوادار وکنین
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
میر جی یون ہی خوار ہوتے ہین
پوچھنے والے جدا جان کو کھا جاتے ہین
اسپر بھی تری خاطر نازک یہ گران ہون
چپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اے میر مست کیجو اگر ایسا کرون
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منہہ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
جانسے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
کہتا ہون اوسکے ملنے کی کچھہ تم دعا کرو
کس بھروسے پر آشنائی کی
واعظا اپنی اپنی قسمت ہے
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے +
اس زندگی کرنیکو کہانسے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف
کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہبِ عشق اختیار کیا

جہان سے غنچے کو خالی کبھی نہین پایا
ہمارے وقت مین تو آفتِ زمانہ ہوا

ابتو جاتے ہین میکدے سے میر
پھر ملین گے اگر خدا لایا

سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اوسیگھڑی
جب سنکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا

مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیئے
اے اہل مسجد اسطرف آیا ہون مین بہکا ہوا

خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
مرتے موا پر اوسکے کبھی گھر نہ جا پھرا

کم کم اوٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کاش اکبار ہمین مونہہ نہ دکھایا ہوتا

کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
کہنے کی ہین سب باتین کچھہ بھی نہ کہا جاتا

میرا ہی مقلدِ عمل تھا
مجنون کے دماغ مین خلل تھا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

کوسون ہم سے بھاگو ہو کیا سیکھے طرز غزالونکا
وحشت کرنا شیوہ ہے کچھہ اچھی آنکھین والونکا

عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا
جی کا جانا ٹھیر رہا ہے صبح گیا یا شام گیا

دو قدم ساتھہ جنازہ کے نہ آیا وہ میر
جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند

جاتا ہے آسمان لیئے کوچہ سے یار کے
آتا ہی جی بھرا در و دیوار دیکھکر

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنے آگے چلینگے دم لیکر

کچھہ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

منتظر قتل کے وعدہ کا ہون اپنے یعنی
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز

ہر چند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور / پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا
صبر تہا ایک مونس ہجران / سو وہ مدت سے اب نہین آتا
ایسے بت بے مہر سے ملتا ہی کوئی بہی / دل میر کو ہماری تہا جو تہہ سے لگایا
کہتے ہین آگے تہا بتون مین رحم / ہے خدا جانئے یہہ کب کی بات
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی / بہت روئیے ہم اوسکی رخصت کے بعد
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتہ / ماتم مین تیرے کوئی نہ رویا پکار کر
شکوہ آبلہ ابہی سے میر / ہے پیارے ہنوز دلی دور
اسوقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر / اک نعرہ تو بہی پیشکش صبحگاہ کر
وہ لوگ تمنے ایک ہی شوخی مین کہو دئے / پیدا کئے تہے چرخ نے جو خاک چہانکر
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے / ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہین
میر صاحب کو دیکہئے جو بنے۔ / اب بہت گہر سے کم نکلتے ہین
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے / لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
میر کو کیون نہ مغتنم جانے / اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے / اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
بہت سعی کیجے تو مر رہیئے میر / بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
اب خدا مغفرت کرے اوسکو / صبر مرحوم تہا عجب کوئی
سرہانے میر کے آہستہ بولو / ابہی تو روتے روتے سوگیا ہے

میکش ارشاد احمد دہلوی در پارسی زبان محوی تخلص میکند از سال چند دریجا دارد دست با نامہ نگار تعارف در میانست نداق صحیح دارد و سخن خوش میگزارد از وست ونکوست ہ

ربط نہان غیر کا پردہ ہے ورنہ آپ / دشمن کے ساتہ صرفہ کرین رسم و راہ مین

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
اپنے تو ہونٹ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
پہنچا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
میرے تغیر حال پر مت جا
اب چھیڑ یہہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہین
میر صاحب بھی اوسکے ہان تھے پر
آتے کبھو جو وہانسے تو یہان رہتی تھی اوداس
وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھے ہم دوری بتانسے
ڈر کیون نہ محلہ مین رہے رونے سے میرے
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون پر مین کیا کرون
واعظ ناکس کی بات تونیر کوئی جاتا ہے میر
فریاد شب کی سنکے کہا بے دماغ ہو
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کشتی ہر اک فقیر کی بھر دی شراب سے
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
میر بھی کہنے لگا دیر کی لوگو نکی سی
میر کے ہوش کے ہین ہم عاشق

جب بس چلا نہ کچھہ تو مرے یار مر گئے
رنجش کی وجہہ میر یہہ کیا بات ہوگئی
اسیر بھی جی مین آئے تو دلکو لگائیے
اتفاقات ہین زمانے کے
القصہ خوش گذرتی ہے اوس بدگمان سے
جیسے کوئی غلام ہوتا ہے
آخر کو میر اوسکی گلی ہی مین جا رہے
اپنی سی یہہ بنائے جاتا ہے
آئے ہین پھر کے یار وا بکے خدا کے ہان سے
سیلاب نے اس کوچہ مین گھر مول لیا ہے
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
منہہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیار کی
آؤ میخانے چلو تم کس کی باتو نپر گئے
دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی
لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
کہ اب جو دیکھون اوسے مین بہت نہ پیار آئے
اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
کچھہ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا
فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس یہی تدبیر اب ونکے بہکا دینے کی ہے — جی مین ہی ہو جاوُن عاشق چند روز اغیار پر
جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کرو قتل — عزیزو اسکے سوا اور انتقام نہین
دہوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھکر — مسجد ہے میفروش کی ناسخ دُکان نہین
ہے پرستوا وُ کرلین محتسب کو سنگسار — بیچ رہے ہین سنگ کچھ میخانے کی تعمیر سے
تنگ آکر عیب کہا مینے کہ مر جاوُن کہین — بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

ناظم نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف نواب محمد سعید خان بہادر را اوصاف او استغنی از بیانست درین فن دستگاه بلند داشته و مرزا غالب بتہذیب گفتار او پرداخته این اشعار از دیوان وے برداشته آمد بلند فکری او پیداست و نغز سنجی او ہویدا ہ

بڑہتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا — چھینا عدو نے دوست کو یہہ کیا ستم ہوا
ہونے دیا نہ شاد یہہ دن پھر کہان مجھے — ہے ہے تمہین رقیب کے مرنے کا غم ہوا
حکم اخیر کی تھی توقع بروز حشر — باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا
بیداد سے توبہ او نہین کرتی ہی بن آئے — جب بعد مرے کوئی نہ مجھسا نظر آیا
جی مین ڈرتے تو قتل کیون کرتے — طنز سے کہتے ہین کہ کیا ہوگا
سنتے ہین مٹ گیا ہے کوئی نقش — وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا
ہے طلب کی یہی روش ورنہ — ایک بوسہ مین کیا بھلا ہوگا
آپ دنرات پڑا ہے سر دیا پھرتا ہے — تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا
تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی — آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا
دلکے لینے مین یہہ قدرت ادا سے اللہ دی — جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا
ہے یہہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کو پاؤن — اور پھر بزم مین سب سے اوسے چلتے دیکھا
واعظ و شیخ سبھی خوب ہین کیا بتلاؤن — مین نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ مین
جادو اوسی نگاہ کا رکہتا ہون آہ مین

ستانے مین فلک کو مشورہ ہے
کسی بے رحم کے چینِ جبین سے

بچے دل کم نگاہی سے یہہ معلوم
وہ رہزن اور پہر ایسی کمین سے

سرشکِ گرم کی حدت کو پوچھو
مرے دامن سے اپنی آستین سے

رہے پہلو مین وہ یا اوسکا خنجر
غرض دل ٹہرتا ہے دلنشین سے

سچ سہی فتنے سب قیامت کے
لیکن آگے تمہارے قامت کے

النون

ناسخ شیخ امام بخش از مشاہیر اساتذۂ لکہنو ست از اصناف سخن جز بر غزل و رباعی قدرتی نداشت بشیوۂ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر ہست کہ مضامین بیگانہ پارسی گویان بیشتر بستہ است کما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے چند از محمد عیسی المتخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۴ھ صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از وست و بس نکوست

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکہکر
قاصد خیال آئیگا خط کے جواب کا

اے اجل ایکدن آخر تجہے آنا ہے ولے
آج آتی شبِ فرقت مین تو احسان ہوتا

ذبح کر ڈالونگا گر ابکے تو بولا شبِ وصل
مین نے سو بار تجہے مرغِ سحر چہوڑ دیا

تہی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہو گئی
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹہا

لے چلی موت مجہے سوئے حسینانِ بہشت
ایک دم پاس جو وہ حور شمائل نہوا

کس چین سے ہم اوسکے تصور مین محو تہے
کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا

مر گیا کیا ناسخِ میکش جو سارے میفروش
مسجدون مین بیٹہے اپنی اپنی دوکان چہوڑ کر

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا
ہوتے ہی درد دل کا بیان اوٹھہ کھڑے ہوئے
ہے ترقی عشق کو بہی حسن روز افزونکے ساتھ
مجھہ مین کیا ہے مگر اکدم کہین اٹکا ہوگا
چارہ گر خستۂ غم کو نہین جینے کی خوشی
جب کہا اونسے کہ ہی کہہ مجھے کہنا تو کہا
کس سے کہون کیا ہے مری وقت نزع
معتقد ہون کعبہ کا ناظم مگر جا کر وہان
ستم مین شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا
تری محفل مین خوش بیٹہا تہا کیا معلوم تہا مجھکو
یہہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ تہا
جب شکوہ میرا غل نہ سنا سر گران ہوا
صیاد خوبرو کو نہین احتیاج دام
عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھہ
کرتے ہین ایک عذر نیا ہر ستم کے بعد
مجھکو تقصیر کا دہبّا نہ لگایا ہوتا
انداز نیا ہے دل لگی کا
بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑہائیے
کہلنڈرے ہین پر ایسے کہ راہ مین ہر موڑ
مرنے سے اپنے خوش ہین کہ انجان بنکے وہ
عشق ایک سخن ہی مگر اوسمین ہوئے ہین جمع

اک پردہ تہا نہ آئینہ کا وہ بہی اوٹہا گیا
یعنی یہہ ایسے ہین کہ نہ انسے سنا گیا
آگے بڑہ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا
وہ عیادت کو بہی آجائینگے تو کیا ہوگا
ہان تری ناموری ہر اگر اچھا ہوگا
سن لیا ہمنے کوئی شکوہ بیجا ہوگا
اوسکا یہہ کہنا کہ یہہ کیا ہو گیا
عبرت آتی ہے کہ کیا بتخانہ ویران ہو گیا
فلک کو عذر ستم کے لیے بہانہ ہوا
کہ مجھہ تک آکے پہر اولٹا چلے گا دور ساغر کا
ہوا جو تیر خطا مین گناہگار ہوا
قدرت خدا کی ہین نہوا پاسبان ہوا
جسپر پڑی نگاہ وہ تسخیر ہو گیا
دہبّا ہوس کا داغ تمنّا ٹہر گیا
گریون ہی ہی تو قاعدہ اچھا ٹہر گیا
تم خفا ہوتے اگر تمسکو خفا ہونا تہا
رنج نے مین ہنستا نہین ہنسی کا
اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب
بگاڑ دیتے ہین دو تین چار کی صورت
ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے بار بار آج
غمہائے جانگداز و مرضہائے لاعلاج

بچے نہ سیم وزر اوس سے نہ دین و دل چھوٹے
مجھی کو تم کیہ مسلط کرے تو دیکھو سیر
اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی ہے
ہوتا جو دلپذیر تو جاتا نہ دل سے دور
کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانمان ہوئین
بار خلوتین نہین اور اگر بزم مین مین
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اور کہے
یہہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے
اور کہانے کو دہرا ہے یان کیا
ڈھونڈون تو کس پتے سے اوسے یاورانخیدا
آبرو کیا پیرہن جب بے گریبان رہ گیا
سینہ چیر دشنہ سے یہہ خوب گنجایش ملی
فقیر بنکے گیا وان تو کیا سوال کرون
خریداری ہی شہد و شیر و قصر و حور و غلمانکی
نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
ترے گھر وہ آئے ناظم تو یہہ اضطراب کیا ہے
نخوت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے
قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہی رقیب
نام لے لیکے برا ہم اوسے کہتے ہر بار
آدمی کے ساتھہ سو آزار ہین یہہ کیا کہ بس
بنگئی ہے کوچہ جانانین اک دار الشفا

کچہہ اور خاک نہین جانتے مگر لینا
ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لینا
دربان ہوا تو شحنۂ شہر آشنا ہوا
وہ نالہ کام کا نرہا جو رسا ہوا
پھرتا ہے نامہ بر مرا گھر پوچھتا ہوا
حال دل عرض کرون کہتے ہین تنہا کہنا
پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا
تیر تیرا ہے تو پیکان میرا
میرا غم کہائے گا مہمان میرا
عاشق ہون حسن سادۂ بے خط و خال کا
بارے آنسو تھمہ گئے ہیں کہ دامان رنگیا
کھینچنے پر تیر کے دلمین جو پیکان رہگیا
مگر کہون کہ بھلا کر ترا بھلا ہوگا
غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دہندا ہی دنیا کا
مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا
کوئی بادشاہ آیا کوئی شہریار آیا
شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہوگیا
وہ بھی خوش ہوتے اگر اونکا اشارا ہوتا
غیر اچھا تھا کہ ہمنام تمہارا ہوتا
آہ کی اور راز الفت آشکارا ہوگیا
ابتو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہوگیا

واجب القتل نہین زیست سے بیزار تو ہون
لو اب آئے ہو تو جھگڑا ہی مٹاتے جاؤ

مین تو سائل ہون خریدار نہین کیون اولجھون
قیمتِ بوسۂ لب روز بڑہاتے جاؤ

مجھے اوٹھاتے ہو کہکر کہ ہے یہہ خلوتِ خاص
وہ کون لوگ چلے جاتے ہین اودہر دیکھو

غلط سہی اثر آہ و نالہ پر ناظم
رہے نہ دل مین ہوس آؤ یہہ بھی کر دیکھو

اک مزہ البتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک
بوسہ کیا شے ہے کہ جسکے دینے مین تکرار ہو

اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
پھیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو

تکلف کیا ہی گر صورت مین مہر و مہ سے بہتر ہو
طریقِ ظلم مین بھی دو قدم گردون سے بڑہکر ہو

ڈرنے لگا ہے اب مہ و خور سے بھی دل کہ یہہ
پھرتے ہین راتدن فلکِ فتنہ زا کے ساتھہ

اب کچھہ نہین تو باندہتے ہین خنجر و شمشیر
کیا جانئے کیا باندہتے ہوتی جو کمر کچھہ

کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہین دیتے
سچ ہو یہی پر مینے سنا اور ہی کچھہ ہے

وفا کی ہم نے اور تم نے جفا کی
تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی

نگاہِ شوق نے کیا کچھہ نہ دیکھا
گرہ جب کھل گئی بندِ قبا کی

کرون آج اوسکو ناز و غمزہ مین تیز
کوئی کٹتی کہون تیغِ ادا کی

نکالا ہم نے کچھہ فاضل اونہین پر
وفا سے کم رہی گنتی جفا کی

قصۂ کوہکن و قیس کو تہ کر رکھیے
اپنی بیتی کہے یہہ خاک نشین تھوڑی سی

جانتے ہم بھی کہ ہی خلد مین راحت کیسی
ملتی اوسمین سے اگر ہمکو ہین تھوڑی سی

جو چھینتے ہی ہو دلکو تو مول کیون پوچھو
خریدنے مین نہین اسطرح مچل جاتے

بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہین
یہہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے

ضد سے وہ بزم سے مین نہین دیتے جا مجھے
مین جانتا ہون جانتے ہین پارسا مجھے

مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اوسکی تیغ
ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا اب مجھے

مین نے جو کی حسد کی مذمت تو آپنے
پیرائے مین ہنسی کے کہا مرحبا مجھے

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو — ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹھے ہو کیا میرے بعد
راز میرا ہے او نہین غیر سے کہنا منظور — اور مین خوش ہون کہ سن لیتے ہین تنہا ہو کر
شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکھا ہے نیچا — یعنے یان آئیگا بیساختہ انسان جھک کر
کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہین — کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط — کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط
کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین کرون کیا — کہتے ہو کہ دعوی اعدا نکرو تم
مرنے کی جگہہ ہے کہ وہ سنکر مری تقریر — بولے بھی تو یہہ بولے کہ غوغا نکرو تم
ہم تمکو برا کہتے ہین یا غو کو تمہاری — لوگوں کے بھی اچھے سہی جھگڑا نکرو تم
اب لکھینگے شکوہ بیداد ہم دل کھولکر — نام اونکا آسمان ٹھہرالیا تحریر مین
فسانہ ستم ہجر ہے سوال نہین — ندو جواب سنے جاؤ کچھہ ملال نہین
وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی — یہہ کون شخص ہے اسکا بھی کچھہ خیال نہین
یہی سمجھو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ — کیون پھر اوس بزم سے ہم خانہ خراب آتے ہین
میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بحث — کیا خوبیان ہین میرے تغافل شعار مین
سبکے اس عمر مین ہو جاتے ہین ایسے ہی جوان — تجھہ سے کچھہ شکوہ ہمین اے فلک پیر نہین
ہمت مرغ سحر خوانکا ہون قائل کہ اوسے — نالے سے زمزمہ مقصود ہے تاثیر نہین
گل کا نام اک نگل گیا تو کیا — تم ہی اچھے ہو رنگ ہین بو مین
ملجاتے ہین تو کہتے ہین اچھی طرح تو ہو — گویا ہمارے جی مین کچھہ ارمان ہی نہین
خوش ہو رہے تھے ہم کہ بنایا ہے ہمنے یار — دیکھا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہین
چاہتے ہین کہ سنین مرحبا نا — پوچھتے رہتے ہین اکثر مجھکو
رخصت عرض حال کیا مانگون — کہہ نہ بیٹھین کہین کہ رخصت ہو
کہتے ہو جائینگے پھر کیون نہین جاتے جاؤ — میرے جینے کی مجھے راہ بتاتے جاؤ

غصہ آئینہ دکھانے سے ہو دونا کیا خوب
یہہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

آئے ہین جنازہ پہ باندازِ تجاہل
سچے نہین اور وعدہ بھی جھوٹا نہین کرتے

دل لیکے ندین قیمتِ دل ایسے وہ کیا ہین
چکے ہین ابھی ہم بھی تقاضا نہین کرتے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو
وان بھی جھنجلا کے کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

قاتل آیا نہین کہتے ہین کہ آرام مین ہے
ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام مین ہے

جو کہیے دردِ دل سنیے تو کہتے ہین کہ ہان کہیے
اوسیکو دردِ دل کہتے ہین جو گفتار مین آئے

یان صبح و شام دہیان مرا نامہ بر مین ہے
وان وہ اور اوسکا بستر اوسی رہگذر مین ہے

دیئے ہین دو تمنے ہمکو بوسے ہم ایک جان اب فدا کرینگے
ملینگے جب حشر مین دوبارا تو قرض باقی ادا کرینگے

نثار محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے گذاشتہ ؎

پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
بولا کہ ہے یہہ شکر شکایت بھرا ہوا

خوبی مین ترے حسن کی کچھہ حرف تو کب ہے
لیکن یہہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

نسّاخ ابو محمد عبد الغفور خالدی امروز در کلکتہ است و باعزاز تمام بسر می برد تذکرہ اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آوردہ سخن شعرا نام دارد سلیقہ انتخابش ازان پیداست اوراست ؎

میرے مرنیکا یہہ غم ہے کہ مجاور بنکر
گور پر بیٹھہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آتے ہی اونکی جان کیونسے جو پھر گئی
کہنے لگے مرو بھی کہین جان بلب ہو تم

تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
پھر کون سے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم

تم سے ڈرتا ہون کہین تو کی نہ نوبت آئے
آپ سے آپ لگے کہنے جو اب تم مجھکو

بیبا کیون سے آتی ہے صاحب حیا مجھے
تم بھی خدا کی شان کہو بے وفا مجھے

مشکل آسان جو ہوئی دیکھکے اونکو دمِ نزع
بولے وہ آئی نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

ثبوت جرم کی تا اوسکو احتیاج نہو
لئے تو نشہ مین بوسے مگر جتا کے لئے

عدو کو دیکھون تو دیکھون او نہین خدا نکرے
کہ مدعی سے ملون اپنے مدعا کے لئے

جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہہ ہے کہ وان مے حلال ہے

کہلے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہین
ہوا ہر چند گہر ویران صحرا پہر بہی صحرا ہے

اوس بت کا کوچہ مسجد جامع نہین ہی شیخ
اوٹہیئے اور اپنا یہان سے مصلا اوٹہایئے

ڈرتے ہین محتسب سے بہلا آئے تو سہی
اچہی کہی کہ ساغر و مینا اوٹہایئے

ناظم کبھی نہ کوچے مین تیرے قدم رکھے
بیچارہ کیا کرے کہ یہی رہگذار ہے

بوسۂ لب تو دیا کیا کہنا
کہیئے کچہہ بڑہ کے بہی ہمت ہو گی

نامہ بر ہو کے ذلیل آتا ہے
خیر آگے کو نصیحت ہو گی

کہا مینے کہ بیدل ہون کہا یہہ قول باطل ہے
زبان ہی سبکے منہہ مین اور سبکے سینہ مین دل ہے

کہے یہہ کون کہ تم کیون وفا نہین کرتے
وہ کیا کہینگے مگر یہہ کہ جا نہین کرتے

مین خفا ہو کے جو محفل سے چلا آیا تہا
آج کہتے ہین کہ کل زہر نہ کہایا تو نے

اک جہان کشتۂ انداز خود آرائی ہے
آپ جو جا ہین کرین آپکی بن آئی ہے

گذرے گی شغل حیلہ تراشی مین شب مجہے
جانا ہے بزم یار مین کل بے طلب مجہے

عذر ستم فریب و تمناے صلح جہوٹ
صحبت بگڑ گئی تو بناتے ہین اب مجہے

انبار ہین غمون کے مرے دلمین ہر طرف
اک گوشہ مین پڑا ہے غم روزگار بہی

نہی تم سے توقع یون عدو کے دم مین آنکی
کہان جاتی رہے وہ خو محبت آزمانے کی

جئیے گا کون کل تک جو تم اوسکے پاس آوگے
قسم سچی سہی پر پہر بہی کیا حاجت ہی کہانیکی

ہوا گر نامہ بر جان قتل ہم کیون غم کرین ناظم
چلو اچہا ہوا آئی اک تقریب اوس کوچہ مین جانیکی

اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب فرقت کیسی
موت اوسمین نہین آتی یہہ مصیبت کیسی

نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر اوسکے قرار
کس پر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

پشت لب پر ہی ترے یہہ خط ریحان ایسا	منہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو	اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
دیکھہ لیتی جو او ٹھاکر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھہ	لیلیٰ ایسا تو نہتا پردۂ محمل بھاری
دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھیرے	کچھہ تری گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھیرے
دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلواؤ	چھیڑنے کا مرے ہم آپ مزا دیکھین گے

نطق مقصود احمد کاکوروی بر حال او آگہی دست ندا داین بیت چند از وست
در دیوان دارد ۵

زیر زمین بھی جور فلک سے نہین نجات	مرنے کے بعد قبر مین چوری کفن گیا
قتل منظور ہے تو بسم اللہ	ڈہونڈنا کیا کسی روایت کا
بخت مین دونوکے یون تو خیر جلنا ہی مگر	شمع تو مجھسے سحر اچھی ہی کہ اوس محفل مین ہے
ہر نگاہ ناز ہی اوس حور وش کی دلنشین	جو نہ نکلے آنکھہ سے وہ بھی ہمارے دل مین ہے

نظام نظام شاہ رامپوری جز اینقدر راز واطلاع بہم نرسید ۵

انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ	اور یہہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا نہو

نواب بدرعالی گہر امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحاف النبلا وغیرہ توان دریافت واگر از
فیما سخن فیہ آرزو داری تذکرۂ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیرست
کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواے کہ باصول سخنوری برداشتہ اند یکدست
در تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن فہمی باین منزلت
شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان ریختہ ہیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو
شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاکسار یست بغرض استعارہ
زیب و زینت درج این صحیفہ وندر ارباب ذوق کردہ میشود ۵

نسیم اصغر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذۂ مومن خان و مشاہیر سخنوران است در لکھنؤ اقامت داشت دیوانے دارد در ۱۲۸۲ھ درگذشت از وست ؎

او نہین ہٹے تہی مجہے خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا
وہان دامن نہین یان صاف تہا مطلع گریبان کا

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارہ ہو کے رہجاتا ہے ہمیر مہربانی کا

کبہی آغوش مین رہتا کبہی رخسار و نیر
کاش اے آفتِ جان مین ترا آنسو ہوتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہہ بولا کافر
ہائے منہہ دیکھے گا آکر وہ مسلمان میرا

کہے دیتی ہین یہہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بہی کچہہ تقاضا کل آیا
ہوئی تہی صلح کس مشکل سے پہر جھگڑا نکل آیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

منت بہی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تہا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچہہ راہ پر ہین آپ

ہاتہہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہہ ارادے ایک مشتِ خاک پر

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹہائے ہین شبِ غم مین قضا کے ناز

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی
خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان رح تلمیذ میر محمدی مائل از مشاہیر سخنوران است پانزدہم و بست و نہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہاے سنگلاخ طرح میکرد در آخر عمر بہ حیدرآباد رفت و آنجا درگذشت دیوانے گزاشتہ ؎

ایسے حسرت کی نگاہوں سے بُلایا مین نے — کہ مرے قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے — ورنہ جینے کے لئے اک آسرا ہو جائیگا

گالیان روز تمہین پر ہمنے سنا ہی نواب — اور کچہہ شکوہ ہوا آپکا اعزاز نیا

بعد اک مدت کے اوسنے ہائے یہہ بہیجا جواب — ہم نہ سمجہے کوئی مطلب آپکی تحریر کا

حضرتِ نواب زاہد پر ترحم واہ واہ — حکم ہوا سکے لیۓ تو حشر تک تشہیر کا

چرخ سے آتی ہی اوسوقت بلا جب سب سے — پوچہہ لیتی ہے بہت آپکے شیدائی کا

کل جو مقتل مین اداسے وہ ستمگر آیا — مین بہی تہامے ہوئے اپنا دلِ مضطر آیا

کس نے نواب پکارا تجہے جو تو گہر سے — ہاتہہ باندہے ہوئے رومال سے باہر آیا

تم بر مین ہو تو گہر مین پٹکنے ندون کبہی — آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان آپ

کہتی ہے جسکو فتنۂ محشر تمام خلق — ڈرتا ہون وہ بہی کوئی تمہاری ادا نہو

انتظارِ نامہ بر مین ایک مدت ہوگئی — روز پہر آیا ہو نہین دو چار منزل دیکہکر

وہ چیز نہین دل کہ مین دو بار تو نہین دیدون — مانگو تو ذرا ناز سے پہلو مین مچل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچہہ یہہ بڑی بات — دونگا مین اسی دلکو تمہین پہیر بدلکر

لیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر — ذرا تم بہی تو رو دو حسرتو نسے میرے شیون پہ

سینہ مین رکہہ لین ذرا دلکی تسلی کے لیۓ — کہان نہ جائینگے ترے نشتر کو ای فصاد ہم

قاصد کو بہیجتا ہون تو شوخی کی راہ سے — میرا ہی نامہ بہیجتے ہین وہ جواب مین

پوچہو تو کوئی بات مرے ڈہب کی مجہسے تم — دیکہو تو پہر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

عجب حسرت سے دیکہا ہی سوے جانان دمِ آخر — رہیگی یاد اوسکو بہی نگاہ واپسین سون

ترے کوچہ مین ہی مدت سے ہمیں نزع کا عالم — گہڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکہا ہین سون

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون — تم میرے بس مین ہو تو خدا جانے کیا کرون

سو ظلم ہم پر اب تو ہین پر کچہہ بہی یاد ہے — کہتا وہ بےبسی مین کہ اللہ کیا کرون

باتون باتون مین کچھ اوس نے بات ایسی چھیڑ دی ۔ کہتے کہتے دل سے حرفِ مدعا جاتا رہا
غیر پوچھے ہے تو کہتے ہین بجھے ۔ آپ بھی بندہ کے عشاق مین ہین
حضرتِ ناصح دل اوس بیدرد کو دون یا نہ دون ۔ آپ تو کہیے کہ اسمین آپکی کیا رائے ہے
سنکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے ۔ ایسی رسوائی کے جینے سے یہہ مرنا اچھا
عبث رقیب کی تعریف مجھ سے کرتے ہو ۔ یہی نہ کہدو کہ اوٹھ جاؤ میری محفل سے
جانتا ہے او نہین اے شکوہ بیرحمی یار ۔ تا بلب آکے خبر دار دعا ہو جانا

نواب تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور ترجمہ ایشان در نگارستان سخن بہ بسط مذکور است و نیز بجہت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہے بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بیتے چند از انہا پیش نظر سخنور انست ستایش آنہا نتوان کرد ہرچہ در شعر باید و شاید موجود است و بر ارباب نظر واضح و لائح ہ

مرے ہی سامنے اغیار کی ہنس ہنسکے باتین ہون ۔ مجھی سے ہو پھر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا
قابلِ دید ہی دن حشر کا پر اے نواب ۔ اسیر ہو جائیگی دونی جو کہین تو آیا
فرشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے ۔ تڑپ کے ہمنے اگر سوئے آسمان دیکھا
کیا یہان سے وہان سوا ہوگا ۔ حشر مین بھی یہی خدا ہوگا
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ ۔ بدل کے رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا
وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سے بھی کہون ۔ کہ آج شکوہ تجھے مین نہین بلانیکا
بے نشانی تجھے مبارک ہو ۔ وہ پتہ پوچھتے ہین تربت کا
پہلے منہہ دیکھو آرسی مین تم ۔ پھر سبب مجھسے پوچھو حیرت کا
دل پژمردہ کو بھی رولین گے ۔ وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو / قیامت کو بلالاؤ کہین سے

غضب حسرت بھری ہے اسمین ظالم / ذرا بچنا نگاہ واپسین سے

ہم ہی کو قتل کرنا سکر اگر / پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے

اتنے دن بھی گذر ہی جائینگے / کاش ہو وعدہ روز محشر کا

تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا / خدا جانے ہے دہیان مجھکو کدہر کا

یہہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر مین / ہر اکطرف سے اوٹھا شور دادخواہی کا

قتل کے بعد رحم آتا ہے / یہہ پتہ ہے ہمارے قاتل کا

طلب ہے لطف سے تو ٹالنا تغافل سے / اداسے لیتے ہین سب کام وہ اشارونکا

ہاتھہ رکھہ لیتے ہین آنکھون پر وہ کس انداز سے / تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا

اداسے بگڑنا لگاوٹ سے ملنا / یہہ انداز بھی ہے نرالا کسی کا

ہوا ہے مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا / بنائے اور عالم مین مکان اب آسمان اپنا

کہو رقیب کی فریاد سے کہ دم بھر کو / ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا

ہائے بیجرمی قاتل کی شہادت کے لئے / نام خود ہمنے لکھا ہے سر محضر اپنا

ہوا ہے عزم الٰہی سوے عدم میرا / بتا تو کون سے دلمین رہیگا غم میرا

عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سے لیا لیکن / بہت بگڑے لفافہ سے جو خط میرا نکل آیا

سمجھونگا مین اے چارہ گرو گر مرے دل سے / ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا

کہیگا مرحبا کون اے اجل تیری اداؤنپر / جو مرتے دم بھی مجھکو غمزہ قاتل پسند آیا

کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب / کیا کروگے جو صنم یاد آیا

تا مجھکو نہ امید ہو اسواسطے نواب / غیرونسے بھی محفل مین اشارا نہین ہوتا

تم مرے غیر کے جھگڑے مین عبث بول اوٹھے / دیکھہ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میرے بعد / پوچھتے پھرتے ہین ہر اک سے تربت میری

ہوتی ہے رات وصل کی جس گھر مین اپنے
اتنی دعائین مانگین عدونے کہ چہن گیا
خوابین بہی جو طلب کرتے ہین تو شوخی سے
عاشقونکو نہ ستا بہر خدا اے ظالم
بناؤ شب کے تو سب لوگ دیکھتے ہین مگر
خدا جو پوچہتا ہی حال حشر مین تو ہم
یار آتا ہے تصدق کے لئے ای واعظ
غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آئیگا یقین
افسوس اپنے جی سے بھلائے اوسیکو تو
شہرت تمہارے جور وستم کی ہو کسطرح
واعظ بیان کرتا ہے حورونکی گر میان
ہر بات مین نکلتے ہین پہلو نئے نئے
ہو قصر خلد بہی تو نہین قابلِ پسند
چھپاؤ شوق سے تم رازِ الفت کچھہ نہین پروا
مجھے دیکھتے ہو عبث چارہ سازو
کیا جانے نامہ برنے مرے مجھسے کیا کہا
لے بھاگین وحشتین نہ کہین میری لاش کو
پڑ گیا رعشہ دستِ قاتل مین
ہوتے ہیجین ایسے پیر مرقد پر کہ بول اوٹھتے
ذراسی بات پر مر جاتے ہین دم بہر مین حسرت سے
نہین ہم قابلِ الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین
تہوڑا سا تہا اثر جو مری دلکی آہ مین
مجھہ سے پہلے وہ رقیبونکو بلا لیتے ہین
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتے ہین
ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتے ہین
نگاہِ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہین
دے ذرا بہر خدا اپنا بہی ایمان مجھکو
پیار کر لوگے کسی دن جو مری جان مجھکو
جس دلکو تیری یاد مین اپنی خبر نہ ہو
تشہیر مری لاش اگر در بدر نہو
ایسے مین سیر ہو جو وہ گرمِ خرام ہو
سوچو تو کسطرح کوئی پہر بدگمان نہو
جس گھر مین درد دلسے کوئی نوحہ خوان نہو
خبر کر دینگے دو نالے مرے ساری خدائیکو
ذرا میری آنکھونسے قاتل کو دیکھو
پہلو مین دل اوچھلنے لگا کیون جگر کے ساتھ
پہناؤ بیڑیان بھی عزیزو کفن کے ساتھہ
اضطرابِ دل وجگر کو دیکھہ
ذرا پوچھو تو یہہ کس کشتۂ حسرت کی تربت ہے
سمجھہ رکھو اسی تم عاشقونکی یہہ بہی عادت ہے
ملایک آئینگے عرشِ برین سے

اللہ رے تری شرم کی شوخی کہ وقت وصل
چوری چھپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادہر
وصل کی تجھ سے جن اغیار سے ٹھیری ہوگی
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
کون اوٹھائیگا لطف ناکامی
غیر کو تجھ سے بہم دیکھینگے
خفا ہو کیون مرے نالونسے تم خوشی کی جگہہ
ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیون ہو
تو بہی کچہہ قدر کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم
وصل مین اوس سے بگڑ جائے تو اے خوش صنم
ستاتا ہے ہر دم نئے رنگ سے
غیر کے حال سے اوس بزم مین کیا ہمکو خبر
رات بہر وصل مین کروٹ بہی نہ بدلی تمنے
سنکے فریاد مری جانب خنجر دیکھا
اوس حیلہ گر نے کو تہی شب کے شکوہ سے
دیا ہے بوسہ اوسے پہیر لو تو ہم جانین
آزار ندین تمکو کہ رسوا نہ کرین ہم
ہم تو جب جانینگے یہہ زہد تمہارا نواب
جنکار دنا تہا مجھے وصل مین اونکی آگے
دل دیا تہا جسے نواب نے روز اول
ابہی تو بہولے ہوئے ہو مگر یہہ یاد رہے

کیا کیا نگاہ ناز کو چوری لگا گئی
مجھسے تو میری موت بہی آنکھین چرا گئی
ہائے کیا اونکے یہان عیش کے سامان ہونگے
ہم سے دو چار بہی ہوتے جو رولانیوالے
ہم اگر تجھسے کامیاب ہوئے
کس کی آنکھون سے یہہ ہم دیکھینگے
تمہین تو قتل کو یہہ خوب ہے بہانہ ملا
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا
بعد اک عمر کے ایسا دل مضطر پیدا
تو ادا بنکے مرے حق مین قضا ہو جانا
زمانہ بہی تیری ادا ہو گیا
اوس سے آگاہ ہین اپنا جو کچہہ اعزاز ہوا
یہہ بہی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا
نہ ہوا اس سے بہی خاموش تو ہنسکر دیکہا
رکہا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر
یہہ دل نہین ہے کہ لیجاؤ مسکرا کر تم
ہم تم سے ہون تم ہم سے تو کیا کیا نکرین ہم
آئین وہ نازسے اور تمکو مراتب دیکھین
اب وہ نالے شب ہجر انہین مزا دیتے ہین
پہر وہی آتا ہے اب دیکھیے کیا دیتے ہین
نہونگے ہم تو کہوگے وہ یاد آتے ہین

اے پری دے تو ذرا نازسی اک جام مجھے
کہ سمجھتے ہین بہت نیک مے آشام مجھے

یہی اندیشہ ہے اب کون مریگا تجھہ پر
مرگئے پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

آجتک مے ترے طعنونسے نہ پی تھی واعظ
اوس نے منگوائی ہے لے ابتو بھلا تھام مجھے

کیسے کیسے تری وصلت مین مزے لوٹو نین
زندہ رہنے دے اگر لذتِ دشنام مجھے

ایسی حورون کو یہین سے ہے سلام
جنکا واعظ بھی تمنائی ہے

آتے آتے پھر گیا مسجد سے وہ
واعظون کی آج عزت رہ گئی

پہلے روتے تھے حبان کو لیکن
ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہارے

ہوتا نہ حیا پر شب وصل اونکو بھروسا
واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے

دیکھنا جنکا گوارا نہین مجھکو دم بھر
ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے

یہہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دلسے
دو ہی باتو نین ترے پیار کے زائل ہونگے

اغیار سے جو لطف تھا ملنے مین وہ تنہا
یون ملنے کو تو مجھسے بھی وہ بارہا ملے

قاصد کی کچھہ خبر نہین نواب کیا ہوا
پُرزے تو خط کے راستہ مین جابجا ملے

امیدِ وصل ترے صدقے آج پرسش کو
وہ آتے ہین سرِ بالین ذرا سنبھال مجھے

کسی پہ دم نکلنے مین تو یہہ سختی نہین ہوتی
مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہی

لے تو چل اوس بزم مین اے شوقِ دید
دیکھہ ہی لینگے اوسے دل تھام کے

ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا اولٹون وہان بھی تو نکلے

تمہین تو ناز تھے نواب پارسائی پر
تمہارے گھر مین تو مے کے کئی سبو نکلے

کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیون تیر گھر آئے
دیوانون کا کیا پوچھنا آئے جدہر آئے

کسکی یہہ شبِ وصل ہے جو شور مچاتے
سورج نہین ڈوبا ہے کہ مرغِ سحر آئے

دے عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی
مقتل مین ہے اک غل کہ وہ بار دگر آئے

بہت ہی ناز تمہین اپنے صبر پر نواب | وہ شوخ ایسے مین آجائے تو تماشا ہو
سو خطا مین تو مین خود اپنی بتاتا ہون تجھے | زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو
یہہ حکم ہے مرے قاتل کا ابتو مقتل مین | کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو
عشق پنہان کا جو دعوی ہو تو ہو محشر مین | بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو
ادا سے بولے مجھکو قتل کر کے | یہہ کسکی لاش ہے اسکو اوٹھا لو
کیا کچھہ کرے یہہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر | تم دونون ہاتھو تسے ذرا اللہ دلکو تھام لو
غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوسکی | منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانے دو
مرنیکو کہہ چکا ہون مین صبح شب وصال | اب آبرو ہے میری الٰہی سحر کے ہاتھ
بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کرون | پر کسطرح چھپاؤن مین صورت ملال کی
لینا سر سجادہ وضو کر کے ادب سے | حرمت ہے بہت رندو مین نواب سبو کی

الواو

وحشت میر غلام علی خان خلف میر رحمت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین خان مرادآبادی مولد در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ از گرامی شاگردان مومن خان بود مضامین بلندمی یافت چنانچہ خوش گفتہ است ؎

آیتین حرمت صہبا کی سناتا ہون اوسے | ذکر سن سنکے رقیبون کی مے آشامی کا
منفعل ضعف جنون سے ہوئے ایسے کہ نپوچھہ | طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
میرے مرنیکی خبر غیر کو یون دیتے ہین | مرگیا وحشت جانباز تری جان سے دور
دلمین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی | کچھہ اندنون نہین پہلے سے لطف و کرم نہین
سن سنکے مجھسے شکوۂ لطف عدو کیا | اونکو تو کچھہ بھی رشک جفا و ستم نہین

جب مین نے کہا ظلم اوٹہائے نہین جاتے
غیر کے آگے نہین چہیڑتے ہو تم مجہکو
دہوم ہے حشر نے برہم کیئے دونون عالم
ادا سے ناز سے غمزہ سے مسکرانے سے
گر سادگی پسند ہے تمکو تو بہیجدو
لیلے ہے وصل کی شب جس دانے دل ایلا
جسپر ہزار ناز تہے نواب کو وہ دل
دلکو تڑپنے سے تسلّی ہوئی
ہر چند تہا عتاب عدو پر وہان مگر
بہولے بنے تو ہو مگر آشنا تو سوچ لو
عشق آفت ہی سہی ناصح مگر
مرنا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہہ بنا کر
جذب دل کہینچ تو لا مین ترے صدقے جاؤن
اجل کی سختیونکو کون دیکہے چشم حسرت سے
جتایا عشق تو انجان بنکے بول اوٹہے
تم عبث فریاد سے گہبراتے ہو وقت اخیر
راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
شب فراق یہہ کیا سوجہی ہے فرشتونکو
کو نہین بہیجتے پر میرے جلانیکے لئی
نواب مر کہین کہ یہہ قصّہ تمام ہو
چرچا وہان بہی کچہہ ہو ہر دم مصیبتونکا

جہنجلا کے یہہ کہنے لگے پہر ہمکو ستاہو
انہین باتونسے تو ہوتا ہے تو شم مجہکو
بہیجدو تم بہی ذرا اپنی خود آرائی کو
وہ دل کو لیتے ہین ملجائے جس بہانے سے
اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے
جو دیکہہ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کے تم
دو ہی اداؤن مین تری پامال ہو گیا
درد جگر بڑہ کے دوا ہو گیا
دو چہڑ کیونکو سنکے یہان کام ہو گیا
کیا ہو گا گر کسیکو کبہی پیار آ گیا
کیا کرین بیساختہ دل آ گیا
صدقے تمہارے منہہ کے دیکہو تو مسکرا کر
رک گئے ہین وہ ادا سے سر محفل آ کر
بندہی ہے ٹکٹکی اپنی نظر ہے روے جانان پر
یہہ باتین جہوٹہ ہین ہم تمکو خوب جانتے ہین
ہو چکا جہگڑا یہی دو چار آہین اور ہین
کہ مجہے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہین
کہ آسمان کو گردش سے تہام لیتے ہین
روز غیرونکو وہ اک نامہ لکہا کرتے ہین
دن رات تیری جیب مین کب تک رفو کرین
جنت مین بہی آ الٰہی ایسا ہی آسمان ہو

وہ ظلم کرتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین	مثل ہے آن پھنسے ہین سو ...
تکلف برطرف اے جان عالم اب یہہ بیا ہے	حیا کو تم سمجھہ لو اور خر دسی ہم بنٹتے ہین

ہای ہوز

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی اکتساب باطن از خواجہ میر درد نمودہ و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفتہ در ۱۲۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشتہ گفتارش صفاے دارد ؎

نہ رحم اوسکے ہے جی ہین نہ دلمین اپنے صبر	ہماری گذریگی کیونکر الٰہی کیا ہوگا
دیکھہ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا	بس میری جان وہی پیالو مین چھلک گیا
جسدم زبان پہ یار ترا نام آگیا	کچھہ دلکو چین جان کو آرام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ اقامت داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دارد خوشگو بود ؎

نزع مین ہمنے عجب طرح سے دلشاد کیا	آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمین یاد کیا
دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی	رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
رنجش کا اونہون نے بھی کہا وقت نکالا ہے	مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

الیاء

یاس حافظ حفیظ الدین دہلوی بر حالش آگہی دست نداد ؎

جہانمین پھرتے ہین ہم ہر طرف سراسیمہ	مگر یہہ کچھہ نہین کھلتا کہ آرزو کیا ہے

کیون نہ باطل سمجھون اقرارِ وفا
سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

گذرا اس اعتمادِ محبت سے مین خدا
مجھسے چھپاتے ہین کاش وہ الفت رقیب کی

کہین ہو رد جفاے یار کی ہم ہون نہ بعد اسکے
مرے مرجانیکا اغیار کو اسواسطے غم ہے

بسکہ رنج افزا ہے طبعِ نازکِ جانان نہین
آسمان پہ ہے دماغ اس آہِ بے تاثیر کا

وحشت مولوی حافظ رشید النبی فرزند مولوی حافظ حبیب النبی رقت تخلص از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ در سنہ ۱۲۷۴ھ درگزشت اوستاد مولوی عبد الغفور نسّاخ ست ؎

کہانیکی تو مدت سے قسم کہائی ہے ہمدم
یہہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی نشک پری کا

وزیر خواجہ محمد وزیر لکہنوی خلف خواجہ محمد فقیر سلسلہ نسبش تا خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ میرسد گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود بست دوم ذیقعد سنہ ۱۲۷۰ھ راہ عدم پیمود خوش فرمود ؎

سر مرا کاٹ کے پچہتائیے گا
کسکی پہر جہوٹی قسم کہائیے گا

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
تو کیا کہتا ہے کچہ اپنی دوا کر

چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادمان ہوکر
زمین کوے جانان رنج دیگی آسمان ہوکر

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سے منع کرتے تہے
اکیلے پہر رہے ہو یوسفِ بے کاروان ہوکر

کیا غیرونکو قتل اوس نے موئے ہم رشک کے مارے
اجل بہی دوستو آئی نصیبِ دشمنان ہوکر

گذرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہے
پہٹگیا میرا گریبان تمہارا دامن

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئینہ دکہلا دیا دو ہوگئے

وقار راے کنور کشن کمار تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست و شاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ؎

ملک پورے سینڈ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فروغ دوم

در ذکر قافیہ سنجان ہندی جزاہم اللہ بجایزۃ الخیر مشق سخن ہندی ہر چند
اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سبزان این قلمرو دست بہم نداد اما سامعہ را از
نواے طوطیان ہند حظے وافر است و ذایقہ را از چاشنی شکر فروشان این گل زمین
نصیبے متکاثر موزونان ہندی در بلگرام ہیچ کروہی تموج فراوان جلوہ نمودہ اند
و دماغ ہا را بروایح صندل تر شگفتگی افزودہ لہذا این فصل علیحدہ بہ تحریر رسید
و شمامہ معطری بدست بوشناسان حوالہ گردید **شیخ شاہ محمد بن شیخ
معروف فرملی** بلگرامی در روزگار اکبر بادشاہ صاحب ثروت و اقتدار بود
و بحکومت احصار قیام داشت و در ہندی اوستاد کامل بود و گوے نکتہ سنجی
از اقران می ربود و در سرزمین ریری چند وار حکومت محلی داشت روزے
با فوج خود بعزم شکار بر آمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دیہی واقع
شد در سواد آن دیہہ دخترے صاحب جمال را دید کہ سرگین گاو را پاچہ میان
نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیورے داشت کہ آنرا در ہندی تائیت گویند
و ابریشم سیاہ دران تعبیہ کنند شیخ اشارہ بہ آن زیور کردہ گفت کہ خوب بھنور
بر کنول نشستہ است بھنور زنبور سیاہ و کنول نیلوفر را گویند ابریشم سیاہ
را بہ زنبور و دست را بہ نیلوفر سرخ تشبیہ داد کہ در موزونان ہند مستعمل است

یاس خیر الدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی باستفادۂ این فن پرداخته او راست ؎

اسطرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا
اب تلک ہی آنکھہ مین شب کا سمان چھایا ہوا

زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہہ بہی سر پاؤن

ربط غیرون سے جتا مجہے دقا چاہتے ہو
دلمین سمجھو تو یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہین مجھے
ایک دل رکہتے ہو کس کسکو دیا چاہتے ہو

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو

ہے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا
اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

یقین انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولد از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ واز شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ در عہد بست و پنج سالگی بہ تہمت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے دارد طبع شگفتہ داشت ؎

ہر گھڑی صحرا نشینی پر نگر جرأت یقین
آگئی تہی راس مجنونکو بیابانکی ہوا

بہار آخر ہوئی ہے ابتو سینے دو گریبانکو
یقین کرتا ہے کوئی اسقدر دیوانہ پن بسکر

اگرچہ عشق مین آفت ہی اور بلا بھی ہے
نرا برا نہیں یہہ شغل کچہہ بھلا بھی ہے

فروغ اول تمام شد

سوال از شیخ — سیام رین مین کتنہ اوڑین چمکن کوٹ دس

جواب از چنپا — من متھہ باری دیٹھہ بن پیہ تیہ کھوجت پھرے

سیام سیاہ یعنی تاریک رین شب چمکن کرم شب تاب کوٹ بیشمار دس اطراف من متھہ آتش شہوت باری مشتعل ویٹھہ نظر بن پیہ بہ مہاجرت شوہر تیہ عورت کھوجت پھرئیے جو بیان ہے حاصل دوہہ شیخ نے چمپا سے سوال کیا کہ اس شب تار مین کرم شب تاب بے شمار اطراف مین کیون پرواز کرتے ہین اوس نے بدیہہ جواب دیا کہ انکی نظر وںمین فراق شوہر نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر چار سو تلاش کرتے ہین ؂

ایضاً سوال وجواب سورٹھا

رکم درگ ڈھری سنار — مم آیو بہایو نہین

لینہین نین پکھار — ملن ہتی تو درس بن

کم کیون درگ چشم ڈھری پر از اشک ہوئے سنار زن نازنین و پارسا پکھار صاف کرنا ملن معتبر حاصل دوہا شیخ شاہ محمد سفر سے آئے چنپا اونکو دیکھکر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین وپارسا میرا آنا تجھکو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھین تمہارے فراق مین غبار آلودہ ہو رہی تہین لہذا مین نے آب دیدہ سے اونکو صاف کرلیا کہ تماشا مطلوب بخوبی تمام کرین ؂

دوہا

وعشق زنبور سیاہ بر نیلوفر نزد نکتہ سنجان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل و عشق قمری بر سرو نزد اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ بھنور نیست گوبرونده است یعنی جعل کہ در سرگین پیدا میشود شیخ ازین جواب محظوظ شد و لطف طبع او را دریافت واو را براسپ گرفتہ در ربود و بخانہ آوردہ تربیت کرد او در نظم ہندی فایق و در لطافت و ظرافت بہ بدیہہ گوئی یگانہ برآمد تا بحدیکہ در نظم ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد دوہا فراوان در سوال و جواب ہر دو میان جمہور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپاست و این دلیل افزونی قدرت از چنپاست کہ سوال را فی البدیہہ جواب ہم می رساند روزے شیخ شاہ محمد و چنپا بر کنار دریاے نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصراعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ دُھوم جو اُوٹھت ترنگ مین یہ اچرج مم آہ

جواب از چنپا انل روپ کوئی کامنی مجّن کر گئی ساہ

دھوم دھان ترنگ موج دریا اچرج تعجب مم مجھکو آہ ہے انل آتش روپ شکل و طرح کامنی زن حسین و نوجوان مجّن غسل ساہ اے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا کہ موج دریا مین دھان کا نکلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نوجوان سوختہ آتش فراق اس دریا مین غسل کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

کچ ہوے سرب دونوں کچ پستان اُتنگ بلند کیجن کلس سبوچہ طلائی
امرت آب حیات بھونگ مار سیاہ حاصل دوہا موے سر معشوقہ
کھلے ہوئے دونوں پستان پر اونچے پڑے ہین گویا مار سیاہ سبوچہ طلاسے
آب حیات پیتے ہین ؛

دوہا ایضاً

چُھپ تراین جہر نِس مانگ بنک گج راہ

بدن چند دن دیکھت اِم کر بھولو ساہ

چھپ گل تراین ستارہ چھر پارچہ چونری برنگ سیاہ نس شب گج راہ
کہکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن مین رات کو ثابت
کرتے ہین کہ معشوقہ پارچہ چونری سیاہ گلدار سفید جو پہنے ہوئے ہے اوسکے گلہا
کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی و صفائی کو کہکشان
اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن مین رات دیکھکر شاہ متعجب
وخود فراموش ہوگیا ؛

دوہا ایضاً در صفت موے سر

اِل مالا بپنن گین اِہ کُل دُری پتار

مرگ مد کرنن کو چھولی برن پاس تو یار

ال مالا زنبور ہاے سیاہ بپنن جمع صحرا اہ کل اقسام مار ہاے سیاہ
دری پوشیدہ ہوئی پتار زیرزمین مرگ مد مشک کرنن ہر دو گوش
برن پاس مراد کمند بے خطا حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر

سوال از شیخ جَل تھن بیراگ رپ ہاری باہن سوُئے
چنّپا دِی پر ہٹائے یہہ جُو ر ئے تہاری ہُوئے

جل تھن سد آب مراد از مسک بیراگ رپ خواب ہاری دور کرنے والی ربّی رائے باہن سواری حاصل دوہا شیخ نے یہہ دوہا لکھکر اندر مکان کے چنپا کے پاس بھیجا کہ جو شے مسک و دشمن خواب اور میری سواری ہے اگر تیری رائے مین مناسب ہو تو بھیجد و مراد افیون طلب کی ہے

رُوپ گنواون جگ ہسن تجیے کام کی کہاد

جواب از چنپا ہُون تہہ پوچھوُن ساہ یہہ کہان بساہے بیاد
روپ گنواون خراب کنندہ حسن جگ ہسن باعث خندہ خلق تجی کام کی کہاد قاطع شہوت بساہے خرید کی بیادہ بلا و مارضہ حاصل دوہا چنپا نے افیون بھیجدی اور لکھا کہ یہہ بلا خراب کنندہ حسن و باعث خندہ خلایق و قاطع شہوت آپ نے کہان سے خرید فرمائی ہے

دوہا شیخ شاہ محمد

کہپ درشٹ ادر کنج من سہج پر لوانت
بہر کی ہوی کہت سنچری تب بہنتی بہگونت

دوہا ایضاً

کچ چھوٹی تیہ سیس شون بب کچ رہی آتنگ
مانو کچن کلس تین امرت پیت بہونگ

وفات بجی نزدیک ہم آمد ۱۱۲۵

گذر گئی اور اطمینان نہوا اور جسکو اطمینان ہوا وہ گنگ ہوگیا بمصداق اینکہ مصرعہ
آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

دوہا ایضاً

تو مکھہ پانپ امیہ ندہ دیکھت نیت نہ کات

نینن بچتر اکھت بب پیوت ہون نہ اگھات

پانپ امیہ آبحیات ندہ دریا نہ کات خارج از بیان بچتر عجیب اکھت خارج از بیان بب دونون حاصل دوہا تیرے چہرہ کی خوبی دریاے آبحیات ہے کہ صفت اوسکی خارج از بیان و متعلق بہ معائنہ ہے علےٰ ہذا القیاس دونون آنکھون عجیب سیری کی یہی صفت نہین ہو سکتی کہ شب و روز اوس آبحیات کو نوش کرتی ہین اور سیر نہین ہوتین ؁

دوہا ایضاً

پیر یتم نینن ترنگ چڈہ چہا نہہ جو میلت آئی

من پارا گھٹ کوپ تین ابھر ڈہون دس جائی

پریتم معشوق نین آنکھین ترنگ اسپ میلت ڈالتا ہے من دل پارا سیماب گھٹ کوپ چاہ دل حاصل دوہا ایک چاہ ہے کہ جسمین سیماب رہتا ہے وہان کے باشندہ کسی تاریخ معینہ پر ایک نازنین کو اسپ پر سوار کر کے اوس چاہ پر لیجاتے ہین وہ نازنین اسپ سوارہ اوس چاہ مین اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانکتی ہے بمجرد اوسکے دیکھنے کے چاہ سے سیماب جوش زن ہوکر نہایت تیزی سے اوسکا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

کمند بے خطا ہین کہ بخوف اوسکے زنبور ہاے سیاہ صحرا کو فرار ہوئے اور اقسام مار ہا زیر زمین پوشیدہ ہوئین اور رستک کو حلقہ بگوش کر رکہا ہے

دوہا ایضاً

تِل بنکٹ بھر کُٹی بِلَن سُو سُو بَہا جَیَہ جَاگ

آدہر دہنک مَنوُن نِرکہہ کی پانک پَسارت کاک

تل بنکٹ خال کج بھرکُٹی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش آیند دل ہے ادہر لب دہنک کمان نرکہہ دیکہکر پانک بازو پر پسارت کہولتا ہے کاک زاغ حاصل دوہا نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف سے باہم ملنا اور بالاے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلکو نہایت خوش آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکہکر زاغ خوف زدہ ہر دو بازو اپنے بہ ارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زاغ و ہر دو ابرو مراد از ہر دو بازوے زاغ و لب مراد از کمان

دوہا ایضاً

میٹ میٹ بِدرہ بِدرہ سُچِت تو مُکہہ اُپمان لِکھ

جگ بِیتی نِہچِت کرت نِہچِت بہیو سو مُکھ

میٹ میٹ مٹا مٹا کر بدرہ بدرہ طرح طرح سچت اطمینان خاطر اوپمان مثال لکہ لکہا جگ زمانہ دراز نہچت یقین و اطمینان مکہ گنگ حاصل دوہا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے باطمینان خاطر طرح طرح سے لکہکر مٹا مٹا کر پہر لکہا اور نقل مطابق اصل مین اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

کہ چارپائی پر پڑے ہوئے یعنے حالت پیری آگئی اور علاوہ اسکے مہاجرت بہی ہے

دوہا چنپا

ناہن ساہ بسارئیے یہہ ادہار جیوت

ہم کمدن تم سردسس کرپا کرن سوت

ادہار اسید جیوت زندہ ہون کمدن نیلوفر سردسس ماہتاب موسم سرما حاصل دوہا اے شاہ محمد مجھکو فراموش مت کرو مین اس اسید سے زندہ ہون کہ تم مثل ماہتاب موسم سرما کے ہوا در مین مثل گل نیلوفر کے پس مجھ پر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرما نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور گل ہاے نیلوفر کو شگفتہ و شاداب کرتا ہے ؀

دوہا ایضاً

برہ اوساس جرت اب تیہ کمت بن ناہنہ

منون سراوت تن تپت پرت جائی وہ ماہنہ

برہ فراق اوساس دم گرم کمت آزاد جن ناہنہ غیبت شوہر مین منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ تالاب حاصل دوہا غیبت شوہر مین آزاد عورت غلیان مہاجرت سے دم بدم دم گرم کہینچ کر جلتی ہے مگر وہ دم گرم کا کھینچنا اور جلنا اوسکا اوسکو ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب مین غوطہ زن ہوکر فی الجملہ تسکین پاوے ؀

سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک بن سید علاء الدین

خیز کرکے جان بر ہوتی ہے ورنہ سیماب اوسکو مع اسپ جاہ مین لیجا کر غرق
کر لیتا ہے اور سیماب دوسہ کروہ حد معینہ تک اوسکا تعاقب کرتا ہے راہ مین
مردمان وہان کے اکثر مغاک کھود دیتے ہین اون مغاکون مین جا بجا پارہ
بھر رہتا ہے اوسکو وہ لوگ لیکر فروخت کرکے اپنی شکم پروری کرتے ہین -
شیخ شاہ محمد کہتے ہین کہ معشوقہ کی آنکھین کہ سوار شدہ اسپ شوخی ہین جسوقت
میری طرف دیکھتے ہین چاہ جسم سے دل بیقرار ہوکر مثل سیماب دونون آنکھون
معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ اونکو گرفتار کرے +

دوہا ایضاً

مِرگ نَینی مِرگ رَاج کَٹ مِرگ بَاہن مُکھ جَاہ

مِرگ اَنگ مِرگمد تِلک مِرگ رِیجھت سَرمَاہ

مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کت یوزکمر مرگ باہن مکھہ
ماہ رو جاہ ہی جسکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مد تلک قشقہ مشک مرگ
ریجھت آہو فریب سرتاہ تیر ہے جسکا حاصل دوہا آہو چشم یوزکمر
ماہ چہرہ نازک اندام مشک کا قشقہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جسکی تیر نگاہ
کا کشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہی مین لطف رعایت لفظی ہے +

دوہا از چنپا

ساہا اِکدن یون ہتے چتون کہنچل کاس

بہیو کہٹولن کو سمی ایک ایک نہہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تہے کہ نظر آسمان پر تھی یا ایک وقت یہ ہے

جانی نجات جننی جلی جات چہپی نہہ بات سگندہن تورین ✦

ہاتہہ لین سرچجن کون کیو سر بچ پر پنجہہ نور ین ✦

کبت نین برنن یعنے دربیان چشم

کاری کجراری انیاری جگ موہنی کو تن بیچ تاری ات ترل تریری ہین

جیسی مین ساوک جاوک جل پہرین پہر کین سو کیسہو من ریت نہ گہیری ہین

لال مدنہا یک جو میرو من موہنی کو نپ پجری پجرہ رہت نہ ہیری ہین

سالو کی سدہار سو بہاہا دہکار ایسی ین کی کہلونان نین پیاری ہری ہین

کجراری سرمہ آلود انیاری نوک دار تاری مردمک چشم ترل تیز و

خوبصورت تریری کج و متحرک مین ساوک بچہ ماہی جاوک رنگ سرخ

مہاور پٹ پنجر نقاب پنجر قفس سالو دوپٹہ ریشمی مین معنی کام یعنی حسن مجسم

حاصل دو ہا چشم سیاہ سرمہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض سرخ

مین مردمک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ مین

بشوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدہنا یک شاعر کا یہہ بیان ہے کہ قفس نقاب

مین بہی باز نہین آتی میری طرف دیکہتی اور دلکو فریفتہ کرتی ہین مزید بران

دو پٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنبہال ہین جو خوبی ہے اوسکا بیان نہین

ہوسکتا بہرحال اے نازنین تیری آنکہین حسن مجسم کا بازیچہ ہین ✦

کبت چکہہ برنن گہونگہٹ مین دربیان چشم اندر نقاب

بن سید حمزه بلگرامی قدس سره شهرهٔ روزگار و در موسیقی هندی یگانهٔ ادوار
بود در صحبت نکته سنجی و لطیفه گوی میر مجلسی با و مسلم می شد طبع شریفش بعلوم
هندی مائل گشت و در شهر بنارس کتب سنسکرت و بهاکا کسب نمود و مهارتے
عظیم پیدا کرد و در موسیقی هندی از علم ناد و تال و سنگیت ساز یکتائی نواخت
و محقق این فن و نایک وقت شد و دو کتاب تصنیف کرد یکے ناد چندرکا دوم
مدہنایک سنگار نقشہاے او مشهور است خواندن او کیفیتے داشت بعض
اوقات وحوش باستماع آن در مقام مستی و حیرت فرومیماندند تا به انسان
چه رسد سید را با هندو دخترے سندر نام عشق بهم رسید دختر نیز بجذب
عشق کامل دل از دست داد سید معشوقه را گرفته به شاه آباد برد و زیور
اسلام پوشانیده در حبالهٔ نکاح آورد غره رمضان سنه یکهزار و نود و نه
به گلگشت روضهٔ رضوان خرامید چند کبت از وے رحم بقلم می آید ؛

کبت سکیا برنن

سنگ لاگی ڈولت مکر سرسا کرن چتون پان کو چرہر کا ہو چتو ؛
للت رسن دیٹ بولت کلت دنت اکیدہ بسن ادہرن ہت ہتو
اوکت ہوت نہ سر یہ کنتی سارے چہیر کنت مکہہ کہٹا کوکس کہو کہہ ہتو ؛
روس ہون سورس ال سنپت ملن حسین دلیس مکہہ دیکہہ کساکاتنی رتو

کبت سکلا اہار کا

چندرا او دی چلی چند مکہی تن گورہ چندن کہورن کہورین ؛
دو مد جوت بری چت جو نہہ نانون بالی ینکہہ کو رین ؛

مدہ کھی سار ہر لینھون کرتار سب تاہی کی سنواری بہا مان کا بہہ کی بلاس کی

تا دن تین چھاتی چھید پری ہین چھپا کر کی وار پار دیکھیت ملتا اکاس کی
مرکنک انک صورت آہو بہوتل زمین کالمان سیاہی کلنک عیب
انیاس بلا تکلف مدہ مدہنا یک شاعر سار خلاصہ کرتار خالق بہا مان
عورت چھپا کر ماہتاب نیلتا سیاہی حاصل دوہا داغ سیاہ ماہتاب
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ اراب سواری ماہتاب مین جو آہوے سیاہ ہین
یہہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ماہتاب پر پڑتا ہے
یہہ اوسکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ماہتاب فاسق و فاجر ہے یہہ اوس
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ماہتاب
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مہ لقا کہ جسکو شعراے ہندی ضرب المثل خوبی
و خوبصورتی بہ کلام خود کیا کرتے ہین خلق کیا اور بوجہہ نکل جانے خلاصہ نور
کے ماہتاب کے اندر سوراخ ہوگیا ہے اسواسطے سیاہی آسمان کی کہ جو
ماہتاب سے بالاتر ہے براہ سوراخ نظر آتی ہے +

دیوان سید رحمت اللّٰہ بن سید نصیر الدین بلگرامی محاسب قمان
بود و بہ منصب دو صدی و جاگیر از محال سائی پور سرفراز در تسلیم پور سیزدہم
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و ہیجدہ بہ رحمت حق پیوست در ہندی اوستاد
عصر بود در ایام حکومت جاجمؤ باد فروشی از تلامذہ چنتامن شاعر مشہور ہندی
آوازہ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دوہا اینا الکہ
از منظومات اوستاد خود خواند سید دران دخل فرمود و سے آنرا مسلم داشت
و پیش اوستاد رفت و دخل مذکور نقل کرد وسے ہم اعتراف نمود دوہا این است +

جو چتر آنن چیت چڈہے نہ بدہی بُدہ بیدن گرنتہہ نہ گائی ؛

بہار تہی بہوری کرِی بہرین جب جوگن جوگ اتہیہ گنائی

جو کہہ جوت جگی نہ تہکی مدہنایک کہو نکہت چینچل تائی ؛

جہین دو کول چہبی جہلکی اچھہ براجت اچّہ رہائی

چتر آنن مراد جبرئیل علیہ السلام بدہی ترکیب وصورت بُدہ عقلا وفضلا بیدن کتب سماوی گرنتہہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ بہار تہی گویائی جب سبحہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوگ مرتاض مدہنایک نام مصنف چینچل تائی شوخی جہین باریک دو کول دوپٹہ ریشمی چہبی خوبی اچھہ بےمثل اچھہ چشم حاصل دوبالا تیری آنکہین جیسی اندر نقاب کے خوشنما ہین اونکی خوبی خیال ملایک مین نہین آتی اور نہ کتب سماوی مین انتہاے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود رفتہ ہوکر سرگردان ہے اور مرتاضون نے سبحہ گردانی و ریاضت سے بہی برتر خوبی وصفت اونکی بیان کی مدہنایک کہتا ہے کہ وہ آنکہین چہرہ منور پر ایسی نورفشان ہین کہ حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہین ہوسکتی بلکہ باریک نقاب مین ایسی خوبی دوبالا وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ؛

کبت چند کی سامتا برنن یعنی دربیان داغ سیاہ ماہتاب

کوئی کہے چند کی مرکنک انک دیکہیت کوئی کہی چہایا چہت بہوتل پرکاس کی ؛

کوئی کہی اندہکار پیوہی سو دیکہیت کوئی کہی کالمان کلنک انیاس کی ؛

ساج آراستہ اک چمک ایک طور پر گھن گھمک گردون شگاف دند بھن نقارہ ہاے ترنگ کھر سم سمند بھو تل زمین بیرتیہ عورات دشمنان جلپای بہ آواز بلند واستبداد ناہ شوہر حاصل دوہا اے سید رحمت اللہ تم جسوقت بغرور بہادری اظہار جوانمردی خود کرکے فوج گران اسپان وفیلان قوی ہیکل سے لیکر مثل شیر ژیان یورش کرتے ہو آواز مجموعی نقارہ ہاے وغیرہ سے گردون اور سم اسپان کی ٹھوکر سے زمین ہلتی دیکھ کرا در ہر چار سو سے غوغاے فوج سنکر عورات دشمنان ترسان ولرزان باہم کہتی ہین کہ اے عورات شوہردار واپنے اپنے شوہرون سے بہ آواز بلند واستبداد کہو کہ یہہ سید رحمت اللہ تم سبھون کا سردار ہے دوسرے یہہ کہ جلد سید رحمت اللہ کی امان مین آجاؤ ۞

دوہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کری کھری سرس سکمار

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کھری زیادہ سرس خوبصورت سکمار نازک لوٹن ہاری تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری غلطان بار موے سر حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ ودراز وخوبصورت ونازک زیادہ وغلطیدہ تاراج کنندہ خلق ہین ۞

دوہا

شوبھت بینی پیٹھہ پر جھینی پٹ کی بہائی

لوٹت ناگن کنول دل انگ پراگ لگائی

دوہا

ہیو ہرت اُرہ کرت ات چنتامن چت چین

وا مرگ نینی کی لکھی واہی کے سے نین

یعنی دل ہی لیتے ہین اور دیتے ہین چنتامن کے دل کو قرار اوس آہو چشم کی آنکھین اوسی کی مثل ہین نے دیکھین یعنے عدیم النظیر ہین انتبیا النکار کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دوہا مین سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا کہ اس صفت مین مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی مین مشابہت چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہہ لفظ خلاف ہے چنتامن نے تسلیم کیا اور بجاے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنایا سندر کے معنی زن مہ لقا و نازنین کے ہین مصرعہ یہہ ہے

وا سندر کی ہین لکھی واہی کیسی نین

کبت چنتامن درصفت شجاعت سید رحمت اللہ

گرب گہہ سنگھہ جیون سبل گل گاج من پربل گج باج دل ساج دہلا یو

بجت اک جمک گہن گھمک دُندبھن کی ترنگ گہر دہمک بھوتل ہلا یو

بیر تہہ کہت یہہ کنپ ڈر جورسن سین لو شور جہون اور چہا یو

کہو جلیبای نج ناہ سناہ یہہ رحمت اللہ سر ناہ آیو

گرب غرور سنگھہ شیر ژیان سبل صاحب طاقت گل گاج اظہار جوانمردی وغیرہ پربل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

آن اور سب بان تیر نینن بان تیر نگاہ سمان برابر سالت سوراخ کنندہ بیدہت دوزندہ حاصل دوہا اور سب کہتے ہین کہ تیر نگاہ تیر کی برابر ہے یہہ بات درست نہین کیونکہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب سوراخ کرتا ہے اور تیر نگاہ بجرد معائینہ جگر و دل مین سوراخ کر دیتا ہے ÷

ہوئی ترچھی ترچھی تکو بہتو بہامنی بھیر

جہہ چبون چت مون گڈی کاڈہت بادہت پیر

ترچھی کج ترچھی تکو نظر کج سے دیکہا بہتو مجمع بہامنی عورت کاڈہت نکالتی حاصل دوہا تول نایک کا سکہی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات کے درمیان سے مجھکو کج ہوکر بنظر کج دیکہا اوسکی نظر ایسی میرے دل مین چبہی ہے کہ اوسکے نکالنے سے میرے دلمین درد ہوتا ہے ÷

دوہا

سندر مکہہ چو کا چمک اوپان گو برنی نہ

آنند مندر مین جڑی ہیرا جڑہ پائین

مکہہ چو کا سلک دندان اوپان تعریف و تمثیل آنند مندر خانہ خوشی جڑیا مرصع ساز مین حسن مجسم حاصل دوہا خوشنما سلک دندان کی چمک خارج از بیان و مثال ہے گویا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے مرصع کیا ہے ÷

دوہا

بینی چوٹی جھنی باریک پٹ بار جیہ کنول دل برگ گل نیلوفر سرخ پر اگ
خاک گل حاصل دوہا چوٹی پشت پر دراز پڑی ہوئی باریک دوپٹہ
کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ناگن خاک گل جسم مین ملکر برگ گل نیلوفر سرخ پر
لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک گل مراد از دوپٹہ باریک برگ گل نیلوفر
سرخ مراد از پشت ÷

دوہا

مانگ سُہاگ بہری اَلی بب پاٹی جہب چہائے

سیام سُون گھنسیام مین چپلا لیک لکھائے

الی مصاحبہ بب دونو سیام مراد خوبصورت گھن سیام ابر سیاہ
چپلا برق لیک خط حاصل دوہا دونون پٹی موے سیاہ کی
درمیان مین مانگ کہ جسمین ابرق گلال بہرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی
ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ مین بجلی چمکتی ہو +

بہونہہ کمانہہ تانِ کی کتِ تکیت انکھائے

گڈہ مَن سُوتنِ تور کی تہار دپار وبلائے

تکیت دیکھتی ہے انکھاسے آزردہ ہوکر گڈہ قلعہ تہار و تیرا
حاصل دوہا اب کمان ابرو کو کہینچ کر کیون آزردہ ہوکر دیکھتی ہے
تونے زنان انباغ کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلوب کو پالیا ÷ دوہا
آنِ بانَ کو کہتِ ہین نینن بان سُمان
دئی لاگت سالت جُو یہہ دیکھیت بید بہت پران

کی بجز اسکے اور خیال مین نہین آتی کہ سر غنچہ ہاے گل نیلوفر سرخ پر عروسک
تاج سر ہون ؛

دوہا

چھلا چھیلی چھانگین بب چھب مِل اِک ساتھہ

چھلت چھیل ہنکو کرت چھلا کلا کی ہاتھہ

چھیلی خوبصورت چھانگین خنصر بب دونو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل
مرد رنگین طبع خوش وضع کلا قدرت وشعاع حاصل دوہا چھلا اور خوبصورت
انگشت خنصر آن دونون کی خوبی متفق ہوکر فریفتہ کرتی ہے مرد رنگین طبع کو
اور اوسکے دل کو لیتی ہے ہاتھہ مین اپنی قدرت وخوبی سے ؛

دوہا

اودر لست رُوماولی سوسن موہن بھانت

مانو سبرن پان پر کام منتر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی یعنی موے نرم شکم موہن فریبندہ
بھانت طرح سبرن طلا کام منتر عمل حب پانت سطر حاصل دوہا
نازنین کی شکم پر سیلی موے نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان
طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی موے نرم مراد از سطر عمل
حب اور یہہ عمل اکثر پان پر لکھا جاتا ہے ؛

ناہیہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکھہ چاڈہ

ٹھٹکی دیکھہ میور گرلی کچ گرکی کراڈہ

کرِ اُچائی جمھائی تیہ دھاری بُھج تیہ بہائی

مَنو چپلا دُدی چمک ہُوئی گری بھوم پرآئی

کر ہاتھ اُچائی بلندکرکے جمھائی خمیازہ کنان بھج ہاتھ بہہ بہای اسطرحسے چپلا برق بھوم زمین حاصل دوہا انگڑائی لیتے ہوئے جو دونون ہاتھ اپنے نازنین نے اونچے کرکے یکایک نیچے کیے تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا دو برق چمک کر زمین پر گرین ॥

دوہا

سُو برن رنگ مہدی رچو چپلا جڑا اُو سا ہتھ

ہاتھی دیئے ساتھی کیو موہن من اُون ہاتھ

سو برن طلا جڑا اُو مرصع موہن فریفتہ کننده حاصل دوہا توں سکھی کا سکھی سے کہ دست حنا مالیده جو مثل رنگ طلا ہے اور چھلہ مرصع زیادہ اوسمین خوشنما ہے وہ دست حنا بستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکھلا کر اوسکا دل فریفتہ کرکے اس نے اپنے ہاتھ مین لے لیا ॥

دوہا

اُو بیان سُندر نکھن کی من آدی نہین اُور

ایند مد ہُوا رنید کی کلن بہین سر مُور

او یان نظیر نکھن ناخن ہا ایند مد ہو جسم خروس ارنید گل مثلوز سرخ کلن غنچہ سر مور تاج سر حاصل دوہا مثال ناخن ہا سے خوبصورت

رِپیئہ تِیئہ رَتِ بِپَرِیتِ کُو یُکَ گہہ کَرِ مَنہُسارَ

ہَنْتِ ہَنسَتِ مُستَہَراتِ دِرِگَنْ لَلچاوتِ رِجھوارَ

رت بپریت جماع. بر عکس منہار خوشامد ستہرات درگ جنبش چشم از شرم رجھوار طالب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ کے قدم پکڑکر خوشامد کرتا ہے کہ تو بطور مرد صحبت کر اور وہ انکار کرتی ہے اور ہنستی ہے اور آنکھونکو شرم سے نیچا اونچا کرکر طالب کے دلکو زیادہ تر اپنی طرف مائل کرتی ہے ؛

جُھجِ اَچائی انگڑائی پُنِ ہیم جَنائی جُھائے

چَٹ پَٹ ہرہرنی کُٹی ٹھگ لاڈُو دِکھرائے

چٹ پٹ بہت جلد ہرہرنی یوز کی شرمندہ کرنیوالے کُٹی کمر حاصل دوہا دونون ہاتھہ اوٹھاکر خمیازہ و فازہ سے اظہار محبت کرکے بہت جلد نازک کمر والی نے ٹھگ لیا لڈو پستان دکھلاکر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈو زہر آلود اپنے پاس رکھتے ہین اور بر وقت موقع مسافر کو کھلاکر اوسکو مارتے ہین

ہَرِ مُرِلی ہَرکی لئے دَہَری اُرُوج بِنِینَ

رَاگ رَنگی پَرِبِین تِیئہ کَرِی ہِیَ پَرِبِینَ

ہر چھین لی مرلی نئی معروف اروج پستان بنین نو پربین ہمہ دان بین مراد از مرلی حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

نا بھ نات کوپ چاہ کنول مکھ گلر د چاڑہ چڑہکر ٹھٹ کی ٹھہری
سیو رگر گردن طاؤسی کچ گر کوہ پستان کر اڑہ کنارہ مراد مقام پناہ حاصل دوہا
چاہ ناف سے ناگن سیلی سوے نے نکلکر قصد چڑھنے چہرہ ہمچو گل کا کیا مگر گردن
طاؤسی دیکھکر ڈری اور گوشۂ کوہ پستان مین جاے پناہ سمجھکر ٹھہری ✤

گوری بھوری گوری تھوری بیس سُہائی

بھوری بھوری بات سُون چورت من کو آئی

گوری زن مطلقا بھوری بھولی گوری صبیح رنگ تھوری بیس
کم عمر سُہائی خوبصورت چورت چوراتی ہے حاصل دوہا معشوقہ
بھولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی بھولی باتون سے
میرے دلکو چوراتی ہے اگر ✤

دوہا

لست سیت پچھتور یا انگ کیسری رنگ

گنک بیل سی جھلملی بال چاندنی سنگ

لست خوشنما سیت سفید پچھتوریا ساری انگ جسم کیسری
رنگ بزنگ زعفران کنک بیل بیل طلائی جھلملی چمکتی ہے بال حورت
چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دوہا نازنین کے جسم زعفرانی
پر دوپٹہ سفید زرکار ایسا خوشنما ہے کہ گویا بیل طلائی شب ماہ مین
نور انگن ہو ✤

دوہا

غصہ دروغ کا اظہار کر کر بے وجہہ دل شوہر کو مخوف کرتی ہے نئے طور کی بے لطفی سے ؎

گھٹ لئے گھاٹ چلی آلی نٹ کی سنگھہ ہوت

گھٹ کی پٹ کی سدہ گھٹی سکی لکھہ کی جوت

گھٹ سبوچہ پٹ پارچہ دوپٹہ مٹکی بڑہی حاصل دوہا نایکا دریا پر سبوچہ لیکر پانی بھرنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوچہ اور دوپٹہ کی سدہ جاتی رہی الافرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑہ گئی ؎

للن چلن کی نام سن گری گہوم کی بہوم

پیارین پیاری لکھہ پیا پران دی مکھہ چوم

بہوم زمین للن شوہر پران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب کا جانا سفر مین سنکر غش کہاکر زمین پر گری طالب نے بھی جوش محبت سے اوسکا منہہ چوم کر جان دیدی ؎

پھاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پران ایس

کہوری ہوری لپٹ سنگ کہہ ہین پران ایس

ماس ماہ پران ایس مالک جان کہوری بدبخت اسمین دیا حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک دل و جان اگر تم ماہ پھاگن نہ آؤگے تو اس بدبخت کی جان شعلۂ ہولی سے ملکر تمکو بد دعاے خیر یاد کریگی خلاصہ یہہ کہ اگر تم نہ آؤگے تو مین بھی ہولی کے

کی مُرلی چھین کر سینہ پر چھپائی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ مین کامل فن تھی لہذا اوسکو اپنے دل مین جگہہ دی ؛

کھیلتِ بہاگ ہُلاس سُون بہاگ بھری لکھہ مانہہ

مُوٹھی ڈار گُلال کی مَن کیو مُوٹھی مانہہ

ہلاس خوشی بہاگ بھری نیک بخت حاصل دوہا زن نیک بخت خوشی سے ہولی کھیل رہی تھی کہ اپنے شوہر کو دیکھکر ایک مٹھی گلال کی اوسپر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی مین لے لیا ؛

جُھک جُھک کھیلت ہی لَلی جھومر سکھن سماج

جُھوم جُھوم مَن جگت کی پرت پگن پر آج

للی زن کم سن جھومر ایک کھیل ہے کہ عورات جھک جھک کر گاتی اور باہم کھیلتی ہین پگن پر قدمون پر حاصل دوہا زن نوعمر کھیلتی ہے بعائینہ خوبی ایک عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدمون پر آ گرتا ہے ؛

دوہا

بھونہہ چڑھائے جنائے رِس جھونٹہہ مان جنائے

انہت ہی بیٹھے مَن ہتو اُٹھن اٹھہ بنائے

مان غصہ و اظہار آزردگی انہت بلا وجہ ہتو مخوف اُٹھن نیا انہیہ آزردگی حاصل دوہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑھا کر آزردگی

نند شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل سا صاحب مروت اور نیک دنیا مین دوسرا نہوا ہے نہوگا میر عبد الجلیل بلگرامی جدّ مادری میر آزاد رحمہ است ترجمہ شریف او در کتب میر آزاد و تذکرہاے آن والا نژاد مرقوم است وشہرت فضائل وکمالات او مغنی ست از تحریر حالات رتبہ عالیش ازان برترست کہ بترہات شاعری سیما منظومات ہندی لب کشاید وزبان محتاط را بگفتگوے دور از کار آلاید لیکن احیانا اگر تفسیدہ جگری التماس معالجہ می کرد بنا بر جامعیت فنون تباشیری از ہندی می بر آورد از منظومات عالی کمہ سکہ است واین چند گل ازان چمن چیدہ می شود

بروا چھند

الہ نام پوتھی پر لکی انہہ بھائے

جیون جڑائی کو ٹیکو بھال سُہائے

اللہ کا نام آغاز کتاب مین ایسا زیب دیتا ہے کہ جسطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر خوشنما ہوتا ہے

کیس پاس کی پہانس پہانسو لوگ

ایک سیام تم آو بری الک سنجوگ

کیس ہوے پاس کمند الک جو نظر نہ آوے وہم زلف حاصل دونا کمند زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہہ سے کہ تمہارا دیکھنا خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہہ کہ جس زلف نے تمام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہین ہو

پہلواری گھونگھٹ کی پاتین جات

ہی سمن باس بن چہانین نہین سہات

ساتھہ جلون گی ؛

کہہ کہہ اوٹھت جری جری گھری وہ بال

چلکے نیک بلو کی انہین ہت کو ہال ؛

بال عورت نیک جلد ہت محبت حاصل دوہا مصاحبہ مطلوبہ طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کا رکھتی ہے ہر ساعت جلی جلی کہہ کہہ اوٹھتی ہے اسلیئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو ؛

کہت سیس کر دہر سنون سیام بام پرانیس ؛

کنٹھ نکٹ سانسک رہی سو وکرت اسیس

سیس سر کر ہاتہہ بام عورت پرانیس مالک جان کنٹھہ گلو نکٹ نزدیک سانسک دم کو جیکا اسیس نابود حاصل دوہا مطلقہ اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل وجان مین اپنا سر ہاتہہ پر رکھکر یعنی آمادۂ مرگ ہو کر کہتی ہون کہ ایک دم واپسین اب گلو مین باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب تاب انتظار نہین بہت جلد آیئے ؛

دوہا مصر دو اکرین مصرہ ہندی در صفت میر عبد الجلیل بلگرامی

ہوا نہ ہے آدر ہوئے گا ایسو کہین جو سیل

جیسو احمد نند جگ ہوئی گیو میر جلیل

سو سیل صاحب مروت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دوہا

سَنکھہ نَا بِہہ جِیُو مُورِی دُہُون کیا کھوئی
کرَی اِک جھَان بِجھر بُومِت تھان ہُوئی

نکھن جھلک مِہدی سَنگ یُون دُت دِین
چُنِیں لال ہین جیسِیں ڈاک نَو ہین

چنین لال یاقوت سرخ حاصل دو ہا ناخن ہاے حنابستہ کی چمکیلون خوشنما ہے کہ جیسے نگین یاقوت خوش رنگ مین ڈاک نو خوشنما ہو ناخن مراد از یاقوت خوش رنگ و حنا مراد از ڈاک نو ❊

بِہاو نَابِہہ کی سَر کُو کہُو نِجبات
کنول کلی لُو مُندِی بَہلی یہہ بَات

بہاو کیفیت نابِہہ ناف سر تالاب مُندی سربستہ حاصل دو ہا صفت چاہ ناف کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ❊

بینی پیٹھہ دُو دِل مَتو جُو کین
لانبی چکلی بَاتن مَن ہرلین

بینی چوٹی پیٹھہ پشت متو مشورہ لامبی طویل چکلی ہمن حاصل دو ہا چوٹی اور پیٹھہ نے باہم مشورہ کرکے لمبی چوڑی باتون سے دلکو فریفتہ کرلیا مراد چوٹی کی خوبی درازی اور پشت کی خوبی پہنائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

چمن مین نقاب ڈالکر جانیکا سبب یہہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے ہوئے
خوش نہین آتی ہے ۵

برقع بہ رخ افگندہ بُرد ناز بباغش تا نکہتِ گل بیختہ آید بہ دماغش

وَاکپوَل نِرَل تین دَرپن ہَار
پَرَت انتَ جہونٹہی کی مُکہہ مین چہار

کپول رخسار نرمل صاف انت انجام چہار خاک حاصل دو ہا اوس رخسار
کے مقابلہ مین آئینہ اپنے دعوی صفائی سے ہار اظاہر ہے کہ انجام مین کاذب کے
منہہ مین خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے مجلّے کیا جاتا ہے

وَا تِل دیکہتِ نیترن بَاڈہت جُوت
تل روشنی
بڑہت چیکنون دیکہئے پلست کُوتِ
بچکنا خوشی ہوتی ہے

تل سے دغن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکہنے
سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظر مین لانے سے کرورون
خوشی حاصل ہوتی ہین

لکہہ کپوت وَا کریوان اتہہ ابہرام
ہُوئی تپت کر ڈاری سیری سیام

لکہہ دیکہکر کپوت کبوتر کریوان گردن اتہہ زیادہ ابہرام خوبصورت
تپت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دوہا دیکہکر
اوسکی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کرلیا؛

رجنی شب سجنی مصاحبہ باون روپ پاک صورت بہات گذرتی ہے
پیر تیم شوہر بچھری مفارقت پک پپیہا از قسم طیور حاصل دوہا اس
نائیکا کا شوہر سفر کو جانیوالا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہہ
رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گذری جاتی ہے اب مفارقت
شوہر مین حالت اپنے دلکی مثل پپیہا کے پاؤن گی کہ شب بیدار رہ کر پیو کہان
پیو کہان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے +

تو ناسا کی ڈاہ کی کیر لگی جیہ کونج

رہر کہنو ٹھونت کری کہی دیت ہی چونچ

توتری ناسا اک ڈاہ حسد کیر طوطا کونج زخم -

پیاری تیری چرن کی کہون کہان لو بہید

چھن بچھرت جاکی پری جہاوان چہاتی چہید

جہاوان خشتی گلی کہ جس سے پانون گھستے ہین حاصل دوہا اے
پیاری تیرے قدوم کے کہانتک بہید بیان کرون یعنی صفت کرون کہ ایک
لمحہ کی جدائی مین جہاوان کہ جو غیر ذی روح ہے اوسکا سینہ مشبک ہوگیا
سید غلام نبی ہمشیرہ زادۂ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در
قلمرو سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوعے پرداختہ
کہ سرکشان پایۂ تخت را یک قلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانان قدس
سرہ فن شعر ہندی از روے اخذ نمود از نتایج فکر اوست نکہہ سکہہ صدو ہفتاد
وہفت دوہاست کہ آنرا انگ درپن نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

مچھلی جنگھہ سون مومن آٹکو جاے

انت باندھیت گسنی کھنین لائے

جگل دونو جنگھہ ران انت انجام گنہی گنہگار کھنین ستون ہا

حاصل دوہا دونون رانو محبوبہ مین میرا دل مبتلا ہوا ہے انجام مین گنہگار ستون سے باندہا جاتا ہے

کنول سانجہہ مونددت نہین کوس سکورِ

واچرنن کو بندت انجل جورِ

کوس برگ گل انجل ہاتھہ جوڑنا حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ گل نیلوفر سرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سربستہ میر عبد الجلیل فرماتے ہین کہ یہہ گل بوقت شام اوس معشوق کے قدمونکو ہاتھہ جوڑکر بندگی کرتاہی سربستہ نہین ہوتا

دوہا ولہ

پہلواری جل نین سے سینچت لی لی باس

سوکہی روکہہ پلاس کو رت بسنت کی آس

روکہہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دوہا نایکا مہجور اپنے چمنستان وجود سے کو خشکی درشرمردگی باکرادسکو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے اورکیون نکرے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے +

پھولادرخت

رجنی سجنی سنگ یا دن روپ بہات

اب برتیم بچھری ہی یاون پک کی بہانت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا

دوہا اُرن مانگ پاٹی چھٹ برنن

تین مانگ نہہ اُرن کن مدن جگت کو مار

است بھری پر نی دہری رکت بھری تلوار

تین عورات ارن کن سیندور بدن کامدیو یعنی حُسن مجسم جگت مخلوق است سیاہ بھری سپر رکت بھری خون آلودہ حاصل دوہا فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حُسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پر شمشیر خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو پاٹی و شمشیر خون آلودہ مراد از مانگ سیندوری ؛

دوہا بھونہہ اینٹھ برنن

اینٹھن بھون اوترت دہنک یہہ اچگت کی تان

جیوں جیوں اینٹھت بھرو دہنک تیوں تیوں چڑہت ندان

دہنک کمان اچگت تعجب تان بات بھرو دہنک کمان ابرو ندان یقین حاصل دوہا کمان چڑہی ہوئی اینٹھنے سے اوتر جاتی ہے مگر جائے تعجب ہے کہ کمان ابرو جس قدر اینٹھتی ہے اوسی قدر چڑہتی ہے

دوہا کرن مکت برنن

مکت بہی گہر کہوئی کی بیٹھی کان جائے

اب گہر کہوت اور کو کیجے کہا اوپائے

دقیق وخیالات نازک عجب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر تمثیلات تام دارد درسلین تخلص سیکر دلین بمعنی محوست یعنی کسے کہ در رس محو باشد درا ینجا صد وبست وپنج دوہا از کلام او انتخاب زدہ وچند کبت چیدہ ثبت میشود

منگلا چرن دوہا

سُو پاوتِ یا جگت مین سرس نیہہ کو بہاے

جو تن من سے تلن لون بالن ہاتھہ لگاے

سرس زیادہ نیہہ عشق ومحبت تن جسم من دل تلن جمع تل بالن عورات حاصل دوہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے کہ جو جسم وجان سے مثل تلون کے بدست عورات بک جاوے یعنی مناسبت تل کی خوبی آرایش عورات مین داخل ہے دوم یہہ کہ - بالن خوشہ ہا کو بہی کہتے ہین اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہین اس صورت مین مراد یہہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورات مین محو ہوجاوے

دوہا جوڑا برنن

چندر مکھی جوڑ وجتی چت لینھون پہچان

سیس اوٹھایو ہی تمر سس کو پاچھو جان

چندر مکھی ماہ رو جوڑو جد چیتی دیکھکر سیس سر تمر تاریکی سس ماہتاب حاصل دوہا اوس ماہ رو کا جوڑا ہوے سر دیکھکر دل نے یقین کیا کہ یہہ جوڑا نہین ہے تاریکی نے سر اوٹھایا ہے ماہتاب کی پشت

رتیۂ کا جر کوُرین بڈہی کیۂ پوُرن کپ بجہہ

لکہیت کنہجن اچہہ کین بجہیہ الکہہ برتجہہ

بجہہ قول کہنجن صعوہ اچہہ چشم بجہہ دُم الکہہ جو نظر مین نہ آوے پر نسبجہہ ظاہر حاصل دوہا مطلوبہ نے دنبالہ چشم کا جرسے بڑہا کر قول شاعران کو پورا یعنے سچا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دُم جو نظر نہین آتی تہی آج ظاہر معلوم ہوتی ہے شاعران ہندی نے تشبیہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے +

دوہا نیترن کی لال ڈوری برنن

انجن کن دُورت نہین لوین لال ترنگ

کوُرن تک دُورن لگت توپربال کرنگ

چہاک چہاک تو ناک سُون یہہ پوچہت سب گانو

کی نو اسن ناس کی لیُو ناسکا نانو

چہاک چہاک آسودہ ہوہوکر نواسن قیام ناس عالم بالا ناسکا بینی حاصل دوہا آسودہ ہو ہوکر تیری بینی سے یہہ بات تمام شہر دریافت کرتا ہے کہ تونے عالم بالا مین قیام کرکے اور وہانکی خوبی کو حاصل کیا ہے اس واسطے کیا تیرا نام ناسکا مشہور عالم ہوا ہے +

تہٹنگ لٹکن نتہہ پاس لی پائے ناسکا ساتہہ

مار سرُوری جگت تیوٹنت ڈولت ہاتہہ

مکت مروارید تو تارک دنیا کا نن گوش وجنگل حاصل دوہا اے مروارید
تو اپنا گہر صدف کہو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور یہان بیٹھہ کر اب دوسرون
کے گہر کو کہوتا ہے یعنی دل ہر یک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کیجاوے
دوسرے یہہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جنگل ہوا ہے
اور یہان بیٹھکر بہی دوسرون کے گہر کہوتا ہے یعنی جو تجہہ سے ملتا ہے اوسکو
تارک دنیا کر دیتا ہے

تُرنگ دِیٹھہ آگین دَہرَن بَرنین دَل کے ساتہہ

تِیوُرِی لکہہ کہہ کی جَگتَ کیُو چہت سب ہاتہہ

ترنگ اسپ دیٹھہ نظر برنین مژگان تیوری چیتون جگت دنیا
حاصل دوہا مطلوبہ اسپ نظر آگے بڑہائے ہوئے اور لشکر مژگان
ساتہہ لئے ہوئے تیور دکہا کر چاہتی ہے کہ تمام دنیا کو اپنے قبضہ مین کرے +

کاجر برنن

رِی مَن ریت رَنجیترہ رَتیہ نَینَن کی چیتَ

بکہہ کاجر نج کہائی کی جیہ آورَن کی لیتَ

ریت طور بجیترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بکہہ زہر حاصل دوہا
اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہہ آنکہین کاجل کا
زہر کہا کر دوسرون کی جان لیتی ہین +

دوہا کاجر کورین برنن

مذکورہ صدر کے دو ہلال ہین ؂

مہدی برنن دوہا

بارہ منگل راس کی سوئی سب مل آئی

ابہی ہتہیرن دس نکہن مہدی بہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج ابہی ہردو ہتہیرن کف دست دس نکہن دہ ناخن حاصل دوہا دسون ناخن اور دونون کف دست حنا بستہ نہین ہین دوازدہ برج کے مریخ ملکر یکجا ہوگئے ہین مریخ جلاّد فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی حنا سے ہے ؂

سکمارتا برنن دوہا

لگت بات تاکو کہان جاکو سمجہہ گات

نیک سانس کی جہوک سے ہین پاس نہین ٹہرات

بات ہوا سمجہہ نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسطرح ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہین ٹہر سکتی ؂

رومادل برنن دوہا

امل اودر واسنگہرین رومادل کی بہیکہہ

پرگہٹ دیکہی سانس کی آواگون کی ریکہہ

امل صاف او در تسکم سنگہر خوبصورت روماول موے نرم نرم شکم

ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کر کر دولٹ ہا تہہ ہلاتا ہی ہاتہہ حاصل دوہا غارتگر لٹکن نے بہ اتفاق حلقۂ بینی کہ کمند گلوگیر ہے اور اعتبار بقیام جاے مستحکم بینی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا اور مروڑا تاہم تمنائے دلی کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ۔

پناری برنن دوہا

لَلِت پِنارِی کَلِت یُون لَسَت اَدہر سُکمار

مَنُو اِہی بَہاسَت پَر یُو چِنہہ اَنگُری بَہار

للت خوشنما پناری خلا درمیان لب بالا کلت خوبصورت اہی بہاشت یہہ معلوم ہوتا ہے چنہہ نشان انگری انگشت بہار بار حاصل دوہا یہہ خلائی خوشنما و خوبصورت کہ جو درمیان لب بالا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بوجہہ نزاکت لب نشان بار انگشت کا ہوگیا ہے ۔

ادہر برنن دوہا

تِیرَس دُتِیا دُوہن سَسِ اِیک رُوپ نِج ٹہان

بہور سانجہہ کہہ اَرُنی بہی اَدہر تو آن

تیرس تاریخ سیزدہم ماہ ہندی دتیا معنی دوج یعنی تاریخ دوم ہندی دوہن دونون سس ماہتاب بہور صبح سانجہہ شام ارنی سرخی ادہر لب حاصل دوہا تیرس ناقص النور اور دتیا زائد النور ان دونو شب کا ماہتاب ہلال ہوتا ہے اور روشنی اور سرخی بہی دونون ہلال کے ساوی ہوتی ہے لہذا شاعر کا بیان ہے کہ تیرے دونون لب نہین ہین دونون تاریخون

جنگھا برنن دوہا

سیس جٹا دہر مون گہ کہڑی رہین ایکپائی

ایتی تپ کدلی تیؤ لہین نہ جنگھہ سُبھائی

سیس سر جٹا موی سر مون خاموش گہ پکڑ کر تپ ریاضت کدلی درخت موز جنگھہ ران حاصل دوہا درخت کیلے نے سر پر بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکھے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے استادہ رہا باوجود اسقدر ریاضت ومحنت کے بہی تیری ران صفا کی برابری نہین کرسکتا ٭

پگ تل برنن دوہا

لکھہ پگ تل کی مرولتا کب برنت سکچا نہہ

من تین آوت جیبہہ لون مت چہالی پرجا نہہ

لکھہ دیکھکر پگ تل کف پا مرولتا نزاکت جیبہہ زبان حاصل دوہا اوسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف مین شاعر خوف زدہ اس امر کے ہین کہ دل سے تا زبان ذکر لاتے ہین بوجہہ نازکی مبادا پر آبلہ نہوجاوین پس بار تعریف کے متحمل کسطرح ہوسکتے ہین ٭

نکھہ برنن دوہا

دُوت واآوت نکھن کی بھنی گون کب الیس

پائی پرت چہت جاہ گو بہیو چند بیہ سیس

بھیکھہ صورت پر گھت ظاہر سانس دم اوا گون آمد رفت رکھیہ لکیر حاصل دوہا اوس شکم صاف و خوبصورت پر موے نرم نرم نہین ہین نفس کی آمد رفت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمد و رفت کی لکیر ہے ٭

دوہا پٹھہ کی نال برنن

نَہین بَنارِی پِیٹھہَ تو دِیکھُون دِیٹھہِ بِچارَ

دَہسکِ گئی بُہہ بہارتین بینی کِی سُکمارَ ٭

بناری نشیب درمیان پشت دیٹھہ نظر بہہ بہار بسیار بار ببتی چوٹی سکمار نازک حاصل دوہا تیری پشت پر نشیب جو درمیان مین مثل لکیر کے ہے وہ بناری نہین ہے نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پشت نازک تیری بار چوٹی سے دہسک گئی ہے ٭

کٹ برنن دوہا

سُنیت کٹِ سُچھمِ نپیتَ تکتِ نَدرِکھتِ نینَ

دِ یہہَ مدّہَ یوُن جانئی جیُون رَسنا مین بین

کٹ کمر سچھم نازک و باریک نپیت زیادہ تکت نظر کرنے سے دیہہ مدّہ درمیان جسم کے رسنا زبان بین گویائی حاصل دوہا سنتے ہین کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود معاینہ نظر نہین آتی پس جسم مین اوسکو ایسا سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح زبان مین گویائی ہے کہ ہے اور نظر نہین آتی ٭

دھرت نہ چوکی نگ جٹی یاتین اُرمین لائے
چھانہہ پری پر پرکہہ کی جن تیہ دھرم لبائے

دھرت نہ رکہتی نہین ہے چوکی نگ جٹی دگہدہگی مرصع اُرسینہ چھانہہ سایہ پر پرکہہ مردغیر جن مت تیہ دھرم عفلت زنان لنسا سے معدوم ہو حاصل دوہا تعویذ طلائی مرصع جواہر عورت پارسا سینہ پر اس وجہہ سے نہین پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مردغیر کا اس تعویذ پر پڑے اور میری عفت وپارسائی بوجہہ پڑنے سایہ مردغیر کے جاتی رہی •

النکرت جوبنا مگدہا دوہا

یون بالا جوبن جھلک اُرجن مین درسائے
جیون پرگٹت من کو بچن تیہ نیترن مین آئے

بالا عورت جوبن عنفوان جوانی ارجن پستان پرگہٹ ظاہر ہوتی ہین تیہ عورت حاصل دوہا زن کم عمر دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جسطرح منشاء دلی طرز نگاہ عورت سے بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے بقولیکہ مصرع ع سیمائے مردم آئینہ حال باطن است

نوجوبنا مگدہا دوہا

جیون تیہ تہہ بارسہت کلا جوبن سسرا دھکات
تیون سستا نس تم گہٹ جیب دوت پہیلت جات

سس ماہتاب سستا بیگی نس رات تم تاریکی حاصل دوہا

اوُرت روشن دوت چمک نکھن جمع ناخن بھنی بیان کرے کب الیس ملک الشعرا حاصل دوہا روشنی طلوع ہلال ناخن یا نایکا کی صفت کوئی ملک الشعرا بھی بیان نہین کرسکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ٭

سرب انگ برنن دوہا

مُکھ سسِ نرکھ چکورا ورتن پانپ لکھہ مین

پگ پنکج دیکھت بھوتر ہوت نین سم تین

مکھ چہرہ سسِ ماہتاب نرکھ دیکھ تن جسم پانپ دریا مین ماہی مگ قدم پنکج کنول حاصل دوہا ماہ چہرہ کو دیکھکر مثل چکور اور دریائی جسم کو دیکھکر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاے کو دیکھکر مثل بھنوری آنکھین تینوں طرح پر ہوجاتی ہین ٭

ازرس پربودہ پریت بہاو دوہا

توہت تو ترینہہ کو ابچھو ہر ہیہ آئے

سرت سلل سینچت رہت سہل ہو نکی جائے

تو تیری ہت محبت نو تر نیا درخت نیہہ عشق ہیہ دل سرت یاد سلل آب سپھل بارآور جاے تمنا حاصل دوہا قول سکھی نایک کا نایکا سے کہ تیری محبت مین نیا درخت عشق کا نایک کے دل مین جما اوسکو وہ ہردم آب یاد سے آبپاشی کرتا رہتا ہے یہ تمنا ہے اسکے کہ بارآور ہوجاوے

سکیا برنن دوہا

گل نیلوفر سرخ ؛

اگیاب جوبنا دوہا

وا دن باندہی سانس مین ہوڑ سکہن سون لاۓ

سو میری یہہ ٹہور ہوئی ہیئین اسی آۓ

سانس دم ہوڑ شرط ٹہور جگہہ ہیہ دل اسی ہیی حاصل دوہا یہہ نابالغ اپنی پستان کا ادبہار دیکہکر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ جو بروز فلان مین نے سکہیون سے شرط باندہ دم کو روکا تہا وہ دم میرے سینہ مین پہسکر آج اسجگہہ پر ادبہارہے اسکو دیکہو ؛

بنوڈہا مگدہا دوہا

سکہن کہین لال آبہرن نیک نہ پہرت بام

من ہین من سکچت ڈرت بہرم لال کی نام

لال سرخ ابہرن لباس زیور وپارچہ بام عورت بہرم پس وپیش حاصل دوہا یہہ نایکا نوجوان سکہیون کے کہنے سے لباس لال زیب بدن کرنے مین انکار کرتی ہے وجہہ یہہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہین اور لال شوہر کو بہی کہتے ہین مبادا یہہ سب ظرافت سے اقبال پہننے لباس لال ہین اقبال مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس وپیش کرتی ہے ؛

بشربدہ بنوڈہا مگدہا دوہا

ہنست ہنست رت بات لہہ یون رو کی کہہ تیہہ

دمک دمک جیون دامنی ناچین برسے مینہہ

جسطرح ہلال مین روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت عنفوان
جوانی مین روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال مین
سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت مین آثار
طفولیت زائل ہوتے جاتے ہین ؛

پنہہ یعنی ایضاً

اَلَستَ ہِین تَوا رَجَ اُرنگستِ جہلک سُبہَائے

اُکَس نِکَس سَب تِین کی پَرِی جِین ہِین آئے

الست ہین نکلتی ہین تو تیری اُرج پستان اُرسینہ اکس نکس
مراد انتشار حاصل دوہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی
ہی دیگر عورات اتباع کے دلون مین دہڑکا پڑگیا کہ اب بہ نسبت ہمارے
یہہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ؛

گیات جو بنا مگد ہادوہا

سَکہن کنت لُون تِیۂ نَین کچ تک ہَس لجاتِ

مَانُو کنول کَلی جَیی الین ہُلس رہ جاتِ

کنت شوہر کچ پستان الین بہنور ہلس خوش ہوکر حاصل دوہا
جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکہکر شرمگین ہوجاتی ہین اوسیطرح یہہ
زن نوعمر مجمع عورات مین اپنی پستان نوخیز کو دیکہکر تبسم کنان محجوب ہوجاتی
ہے جیساکہ زنبور سیاہ شگوفہ گل نیلوفر سرخ کو دیکہکر دلمین نہایت خوش
ہوتا ہے چشم زن نوعمر مراد از زنبور سیاہ پستان زن نوعمر مراد از شگوفہ

پیہ تیہ پلن کپاٹ کٹ نر کہہ لیہہ درگ کور

کہلت پریم کی جور تین مُندت نیم کی جور

پلن مژگان وجفن کپاٹ کواڑ کٹ سخت نر کہہ لیہہ دیکہہ لی درگ کو
گوشۂ چشم پریم محبت نیم پابندی طریقہ جور زور حاصل دوہا
قول سکہی کا نایکا سے کہ شوہر کے جفن در بند سخت ہین انکو گوشۂ چشم سے دیکہہ
یہہ توت محبت سے وا ہوتے ہین اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہین ❊

پُنہہ دوہا

رمنی من پاوت نہین لاج پریت کو انت

دُہون اور اینچو بہرے جیون بب تیہ کو کنت

رمنی عورت پریت محبت انت انتہا بب دونون تیہ استری کنت شوہر
حاصل دوہا عورت کا دل شرم ومحبت دونون کی انتہا نہین پاتا کہ آیا
حیا مقدم کرون یا محبت لہذا دونون طرف کنہچا ہوا پہرتا ہے جسطرح سے کہ
دو عورتون کا شوہر

مدہیا مانت کا ما دوہا

یون تیہ نہین لاج مین لست کام کی بہائے

ملو سلل مین نیہہ جیون اُدیر ہین درسائے

کام شہوت سلل آب نیہہ روغن حاصل دوہا نایکا کی آنکہون فسرگین
مین ہنگام مستی غلبۂ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دُہنیت روغن پردے

رت بات کلام مباشرت دامنی برق حاصل دوہا ہنگام ہمبستری شوہر یہ نایکا کم عمر یون ہنستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک چمک کرنا چھی ہو اور پانی برستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ❊

پتہہ یعنی ایضاً

رتیہ اگیان اُرگیان مین پریم نہ دیت جنائے

جمن گنگ تہہ پائی کی رہی سرستی بہائے

اگیان جہل گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا کم عمر کہ جسمین بلوغ دانائی اور نقصان نادانی ہنوز نہین ہوا لہذا بوجہ اختلاط ہر دو حالت حال اوسکی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہین ہوتا جیسا کہ مابین دریائے گنگ و جمن کے وجود سرستی مفقود ہے ❊

مگدہا کی سرت آنت دوہا

یون مہیت گوا و للا ابلن انگ بنائے

ملی پہپ کی باس یون سانس نہ پائی جائے

ابلن عورات انگ جسم ملی پہپ گل ہالیدہ باس خوشبو حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی زنان نو عمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پہول مین خوشبو نہین رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن مین دم معلوم نہین ہوتا ❊

مدہیا دوہا

برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونون مین مبتلا ہوکر دونون امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جسطرح ارابچی ارابہ کے نشان راہ ہر دو جانب کو دیکھکر رتھہ ہانکتا ہے ٭

پروڑھا دوہا

جب نِبتا برکھہ راس مین رَب جوبن جھمکائے
مدن یتن پرت دیوس بڑہ لاج سیت گھٹ جائے

نبتا عورت برکھہ راس برج ثور رب آفتاب جوبن حسن وجوانی مدن شہوت یتن گرما پرت دیوس روز بروز بڑہ زیادہ ہوتی ہے لاج حیا سیت سرما حاصل دوہا جب آفتاب برج ثور مین آتا ہے روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اسیطرح عورت جب حسن جوانی جھمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ٭

پروڑھا کی سترانت دوہا

ڈھرک پری کھون آرسی نکھ کچ سیس سہائے
ترمن چھپیو منو گر سکھر ڈ ویج نکس درسائے

ڈھرک پری علیحدہ ہوگیا ورسی چولی نکھہ ناخن کچ پستان سیس سر ترمن آفتاب گرسکھر چوٹی پہاڑ دوج مراد ہلال حاصل دوہا انجام مباشرت مین چولی پستان نایکا سے جدا ہوگی اور اوس نے ہاتھہ سے پستان کو چھپایا شاعر اوسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب چھوٹے پہاڑ مین پوشیدہ ہوا اور ہلال نو طلوع ہوکر نظر آیا آفتاب مراد از پستان و چوٹی پہاڑ مراد از دست

آب ظاہر ہوجاتی ہے ؛

مدہیا کی پرت دوہا

کان پرت مرگ لون پری مرچہ للن کی پران
کنٹھہ بہنگ نو پر جھنک دہن لیتی جب تان

کان پرت بمجرد استماع مرگ لون مثل آہو مرچہ غفلت للن شوہر پران جان کنٹھہ بہنگ آواز خوش گلو نو پر جھنک آواز زنگولہ دہن کمان دُہن تال تان چڑہاکر تان راگ حاصل دوہا جب مطلوبہ آواز خوش گلو سے باتفاق تال زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے اوسوقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل وخود فراموش ہوجاتا ہے اور مثال آہو سے یہہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے یہہ کہ آواز خوش گلو و تال آواز زنگولہ کا توس جب نایکا تانتی ہے اوسوقت طالب مطلوبہ کا بمجرد سننے ؔکے مثل آہو تیرخوردہ کے غافل وخود رفتہ ہوجاتا ہے ؛

مدہیا کی بیرت دوہا

رمت رمن بپریت یون لاج مدن مین چاک
جیون رتھہ ہا کت سارتہی دہون لیک گو تاک

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت بپریت برعکس لاج حیا مدن شہوت چاک پر سارتھی رتہبان دہون دونون لیک راہ پیہہ ارابہ تاک دیکہہ کر حاصل دوہا ہنگام مباشرت

کتِ بنولیت نہُر کی یہہ پونجہت گہہ ہاتہہ

ہورن دہن انسواگہن بوندلون جہری بات کی ساتہہ

کت کیون بنولیت نہین بولتی ہو شوہر کی بیرحمی کرکے گہن بوندباران لون طرح حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کا ہاتہہ پکڑکر یہہ کہتی ہے کہ بے رحمی سے مجہہ سے کیون نہین بولتے ہو اور سیل اشک کا اوسکی آنکہونسے مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتہہ ٭

پرورہا دہیرا

پاگ دہری پیری کہری یہہ مکہہ پری نہار

پہول چہڑی کرین دہری آنکہہ بہری جہبکار

پاگ دستار پیری کہری زردجیبی یہہ مکہہ چہرہ شوہر پری نہار نظر آکے جہبکار غصہ ناک حاصل دوہا نایکانے اپنے شوہر کو دستار جیبی زرد باندہے ہوئے دیکہہ چہڑی پہولون کی ہاتہہ مین لی چشم غصہ ناک کی مراد یہہ کہ نایکا کو دستار زرد جیبی ہمرنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی ٭

پرورہا دہیرادہیرا

نین لال تک رس ڈری کچہو نہ بولی بال

بانہہ گہت ہی لال اُرہنی توڑِ اُرمال ٭

نین لال چشم سرخ تک دیکہکر بال عورت بانہہ دست گہت ہے پکڑتی ہے لال شوہر اُر سینہ ہنی ماری مال مالا حاصل دوہا

دلال مراد از ناخن دست نایکا

مدہیا دہیرا دوہا

لکھت ہتی درگ کمل لیئے چو رہ بدن رب اور

اب ان انن چند ہت کر بو نین چکور

لکھت ہتی دیکھتی تہی درگ کمل لیئے آنکھہ نیلوفری کرکے چو ر پوشیدہ بدن چہرہ رب آفتاب اور طرف آنن چہرہ ہت واسطے نین آنکھین چکور تدرو حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ ابتک مین اپنی آنکھہ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن مین شگفتہ رہتا ہے اور رات کو غنچہ ہو جاتا ہے بناکر تمہارے چہرۂ خورشید مثال کو پوشیدہ از انظار حاسدان دیکھتی تہی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ تمثال کے دیکھنے کو مین آنکھہ کو چکور کہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہہ کہ در پردہ شکایت غیر حاضری دن کی کرتی ہے ٭

مدہیا دہیرا دوہا

یہی بڈائی تم رکھی میری ہت ٹہرائے

ناتہ پرت ہو اور کی پاین پرت مو آئے

یہی یہہ بڈائی بزرگی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے ازراہ طعن کہ آپ میرے تو پاؤن پڑتے ہو آکر مگر ناتہہ اور ون کے پڑتے ہو پس یہی بڑائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ٭

مدہیا دہیرا دہیرا دوہا

اوڈہا پرکیا

نَینَ اچل چل منج تو دُوا وبدہ مَن رَنج

نج پت لاگت کنج اَرُ اپنیت لاگت کھنج

نین آنکھین اچل غیر متحرک چل متحرک منج خوش وضع تو تیری دواو بدہ دونون طرح من رنج تسکین دہ دل نج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کنج گل نیلوفر سرخ کھنج صعوہ حاصل دوہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع متحرک و غیر متحرک دو نو طرح سے تسکین بخش دل ہین کہ اپنے شوہر کو مثل گل نیلوفر سرخ کے غیر متحرک اور غیر کو مثل صعوہ کے کہ جو ہر دم متحرک رہتا ہے متحرک معلوم ہوتی ہین ؛

انوڑہا پرکیا دوہا

روکھی ہو جن باس لون جوری دیت بنائے

بنا چڈہین سر نیہہ جو چڈ ہیو نیہہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہو جن مت کر باس لون مثل خوشبو کے نیہہ محبت وروغن حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا فاحشہ کم عمر سے کہ تو مجھہ سے خشک مزاجی مت کر جوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا چڈہے ہوئے تیل کے سر پر کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت غیر چڑہی ہے آکر ؛

ساما نیا

نایکا اپنے شوہر کی چشم غصہ ناک دیکھکر ڈری اور کچھہ نہ بولی الاجب شوہر نے ہاتھہ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی گلی کی توڑکر سینہ شوہر پر ماری ٭

جیشٹھا و کنیشٹھا یعنی بزرگ و خورد

کن بچتر یہہ کھیل بل دینھون تمھین سکہائے

موٹھہ مار واکی درگن موکھہ ماندت دہائے

کن سنے بچتر عجیب بل قربان مونٹھہ مشت گلال وغیرہ درگن آنکھین ماندت ملتی ہو دہای دوڑکر حاصل دوہا دو عورت چھوٹی بڑی اپنے شوہر سے کہتی ہین کہ یہہ بازی عجیب تمکو کس نے سکھلائی ہے کہ ایک کی آنکھہ مین موٹھہ گلال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ٭

پروڑہا دھیرا دوہا

ڈری گانٹھہ جو بال ہیہ لئے نہ کیھون ناتھہ

پرگٹ بال مدہ گانٹھہ کون بھی گہت ہین ہاتھہ

ڈری پڑی گانٹھہ گرہ بال عورت ہیہ دل لہی نہ دریافت نہوے لیھون کسیطرحسے ناتھہ شوہر پرگت ظاہر بال ہوے مدہ درمیان لون طرح گہت پکڑتے ہوئے حاصل دوہا نایک کیطرف سے نایکا کے دلمین جو گرہ ملال پڑی تہی وہ نایک کو کسیطرح سے ظاہر نہوئی مگر جسوقت نایک نے ہاتھہ نایکا کا پکڑا اوسکی کمر تو جہی وغیرہ سے وہ گرہ ملال ظاہر ہوگئی جیسا گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر مین چاہے تمیز نہوسکے مگر بال کو ہاتھہ مین لینے سے ظاہر ہو جاتی ہے ٭

پیہ شوہر سورت سورت سدا ہمیشہ درگن آنکھون بسای جاگڑین
ڈرپت ڈرتی ہے گوری دیہ صورت صبیح مت مبادا سونری
ملیح حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دل پر یقین کرکے
اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھون مین
بسائے رکھتا ہے لہذا مین ڈرتی ہون کہ مبادا بوجہ سوا دچشم شوہر رنگت
میرے جسم کی ملیح نہو جاوے ؛

روپ گربتا دوہا

جُوبَن لہہ اِن رُوپ ٹھگ اَدبُہت گتِ بیکین
آپ جَگت کُو مارِ کے ہتّیا مو سِر دین

جوبن جوانی ان روپ ٹھگ مراد خوبصورتی ادبہت گت حالت عجیبہ
جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ
سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگر خوبصورتی کو اپنا رفیق پاکر کیا غضب کیا
کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قایم کرایا ؛

مانئی دوہا

ڈُھرتِ مانَنی دِرگَن یُون آنسُو بُند بسال
مَنُو مانسر کنول تین جھرتِ مُکت کی مال

ڈہرت ڈہلتا ہے مانئی نایکا ملول آنسو بند قطرات اشک بسال
خوشنا مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہین - دنیز نام
سینہ کہ جسمین کنول دکہا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جھرت جہڑتی ہین

مُکت مَال لکھہ دہن کھیُو یہہ اجگت ہے نا ہنہ
گنگ تہاری اُر بسی شو میری اُر نا ہنہ

مکت مال یعنی مروارید لکھہ دیکہہ کے دہن یعنی آفرین صورت اجگت مثال ناموزون گنگ دریاے گنگ شو نام مہادیو اُر سینہ حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو مالاے مروارید پہنے ہوئے دیکھکر ظریفانہ یہہ کہتی ہے کہ جیسے آپکے سینہ پر یہہ مالا مثل لہر دریاے گنگ کے خوشنما ہے ویسے ہی میرے سینہ پر بہی یہہ پستان کہ جو بصورت شیو ہین زیبندہ ہین اور یہہ مثال جو ہین نے بیان کی ناموزون نہین ہے کہ مہادیوا ور گنگا کی مناسبت ظاہر ہے

اتہیہ سنہوگ وکہتا دوہا

تیری پاس پرکاس پر نیہہ سُباس بسائے
مو کارن لاے نہین آپ آپ لگائے

پرکاس یعنی ظاہر نیہہ سُباس عطر خوشبودار بساے خوشبو دیتا ہے حاصل دوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت مستی یہہ کہتی ہے کہ اے سکھی تیرے لباس مین ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو میرے واسطے کیون نہین لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلب کو کیون نہ لائی

پریم گربتا دوہا

پیتہ مورت میری سدا اکھین درگن بسائے
ڈربت گوری دیہہ یہہ مت سونری ہوی جاے

کھنڈتا دوہا

پیہ تن مکھ لکھ یوں دُری تیہ چکھ انسو آئے

منون مدھکر مکرند کون اُگل کی پھر کھائے

پیہ شوہر تن طرف مکھ چہرہ دُری پوشیدہ ہوے چکھ آنکھ مدھکر بھونرا مکرند عصارۂ گل حاصل دوہا یہ نایکا چشم پرازاشک ہوئی کہ چہرہ شوہر پر نظر پڑی بمجرد معاینہ چہرۂ شوہر وہ اشک یون غایب ہوگئے کہ گویا زنبور سیاہ عصارۂ گل کو اُگل کر پھر کھا گیا ✽

پرلبدھا دوہا

لکھ سنکیت سونون رہی یون تیہ نار نوائے

منون بنی شیو کی کری سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مواصلت سونو خالی نار گردن نواے جھکاے بلنی مناجات شیو نام مہادیو کہ جنھوں نے شہوت کو جلادیا سبل کام غلبۂ شہوت حاصل دوہا یہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اوس جگہہ کو خالی از مطلوب خود دیکھا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلادیا ہے میری بھی شہوت جلادو ✽

کلنتھرتا دوہا

آلی نان آوکی دسی جہار ییؤ ہر کریہہ

تیؤ کر دوہ لبن نان جہتو اب جہوٹہی دیہہ

حکمت کی مال ہار ہاے مروارید حاصل دوہا بحالت ملال نایکا کی آنکھون سے قطرات اشک مسلسل یون گرتے ہین کہ گویا تالاب مانسر سے کہ جسمین مروارید وکنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سینہ و دل سے بہی ہے ہار مروارید برستے ہین ؎

سو آدہین تپکا دوہا

نِرَکھہ نِرَکھہ پِرَتِ دِیوَس نِس تِیَہ چکھہ پَٹَکھہ اوُر
کَمَل جَان اِل ہُوتِ ہین سَسِ اُنمان چکُور

نرکھہ نرکھہ دیکھدیکھکر پیرت روزانہ دیوس نس دن رات تیہ چکھہ آنکھین عورت پیہ مکھہ چہرۂ شوہرا ور طرف ال بہنورا سس ماہتاب انمان تصور کرکے چکور تدرو حاصل دوہا یہہ نایکا خالی از خلل بیگانہ شب و روز چہرۂ شوہر کو باطمینان تمام دیکہا کرتی ہے دن مین تو چہرۂ شوہر کو کنول سمجھکر آنکھین اوسکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی ہین اور رات کو ماہ کامل سمجھکر وہی آنکھین چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہوجاتی ہین

انکنتھا دوہا

سکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آئی ناتہہ
گرہ بھولی کہگ تون پھری موسن جتن ناتہہ

ساج آرایش کہگ پرند حاصل دوہا قول نایکا محزون کا اپنی مصاحبہ سے کہ اے سکھی مین آرایش اپنی کیا کرون آج میرا شوہر نہین آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پہرتے ہونگے میرا دل اونہین مین ہے ؎

انگ چھپاوت سرب سون چلی جات یون نار
کھولت بج چھٹا چتی ڈہانپت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سب سے بج چھٹا برق چتی دیکھ ڈہانپت چھپاتی ہے گھٹا ابر سیاہ نہار دیکھکر حاصل دوہا یہہ نایکا برق تمثال شب تاریک مین لباس سیاہ پہنکر سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق نشان دیکھکر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمرنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھکر چہرہ پوشیدہ کرلیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمرنگ گھٹا ہے ؛

پروکہت تپکا دوہا

نس جگان پر اتھہ چہت پران مجوری ہال
انگ نگر مین برہ یہہ بہیو نیو کتوال ؛

نس جگان رات جگا کہ پراتھہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری حال جلد انگ نگر دیار جسم برہ ہجر حاصل دوہا اس دیار جسم مین ہجر نئی طرح کا کتوال ہوا ہے کہ رات بہر جگانے کی مزدوری مین صبح کو بعجلت جان طلب کرتا ہے ؛

لکہت پتکا دوہا

پہلین پا کہہ نہ آیہو جو آساڈہ کی مانس
پرتہہ جہر چیت باس لون کنی ہہو سانس

الی سکھی مان ملال وغصہ آہ سانپ دسی گزیدہ ینہہ محبت کرودہ غصہ حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے کاٹا ہے اسکے طالب نے اسکو محبت کرکے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ دور نہین ہوا اب اوسی حالت مین اسکی جان اسکے جسم سے دور ہوا چاہتی ہے

باسک سجیا دوہا

رتیہ سُکھہ سیج بچھائے یُون رہی باٹ پیّہ ہیر

کیت بنائے کِسان جیُون ہت مینہہ اوسیر

تیہ عورت سُکھہ سیج بستر مکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہہ باران اوسیر انتظار حاصل دوہا نایکا بستر مکلف بچھا کر اپنے شوہر کا اسطرح انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو مرتب کرکے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے

ابھار کا دوہا

ایسی کامن لاج مین پیّہ پین اٹکت جائے

جیسین سلتا کو سلل یون ساھین پائے

کامن زن نازنین پیہ شوہر پین نزدیک اٹکت جاسے آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے جسطرح سلتا ندی سلل آب یون ہوا ساھین مقابل حاصل دوہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم وحیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا ہوا کو مقابل پاکر آہستہ آہستہ بہتا ہے ؂

مینہ یعنی ایضاً

پتھک مسافر و قاصد سیٖہہ محبت نکھہ سے سکھہ لون سراپا
بال عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا بزبان
قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پا تک تازہ و آراستہ ہو گیا فرط خوشی و
محبت سے ❊

اکچھت پت کا دوہا

آوت لہہ گھنسیام کی آن دیس تین بات
پھیلا ہوئے چمکن لگیو سنیھن ہی کو گات

آن دیس ملک غیر پھیلا برق نیھن محبت سے ہی دل گات جسم
حاصل دوہا اس نایکا نے خبر مراجعت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی بمجرد
سننے کے محبت دل سے تمام جسم اسکا مثل برق چمکنے لگا ❊

آگت پت کا دوہا

سکھی بچھرن سسر کی ہوئی لہلہی ترنت
بیل روپ پر پھلت بھی لہہ بسنت سو کنت

سسر موسم اگھن پوس لہلہی سرسبز ترنت فوراً پر پھلت تر و تازہ
بسنت فصل بہار کنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے
کہ دیکھہ یہہ نایکا بحالت سرما کے ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل
بہار پاکر کیا بیل سرسبز کیطرح تر و تازہ ہوئی ہے ❊

آتما دوہا

پہلین پاکھہ حصۂ اول یعنی نصف ماہ پر تہمہ جھڑ باران اول چہت باس
مراد مردہ سانس دم حاصل دوہا نایکا اپنے شوہر کو لکھتی ہے
کہ اگر نصف ماہ اساڑہ تک تم نہ آؤ گے تو اول ہی بارش مین مجھکو مردہ پاؤ گے

کچھت پتر کا دوہا

پیہ کی چلیت بدیس کچھو کہہ نہ سکے کٹھور
چرن انگوٹھا تین ہی داب بچھور اچھور

بچور راجیا بچھورا دوپٹہ چھور گوشہ حاصل دوہا یہہ نایکا باحیا
ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچھہ کہہ نہ سکی مگر انگوٹھے پیر سے گوشۂ دوپٹہ
شوہر کا داب کر رہ گئی ؛

کردی یہہ جو چیکنن ہرنت لائے سنیہہ
برہ اگن جو جہنک مین ہوں چہت اب کیہہ

چیکنی آراستہ وصاف و روغن کردہ سنیہہ محبت و روغن برہ اگن
آتش مہاجرت بہ جہنک ایک ساعت گیہہ خاکستر حاصل دوہا قول
نایکا کا سکھی سے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا و آراستہ کیا تھا
وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت مین خاکستر ہوا جاہتا ہے ؛

اگم کہت پتر کا دوہا

ہر آون سن پتنک لکھہ اگمن ہر کہہ سنیہہ
لکھہ سی سکھہ لون بال کی کہی چیکنن دیہہ

بد روش شل ہا ہی کے اینٹھتی جاتی ہے ؛

پت نایک دوہا

جب تین لالن رون کو گون لی آئے سنگ

تب تین شیو لون آپنے کر را کہی ار دہنگ

لالن شوہر رونی عورت گون مکلاوہ اردہنگ دنصف جسم
حاصل دوہا جب سے یہہ مرد اسکی عورت کو اپنے گہر مکلاوہ کرکے لایا اوس
روز سے شل مہا دیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس کہتا ہے ؛

انکول نایک دوہا

نئی بسن جب ہون سجون تب پیہ بہرم لجا نہہ

بن بر کہے دہن بچن کی ہیر سکت ہین نا نہہ

نئی بسن پارچہ نو طیار بہرم شک دہن آواز ہیر سکت دیکہتی
حاصل دوہا قول نایکا کا سکہی سے کہ جب مین پوشاک نئی پہنتی ہون
تب شوہر میرا شک لاکر عورت غیر سمجہکر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز
نہ سُنے پہچان نہین سکتا ہے ؛

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دہن کی سم برنت ہین پریت

وہ ندین یہہ تین شون لت الکہی ریت

دچھن دچہن نایک ساگر دریاے شور دہن دونون کی سم برابر برنت ہین

کیہون اوگن انگ کو لکھین نہ ہت کی جور

پیہ منیک مکھہ کی بہی روپی نین چکور

ہت محبت پیہ شوہر منیک ماہتاب روپی عورت حاصل دوہا

یہہ نایکا فرط محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہین کرتی

ہر وقت اوسکے چہرہ ماہ کو اپنی چشم چکور سے دیکھا کرتی ہے

مدہما دوہا

پیہ سنگہہ سنمکہہ رہت بمکہہ بمکہہ ہوئی جات

تیہ درپن پرت بنب لون تیری گت درسات

سنمکہہ بمقابلہ و مہربان بمکہہ غیبت و نامہربان درپن آئینہ پرت بنب

عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوہا یہہ نایکا

بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر مین نافرمان

مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت مین غایب

ادہما دوہا

جیون جیون آدر سون للن پانپ دیت بنائے

تیون تیون من بہامن مین لون کہن کہن اینٹہت جائے

آدر خاطرداری پانپ دریا بہامن عورت مین ماہی لون طرح

کہن کہن ساعت بساعت حاصل دوہا خاوند عورت کیواسطے جس طرح

کہ دریاے محبت و خاطرداری آراستہ کرتا ہے اوسی طرح یہہ نایکا

آئے وہ پانپ بھری رمنین اُج انہان
جھبُوڈن نکسن لکھین نکست بُوڈب بران

پانپ بھری پُرازآب وتاب رمنین عورت حاصل دوہا
قول نایکا سکھی سے کہ یہہ نایکا بہ آب وتاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی اوچھلتی ہے +

بیسک نایک دوہا

لال ادہر ہیرا ردن جنہہ سُیرن تن ساتہہ
دیجیئے کنہہ دہن لیائے جو کیجیے تہہ دہن ہاتہہ

لال ادہر یاقوت لب ہیرا ردن الماس دندان سیرن تن جسم طلائی حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یاقوت دندان الماس جسم طلائی اس مال سے مجھکو کون چیز دوگے جو دو اوسی کی طرف اپنا ہاتہہ بڑہاؤن +

روپ ماتی مانک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چیت لائے
نینک لکھو نج بدن شون رادہی بدن ملائے

ہیرت دیکھتی درپن آئینہ بدن چہرہ حاصل دوہا قول سکھی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہرہ کو چہرۂ مطلوبہ سے ملاکر تو دیکھو +

بیان کرتی ہین پریت محبت ندین ندی ہا تین عورات حاصل دوہا
دریاے شوہر اور اس دہین نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ
جیسا دریا مین جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو
عورت آوے اوس سے ملتا ہے ؞

سٹھہ نایک دوہا

ہیر ہیر مکھہ پہیر کت تانت بھو ہنہ ندان
بانن بدہ کا ہون نہین راکھی چڈہی کمان

ہیر ہیر دیکھہ دیکھہ ندان نادان بانن بدہ تیرسے مارکر حاصل دوہا
قول نایک کا نایکا سے کہ مجھکو دیکھہ دیکھہ منہہ پہیر پہیر کر بھو نہہ کو کیون
تانتی ہے تیر دن سے مارکر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑہا ہوا نہین
رکھتا ہے ؞

دہرشٹ نایک دوہا

کالہہ گیو ہے آپہین مو سر سوہین کہاے
آج سیس جاوک لیین پہر لوٹت ہی پاے

سوہین قسم سیس سر جاوک رنگ مہاور حاصل دوہا
نایکا اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کہا کر گیا ہے کہ
دوسری نایکا سے تعلق نہ رکھونگا اور آج پہر نشان مہاور پاے دوسری
عورت کا سر پر لگا کر میرے پیرون پہ لوٹتا ہے ؞

اوپیت نایک دوہا

چت چور۔ دل کا چورانیوالا حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری مین جو چور آوے دوڑ کر اوسکے ساتھہ جا سکتے ہین مگر خواب مین جو دلکا چورانے والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ❊

چتر درشن دوہا

چِتّر ہ چِتوت چِتر یُون رہے ایک ٹک جوئے
مِتّر بلوکتِ را وری کہُو کوُن گت ہوئے

چتر ہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیلہ یون اسطرح ایک ٹک ٹکٹکی سے جوی دیکھہ متر دوست بلوکت دیکھتی را وری آپ کی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیلہ تو تصویر دوست کے دیکھنے مین ہمہ تن مصروف ہوکر خود فراموش ہورہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تیری حالت ہوگی

سو تنکھہ درشن دوہا

جیُون پیۃ درگ آل بھنوت تیۃ بدن کمل کی اور
تیُون پیۃ مکھہ سس کی بہی تیۃ کی نین چکور ❊

درگ آنکھہ ال زنبور سیاہ بھنوت بلاگردان بدن چہرہ سس ماہتاب حاصل دوہا جسطرح گل چہرۂ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ کے بلاگردان ہوتی ہین اوسیطرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور بہ محبت تمام دیکھتی ہین ❊

دوتی برین دوہا

پروکمت نایک دوہا

اگنِ روپ بنِ رِی برہ کتِ جارتِ ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بورِ مار ہون توہ ؁

اگن روپ شعلۂ آتش بن ہبکر ری برہ اے ہجر کت کیون جارت جلاتا ہے موہ مجہکو تیہ عورت تن پانپ دریائی جسم بور مارہون غرق کرکے مارونگا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجر تو شعلہ آتش ہبکر مجھکو کیون جلاتا ہے یاد رکھہ کہ دریائی جسم عورت کا پاکر تجھکو غرق کرکے مارڈالونگا ؁

سرون درشن دوہا

جب تینِ موہِ سُنائی تون کہے کانہہ کی باتِ

تب تینِ درگ مرگ لون چلی کانن ہین لون جاتِ

درگ آنکھہ مرگ آہو کانن جنگل وگوش حاصل دوہا قول نایکا کا سکھی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سُنایا ہے اوسوقت سے میری آنکھین مثل آہو کے کانن کیطرف رجوع ہین باین تمنا کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کرچکے اور ہم محروم ہین ؁

سپن درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاگے ساتھہ

سُپنین کو چیتِ چور کب آوے اپنین ہاتھہ

کہ اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پپیہا جو رات کو پیو کہان بولتا ہے جس وقت لفظ پیو کا سنتی ہے زندہ ہو جاتی ہے اور لفظ کہان کے سنتے ہی مر جاتی ہے ۔

بسنت رت برنن

کہون لیاوت بکست کسم کہون ڈولاوت بائے

کہون بچھاوت چاندنی مدہ رت داسی آئے

لیاوت لاتی ہے بکست شگفتہ کسم گلہا ڈولاوت باے کرتی ہے ہواے مرغوب مدہ رت فصل بہار داسی خادمہ حاصل دوہا گاہ ہواے مرغوب اور گاہ گلہاے شگفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی آراستہ کرتی ہے یہہ خادمہ فصل بہار وارد ہو کر ٭

تربدہ بات برنن دوہا

سرور مانہہ انہائے اُر باگ باگ برمائے

مند مند آوت پون راج ہنس کی بہائے

سرور تالاب مانہہ مین انہای غسل کرکے اُر اور باگ ماگ باغ باغ برماے استراحت کرکے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس نام جانور ہے ندکہ خراش بس پسندیدہ مثل تند رست حاصل دوہا تالاب مین غسل کرکے بس سرو اور باغون مین سیر و استراحت کرکے بس معطر آہستہ آہستہ ہواے سہ گانہ مثل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے ٭

باگ برنن

یہ کیجے سُکھہ گھنیام ہُون آج پون کی رنگ

انہہ چپلا چمکاے ہُون لیاے تہاری انگ

گھنشیام نام طالب وابر سیاہ پون کی رنگ مثل باد چپلا برق تہاری انگ تمہارے جسم مین حاصل دوہا دلالہ کہتی ہے کہ اے گھنشیام تو آج خوشی ولطف زندگی حاصل کرین مثل باد وس برق یعنی تیری مطلوبہ کو اوڑالا کر تیرے جسم ہمرنگ ابر سیاہ مین چمکاؤنگی یعنی تجہہ سے ملاونگی ؛

نایکا کی استت

کسک کسک پونچہت کہا جسک مسک انمان

کہسک جاے گی ٹہسک یہہ نیک سسک سن کان

کسک کسک از راہ درد جسک جُسّۃ مسک پشہ انمان خیال کرکے کہسک جای گی جاتی رہے گی ٹہسک خودبینی نیک ذرا سسک آواز سسکی حاصل دوہا قول نایکا کی سکھی کا نایک سے کہ تم نایکا نازنین کے جُسّۃ کو مثل پشہ سمجھکر غرور سے بطاہر از راہ درد کیا پوچہتی ہو یہہ آپکا غرور ادسکی ذرا سسکی کی آواز سننے مین ہی جاتا رہیگا ؛

برہ نویدن دوہا

کہا کہون واکی دسا جب کہگ بولت رات

پیو سنت ہین جیت ہی کہان سنت مرجات

کہگ پرندمراد پپیہا دسا حالت حاصل دوہا قول سکھی کا نایک

انیت ظلم وتعدی بھان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہین نکلتا ہے بلکہ بمعائنہ ظلم وتعدی موسم گرما ماہ جیٹھہ لشکر آب زمین سے براہ فوارہ عبور کرکے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم وتعدی گرما کو دور کرے ؛

جل کیل دوہا

ہرچھِنّتَ یون تین کَر لہہ جَل کیل اَنند
مَنُون کَمَل چھُون اُور تین مُکتن چھُوریت چند

ہرکنھیاجی تین عورات جل کیل آب بازی آنند خوش جھورت ڈالتا ہے حاصل دوہا کنھیا اسطرح سے عورات کو دریا مین ہنگام آب بازی چھینٹے دیتے ہین کہ گویا ملکون پر ہرچارطرف سے ماہتاب بارش مروارید کرتا ہو گلہاے کنول مراد از چہرہ عورات و ماہتاب مراد از چہرہ کنھیا و مروارید مراد از قطرات آب ؛

پاوس رت برنن دوہا

پَاوَس مین سُرلوک تین جَگت اَدہک سکھہ جَان
اِندر وَبدھو جَامین سَدَا چھِت بہرت ہین آن

پاوس موسم برسات سرلوک عالم بالا جگت دنیا ادہک زیادہ سکھہ جان آسایش سمجہ اندر بدہو عروسک سدا ہمیشہ چہت زمین بہرت خرامان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات مین عالم بالا سے زیادہ عیش وآرام اس دنیا مین ہے تصدیق اوسکی یہہ ہے کہ ہمیشہ اس موسم مین عروسک عالم بالا سے دنیا مین آکر عیش وآرام کرتی ہین قاعدہ

کلپ برچھہ تین سرس تو باگ درمن کو جان

ساگر نکسو لکھن کو جل جنتر ن مس آن

کلپ برچھہ درخت طوبےٰ سے سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ ساگر دریا جل جنتر نل آب وفوارہ مس حیلہ حاصل دوہا درخت طوبےٰ سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کرکے دریا بہ تمنا رمشاہدہ ازرا فوارہ نکلا ہے

گریکھم رت برنن دوہا

ڈھوپ چٹک کر چیٹک ار پھانسی پون چلائے

نارت دوپہر بیچ تیہ یہہ گریکھم ٹھگ آئے

دھوپ چٹک دھوپ تیز کرکے چیٹک شعبدہ پھانسی کمند پون ہوا چلای چلاتی ہے تیہ عورت یہہ گریکھم یہہ گرما ٹھگ غارتگر حاصل دوہا دھوپ تیز کا شعبدہ کرکے اور ہواے گرم کی پھانسی چلا کر یہہ عورت گرما کہ جو غارتگر ہے عین وقت دوپہر مین مارتی ہے ٭

پنہ لیعنی ایضاً

چھٹت نہ لی نل نیر جل دل بیچ چھت لی آئے

نرکھہ نداگھہ انیت کون جلیو بھان ہین داہے

چھٹت نہ چھوٹتا نہین ہے لی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل بیچ فوج آراستہ کرکے چھت لی اٹھی زمین سے نکلکر نرکھہ دیکھہ نداگھہ جیٹھہ گرما

ہیمنت رت برنن

ہِیم سیت کِی ڈَرن تین سَکت نہ اُوپر جائے
رَہیو اگن کو پائے کی دَہوم بہومِ مین چھائے

ہیم برف سیت سرما دہوم دخان بہوم زمین حاصل دوہا کہ ہمنت کہ برف باری اور سرما سے دخان آسمان کو نہین جا سکتا آگ کو پاکر زمین پر چھایا رہتا ہے +

سسرت برنن دوہا

پَرگٹ کھیت یا سسر مین رُوکھہ رُوکھہ کی پات
بِچھرن کو جیت ہُون دہرین سُوکھہ جات ہی گات

پرگت ظاہر سسر نام فصل روکھہ روکھہ ہر درخت پات برگ بچھرن مہاجرت گات جسم حاصل دوہا اس موسم مین درختون کا ہر برگ علانیہ یہہ کہتا ہے کہ جو قت ہمکو جدا ہونے کا درخت سے خیال گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے +

لیلا ہاو دوہا

سیام بیکھہ بیچ کِی گئی رادہی درپن دہام
بہو لو بیکھہ چکت بہی جت دیکہی تت سیام

سیام نام کنھیا رادہی نام معشوقہ کنھیا درپن دہام آئینہ خانہ بیکھہ صورت چکت متعجب حاصل دوہا رادہے کنھیا کی صورت

عروسک موسم برشکال مین ہمراہ آب آسمان سے برستے ہین +

ٹپہ یعنی ایضاً

جھولِ جھول تیہ شکہت ہین گنگن چڑہی کی ریت

آج کالہہ مین آئی ہین سرنارن کو جیت

تیہ عورت شکہت خوش گنگن آسمان ریت طریق سرنارن عورات عالم بالا جیت شرمندہ کرکے حاصل دوہا موسم برسات مین عورات نہایت ذوق وخوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہین اور خوشی خاطر کیون نہ حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہونیکا طریق ہی یہہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عورات اپنے حسن وخوبی سے عورات عالم بالا کو آجکل خجل کرکے خوش وخورم زمین پر آئی ہین +

سرورت برنن دوہا

چند بدن چمکائے ارکھنجن درگ بھڑکائے

سکل دہرا کو چہلت ہے سروایسرا آئے

چند بدن ماہ چہرہ کھنجن درگ صعوہ چشم سکل سب دہرا زمین چہلت فریفتہ کرتی سرو فصل کا نام یعنی آغاز موسم سرما ایسرا پری حاصل دوہا یہہ سرد پری کہ آغاز موسم سرما سے مراد ہے ماہ چہرہ کو روشن کرکے اور صعوہ چشم کو بھڑکا کر تمام مخلوق کو خود درفتہ وفریفتہ خود کرتی ہے اس موسم مین ماہ نہایت صاف وروشن ہوتا ہے اور صعوہ بھی اسی موسم مین بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی مین آتا ہے +

سیام سیاہ لال سرخ تلک قشقہ بھہ رنگ یہہ طور بال عورت سوتن زنان انباغ سیام نام طالب حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تونے جو بحالت بیخودی قشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگائے ہین اونھون نے یہہ خوبی پیدا کی کہ زنان انباغ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ نام اور طالب کو سرخ کردیا بقولیکہ ہے بگڑی ادا لاکھہ بناوٹ کے برابر

بیوگ ہاو دوہا

بَات ہوئی سُو دُورِتین دِیجئی مُو نہہ سُنائے

کَاری ہاتن جِن گھُولاَل چُونری آئے

نایکا بحالت ملال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ نام ہے کہتی ہے کہ جو بات تمکو کہنا ہو دور سے کہدو اپنے دست سیاہ میری چونری سرخ مین مت لگاؤ۔

کلکنچت ہاو

شِو سِر کی سَس مین رِسو اتک نِنج چہا نہہ بہر آئے

ڈری جھکی روئی بہر مُو ہسی آپ کو پائے

سو مہادیو سس ماہتاب سوا پاربتی تک نج چہا نہہ دیکھہ اپنا سایہ بہر اسے متحیر ہوئین ڈری ڈر گئی جھکی غصہ کیا روی گریہ کیا بہر پھر حاصل دوہا پیشانی مہادیو پر جو ہلال ہے اوسمین پاربتی اونکی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکھکر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہوئین اور روئین اور پھر سمجھین کہ کوئی عورت

بناکر آئینہ خانہ مین گئین وہان اپنی شکل بدلنا بھول گئین جسطرف نظر کی اوسی
طرف کنہیا نظر آے سخت متعجب ہوئین ؛

بلاس ہاؤ دوہا

درگن جور اٹھلاے ارے بھوہین کر بلسائے
کامن پیئہ ہیئہ گو دمین مود بہرت سی جائے

درگن جور آنکھہ ملاکر اٹھلای ناز وکرشمہ سے بلساے جنبش سے
گامن عورت مود خوشی حاصل دوہا آنکھہ ملاکر ناز وکرشمہ
سے بہ جنبش ابرو و دست نایکا نایک کی آغوش دلکو انبار خوشی سے پُر
کر رہی ہے ؛

للت ہاو دوہا

سکل بہو کہن کون جدپ تو چہب رہی سنگار
پی کنہہ یہ وانہہ بہار ئی پیئہ پین جیہی نار

سکل سب بہوکہن زیور بہار بار حاصل دوہا تیرے
خوبی حسن اگرچہ تمام زیور کو رونق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور
سے آراستہ ہے مگر اسقدر بار اوٹھا کر مطلوب کے پاس جانے کی تو متحمل
کب ہوسکتی ہے ؛

بچھیت ہاو دوہا

سیام لال ان تلک تو یہہ رنگ کنہون لال
سوتن کو رنگ سیام دئی رنگیو سیام کو لال

روپ گرب جوبن گرب مدن گرب کی جور

بال درگن ہین مدبھرین آوت چلین ہلور

روپ گرب غرور حسن جوبن گرب غرور جوانی مد گرب غرور شہوت جور طاقت بال عورت درگن آنکھونین مدبھرین نشہ و غرور بھری ہوئی ہلور موج حاصل دوہا غرور حسن و غرور جوانی و قوت شہوانی کے زور سے اس نایکا کی آنکھونین نشہ کی ہلور چلی آتی ہے ؛

سنوبھا اوداہرن

ایک سکھین کرلی چھرین ہنت چکورن دہائے

بھگا رتی ہے

ایک بھنور کی بھیر کون مارت چنور ڈولائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد ہجوم چکور و زنبور سیاہ کا دیکھکر ایک مصاحب چھڑی سے چکورون کو اور دوسری چنور سے بھنورونکو مار مار کر بھگاتی ہے مراد زیادہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکورون نے ماہ کامل اور جسکی آنکھہ دبوے خوش کو بھنورون نے کنول بہ یقین سمجھا ؛

کانت اوداہرن

مکر بملتا لہہ کہی کنول مردلتا باس

تو تو آنن کی ملن کی سبرن رکھی آس

مکر آئینہ بملتا صفائی مردلتا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آنن چہرہ حاصل دوہا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

غیر نہین ہے میرا سایہ ہے اسواسطے ہنستی ہون +

بہتّرم ہاو دوہا

بیندی اَرُن کمُول دی لال دہِٹھونان بہال

ایہہ بدہ کنہہ مَن ہرن یہہ چلی نویلی بال

بیندی ارن یعنی سرخ کیول رخسار دہٹھونان نشان سیاہ کاجل کاجو واسطے دفع نظر بد پیشانی پر بناتی ہین بہال پیشانی نویلی نوعمر بال عورت حاصل دوہا بیندی سرخ بعوض پیشانی رخسار پر لگائے اور دہٹونان سیاہ کے عوض مین سرخ بناے ہوئے اسطرح سے یہہ نایکا نوعمر بحالت خودرفتگی کسکے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے +

بودہک ہاو دوہا

مانگ بیچ دہر آنگری ڈہانپ نیل پٹ بہال

اروہ نسا سس چھپت یہہ سین بتای بال

نیل پٹ یعنی لاجوردی بہال پیشانی اروہ نسا نصف شب سس ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایکانے طالب کیطرف دیکہہ درمیان مانگ کے انگلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے اپنی پیشانی کو چھپایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب ماہ کا کیا مانگ پر انگلی رکھنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چھپانے سے مراد غروب ماہتاب سے +

مدہ ہاو دوہا

پہیہ تک شوہر کو دیکھکر تہک بحالت سکتہ اِدہ برن سخن ناتمام پلک فرط خوشی سو ید عرق بیرن رنگ فق کنپت گری لرزان گری تیہ عورت انسواد ہہرای اشک روان ہوے حاصل دو ہا نیہ نایکا بعد مدت شوہر کو دیکھکر فرط خوشی سے بحالت سکتہ ہوی سخن ناتمام رہا جسم عرق مین غرق ہوا رنگ فق لرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھون سے روان ہوا ؛

سنگار رس اوداہرن

موہن مورت لال کی کامن دیکھ سوہاے

ریجھ چھکی موہی جکی تہکی رہی ٹک لاے

موہن فریبندہ مورت صورت لال شوہر کامن نازنین ریجھ عاشق ہوی چھکی آسودہ ہوی موہی فریفتہ ہوی جکی متحیر تہکی درماندہ ہوی رہی ٹک لای محو تماشا رہی حاصل دوہا فریبندہ صورت شوہر کی نایکا نظر محبت سے دیکھکر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریفتہ ہوئی بحالت سکتہ درماندہ ہوکر محو تماشا رہی ؛

سنجوگ سنگار اوداہرن

کی رت سکھ بپریت جیون رچی پریا ادھیت

راو نوپرن بین بہی ایک رسنان کی جیت

لی لیکر رت سکھ بپریت مباشرت برعکس رچی خوش ہوئی پیرا یا مطلوبہ میت طالب راو آواز نوپرن زنگولہ بین بہی خوش آواز

صفائی پانی اور گل کنول نزاکت و خوشبو کے بیان مین رطب اللسان ہے اور طلا کو آرزو سے ملازمت ہے ؞

دیپت او داہرن

چند چہان بدہ نکمہ رچی تن چپلا سو ٹہان ؞ ؎

تا پرا و پ د ہری کہری تو تو پوچھے آن

چند چہان خلاصہ نورلہ بدہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب و تاب

حاصل دوہا اے نازنین خالق نے خلاصۂ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب و تاب مزید برآن بخشی اسطرح سے تو آراستہ ہوکر خلق ہوئی ہے ؞

دہیرت او داہرن دوہا

دیپ تمہاری نیہ کو برت رہت ہیہ مانہہ

بات چہون دس کی سہی بجہت کیسہون نانہہ

دیپ چراغ نیہ محبت ہیہ دل بات ہوا چہون دس چارسو

حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہردم میرے خانۂ دل مین روشن رہتا ہے اور ہر چارسو کی ہوا کا گزند اگرچہ اوسکو پہونچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہین ہوتا ہے ؞

اتہہ ساتوک بہاؤ

پیہ تک تہک آدہ برن کہہ پلک سویدتین چہائے

ہوئے بیسرن کنپت گری تیہ آنسوا دہرائے ؞

ریپہ درگ ارن چتی بہی یہہ تیہ تکھہ گت آئے

کمل ارنیا لکھہ منون سس دت گھٹی بنائے

درگ آنکھہ ارن سرخ ارنتا سرخی سس ماہتاب دت چمک

حاصل دوہا طالب کی آنکھہ سرخ دیکھکر مطلوبہ کے چہرہ کی حالت غیر ہوگئی گویا سرخی گل نیلوفر سرخ کو دیکھکر ضیاء ماہ گھٹ گئی گل نیلوفر سرخ مراد از چشم طالب و ماہتاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ گل نیلوفر سرخ وقت طلوع آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرخی گل مذکور نمود ہوتی ہے اور طلوع آفتاب مین روشنی ماہ زایل ہوجاتی ہے ؛

دان اپاے دوہا

بیٹھی ہین نج گون کنہہ لال مالتی پھول

جہہ لہہ تو ہیہ کمل تین کڈہی مان ال تول

نج خود گون ملکاوہ مالتی پھول گل چنبیلی ہیہ دل مان ملال وغرور ال اے سکھی تول بمعنی حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب ملکاوہ گلہائے چنبیلی بھیجے اوسکو مین کر تیرے دل کنول مین جو بمنزلہ ملال تھی وہ نکل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل بمنزلہ منجمد ہوتی ہے

بھید اپاے دوہا

روس اگن کی آنچ سون تون جن جاری ناہہ

تہہ تر ور دہیت نہن رہیت جا کی چھانہہ

رسنان زبان حاصل دوہا طالب ومطلوبہ دونو جیسی مباشرت
برعکس سے باہم خوش ہوے اوسیطرح زنگولہ بلا زبان ایسے خوش آواز
ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؛

اتھہ بیوگ تدہ سترتا نراگ

جَاہِ بات سُن کی بَہی تَن مَن کِی گت آنِ

تَاکَہ دِکہائین کَامنی کیُون رَہ ہَین مُوپران

تن جسم من دل گت حالت کامنی زن حسین پران جان
حاصل دوہا قول نایک کا سکھی سے کہ جس مہ جبین کا ذکر سنکر میرے
جسم ودل کی حالت غیر ہوگئی اوسکی مواصلت مین کیونکر میری جان جسم
مین رہے گی ؛

پور بانراگ مین درشٹانراگ

ہین مَٹکیا مَانہہ مَتہہِ ڈِیٹھہ رَہی کُومن ڈَارِ

مُومَن مَاکھن لِی گَی دِیہہَ دَہی کُون ڈَارِ
ہین سینہ مٹکیا مٹکی مانہہ مین متھہ متھہ کر ڈیٹھہ نظر رئی
نام آلہ چوبی ماکھن مکھن حاصل دوہا قول نایک کا نایکا کی
سکھی سے کہ یہہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی مٹکی مین ڈالکر مکھن دلکو
نکال لیگئی اور دہی جسم کو چھوڑ گئی ؛

کرمان اوداہر

خاکستر ہوگئے لہذا وہ خاکستر مہادیو کو چڑہائی کہ مہادیو جسم مین خاک ملتی ہین؎

کرنا بیوگ دوہا

سُکھ لی سنگ جنہہ تج گئی پیہ مم رچہا کاج

سُو پران دُکھ پائے کی چلیو چہت ہی آج

سکھ آسایش تج گئی چہوڑ گئی رچہا حفاظت پران جان حاصل دوہا

قول نایکا کا سکھی سے کہ جملہ اثاث آسایش شوہر میرا سفر مین اپنے ہمراہ لے گیا

فقط جان کو برا د حفاظت قالب میرے پاس چہوڑ گیا تہا اب آج وہ بہی بعہادم

فراق سے رخصت ہونا چاہتی ہے؎

سندیس دوہا

پکڑ باہنہ جن کر دیئے برہ سترو کے ساتہہ

کہیو ری وا نٹہر سون ایسی کہیت ہاتہہ

برہ ہجر سترو دشمن نٹہر بے رحم حاصل دوہا قول نایکا مہجور کا

سکھی سے کہ شوہر بے رحم سے یہہ کہدینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ ہجر دشمن

کے کیا ایسا بہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی؎

پاتی دوہا

بتہا کتہا لکھ انت کی اپنین اپنین بیہہ

پاتی دے ہین اور سب ہوں دیہون یہہ جیہہ

بتہا کتہا حکایت رنج و غم انت انجام پاتی خط جیہہ جان حاصل دوہا

روس غصہ اگن آتش نا نہہ شوہر تر و ر درخت دہیت جلاتی
حاصل دوہا قول سکھی کا نایکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو
مت جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ مین رہتے ہین اوسکو جلاتی نہین ؛

پرسنگ ہنس اپاے دوہا

کہتِ پُرانَ جُورَینَ کُون تپوَتِ ہین کرِبانَ
تِی سَب چکی ہُوہِنہ گی اگلے جنم ندانَ ؛

پران کتب تاریخ رین رات تپوت ہین جلاتی ہین کربان کرکے
رنج وغرور چکی سُرخاب اگلی جنم ولادت آیندہ ندان ضرور حاصل دوہا
قول نایک کا سکھی نایکا سے کہ کتب پارینہ مین لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب
اپنے طالب کو باظہار ملال وغرور آتش فراق وحسرت مین جلاتی ہین وہ سب
باعتبار تناسخ ولادت آیندہ مین سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش
فراق مین جلتی رہتی ہے ؛

پریاس بیوگ

سوَ اَسنا دَن کو گَیِ برہن پُہپ منگا ئے ؛
پرَستِ پُہپَ بہَسم بہَی تب شیو دی چڈہا ئے

سوا پاربتی مناون پرستش برہن مہجورہ پہپ گل پرست
چہونے سے بہسم خاکستر شیو مہادیو حاصل دوہا یہ نایکا
مہجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے ہو پہول چڑہانے کو گی چنانچہ جسوقت
اوس نے پہول چہوے تو بوجہ سوزش فراق گرمی ہاتہہ سے وہ پہول

پیدا ہوے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا مین یقین ہوتی ہے رسلین کہتے ہین کہ تا وقتیکہ عشق محمدؐ دلمین نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہین سکتا ہے

کبت در منقبت

پرتھو کون نہ چینھو ان من میری ایک چھن بید اور پران کو کیونہ چت چاوری
تج دوار ایس کو نوایو سیس مانس کو بیٹھ ہی کی کاج سب لاج کھوے باوری
ایسو ہی ندان جاہ آج لو نہ آیو گیان کیہون نہ تجی اجان انیو سہاوری
بہر یو اپرادہ بتو ڈرت نہ تل آدہ شاہ مردان جو بہروسی ایک اوری

پر بہوتا در نہ چینھو نہ پہچانا ان من میری اس میرے دل نے ایک چھن ایک ساعت بید کتب سماوی پران کتب تاریخ کیو نہ کیا نہین چت چاو دل سے آرزو تج چھوڑکر دوار دوار ایس خدا نوایو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا باوری دیوانہ ندان نادان بہر یو اپرادہ بہار گناہ تل اودہ بمقدار نیم کنجد حاصل کبت اے دل تونے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب سماوی و مذہبی کیطرف میلان نہ کیا بلکہ دروازہ خدا کو چھوڑکر دروازہ انسان پر سر جہکایا اور بند شکم مین گرفتار ہوکر بے حیا و بے غیرت ہوگیا با این ہمہ حال تا حال اپنی عادت کو اے نادان نہین چھوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہون کے بمقدار نیم کنجد بہی نہین ڈرتا اور ہوش مین نہین آتا بہر حال یا شاہ مردان ایک آپکا بہروسا ہے

بشر بارہ نبود ہا کبت

قول نایکا مہجور کا سکھی قاصد سے کہ ہر ایک تجھکو حکایت رنج و غم فراق کا خط لکھہ لکھہ کر بنام طالبان خود دیگی اور مین بعوض خط اپنی جان ذ دنگی ؛

دیگر نایکا برنن بزبان ریختہ

در وزن رباعی بستہ کہ

این دو رباعی از انست

سکیا

ازبسکہ حیا دوست ہی وہ مایہ ناز — اسطرح سے ہی اوسکے سخن کا انداز
خامی کی زبان سون جیون نکلے ہی حرف — پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

بشتر بدہ بنو دہا

آئے ہین اگرچہ خوب ایام شباب — پر کچھہ اسکا چھٹا ہے اب خوف و حجاب
تدبیر کی رہی ہے یون نایک پاپر — جیون آگ مین زور سے دولکے سیماب

نعت

نور اللہ تین اول نور محمدؐ کو پر گٹو سبہہ آئے
یا چھین بہی تہتون لوک جہان لگ او سب شٹ جو در دکھائے

آد دلیل سوانت کی کی رسلین جو بات یہی سن پائے .
تب لگ نہ پاو ہی اا کون کیسہون جو لون محمدؐ مین نہ سمائے

نور الٰہی سے اول نور محمدؐ ظاہر ہوا اس بعد ہر سہ عالم و تمامی محسوسات

گھورؔ و گنٹھہ بہاس باس انگ کی سُباس پرم پرکاش کر لیت پران چیت ہی
رِت بیس گی تین نہ بہاوین رسلین دُواُو جوبن کی پیت سُوی جوبن کی رِت ہے
بسنت نام فصل بہار ترناہی جوانی تر درخت ترنی نوجوان عورت پات برگ
گات جسم ارناہی سرخی دورت دوان پینیت پاک بکست
شگفتہ سمن گل من دل سیھل پُربار اروج پستان
بھنوت بلا گردان بھنور زنبور سیاہ چیت دل رس عصارہ
پریت محبت گھورو دیکھو گنٹھہ گرہ بہاش ظہور باس
خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پرم پرکاش زیادہ روشن
لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس عمر بن
جنگل جوبن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت رسلین کہتے ہین کہ
آمد فصل بہار صحرا اور عنفوان شباب محبوبہ دلربا مد مقابل ہے یعنی زمانہ بہار
مین اشجار پر برگ و بار اور عورت کی جوانی مین ملاحت حسن و خوبی پستان
نمودار وہان صحرا مین شگفتگی غنچہ گل یہان عورت کی شگفتگی شگوفہ دل وہان
زنبور سیاہ سرگردان یہان دلہاے مردم قربان وہان جوش مستی یہان
محبت کی چیرہ دستی وہان عقود نشا خہاے اشجار مین خوشبو یہان جوش جوانی
سے جسم محبوبہ مشکبو وہان بہار آرایندہ گلہا یہان خوبی جوانی فزیندہ دلہا
لیکن وہان خزان آنی اور یہان جوانی جانی ہر دونون خوشنما نہین ؎

مدھیا دھیرا دھیا کبت

اُوچک سین آئی بال نین نہار لال بیٹھ گئی تنہ کال آپ کو چہپائے کے
چنچل چتون چت چبین ہر رسلین کون گرگری کیل بہون مرجہائی کے
تاہی سے پیہ پاس آڈ آڈ سکھین کی آوٹ تیہ کی رہی ہے چہپ جہائی کے
بادہک جیسون جوٹ کی ڈرت پہر اوٹ اوٹ مرگ لوٹ پوٹ ہین کہوج جائی کے
اوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکہہ لال شوہر کرگری سخت کیل
سیخ آہنی بہون ابرو سے مرجہائی کے پژمردہ کرکے بادہک مرد شکاری
ڈرت پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطرب تیان کہوج
سراغ حاصل کبت اس نایکا نے ناگاہ آکر اپنے تیر نگاہ سے طالب کو
مجروح کیا اور فرط حیا سے بزمرۂ عورات آپکو چہپا کر پوشیدہ بیٹہہ گئی اے رسلین
اول تو تیر نگاہ ہی جگر دوز لگا دوم سختی خار ہاے ابرو نے حالت بیخودی طالب پر
طاری کی مثال اسکی اسطرح پر خوشنما ہے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کاری کرکے
اول پوشیدہ ہو جاتا ہے اور پہر پوشیدہ پوشیدہ جہان وہ شکار بسمل ہوتا ہے
سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہہ مطلوبہ حسب خواہ شکار مار کر پس پردہ
دیگر عورات پوشیدہ ہو گئی ہے ÷

ترنای اگم ریت برنیو کبت

آوت بسنت ترنای تر ترلی کی پات گات ار نای دورت بنیت ہی
بکست تمن بن سہل ار ورج ہوت بہنوت بہنور چت راکہہ رس پریت ہی

کٹ سنگھہ گج گت ہین تین پنکھی باتین یہہ بات آن ہین او گاہی
ایتی سب ستر تو تن آی متر بہی تو کون سنج متر سنگ ستر نا نہ چاہی
بدن چہرہ چند ماہتاب راہ راس بار موئے مرگ آہو پلو برگ
ادہر لب ناسا بینی کیر طوطا دیگ نزدیک داڑمی انار گریو
گردن روم راجی سیلے موی نرم شکم پنکی مادہ ار کٹ کمر سنگھہ
شیر ویوز گج فیل گت چال ستر دشمن متر دوست حاصل کبت
اس نایکا ملول کو مصاحبہ دلالہ سمجھاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک
موے سر مثل ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو
کے نزدیک برگ لب کہ جو خورش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت
کے مقابلہ مین دندان جو مثل انار خورش طوطے ہین موجود ہین اور موے نرم زیر
شکم کہ جو مثل مار ہین اوسکے مقابلہ مین گلو طاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے
موجود ہے اور روش مستانہ مثل فیل کے قریب کمر یوز کہ جو دشمن فیل ہے
موجود ہے پس جس حالت مین کہ یہہ تمام دشمن یکدگر تیرے جسم مین فراہم ہوکر
باہم دوست ہو گئے تجھکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نامناسب ہے یہہ
خشکمزاجی اپنے دیگر زنان اتباع کے دلمین ڈالدے ٭

بمعنی

سانت رس کبت

تیری منو رتھہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہین ہوئی اکاش کرت نکہت ادوت ہے
تو نہین چارو تو سیل ترپس بنچہی ہوت تو نہین ہوں سگہہ بوجی کوت ادر اکوت ہے

رات کو بتی جیون پر آت آی رسلین تہہ کال تو لی لال سکیات لکہہ یاری کون
نین سنکہہ دیو سہو تو دیجے سکہہ کوک سم ٹار رین برہ ہماری کون
تب آدن کینہیں گہات نین میری ہین پرات کیسی کر ہیرون تو لکہہ جیاری کون
بام کہیو جانی ہم اندرانی ہتین سو اب چند ربان بہی ہون درگنون تہاری کون
پرات صبح کال وقت نین سنکہہ چار چشم کوک سرخاب کہ تمام
شب نر و مادہ مین ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات
برہ ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس نایکا کا
طالب شب بخانہ زن انباغ[سه] بسر کرکے علے الصباح اسکے پاس آیا یہہ اوسکو شرمگین
اور آنکہہ نیچے کئے ہوئے دیکہکر کہتی ہے کہ اگرچہ رات مجہکو مثل سرخاب بحالت
فراق گذری مگر اب دنین تو لطف چار چشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو
زنان انباغ نے میرے ساتہہ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکہین زیادہ
آمادہ گہات ہین کہ سامنے نہین ہوتین کسطرح سے آپکے چہرہ کو دیکہون پس
معلوم ہوا کہ تا حلل چہرہ میرا مثل اندرانی کے تہا کہ تمہاری آنکہین مثل اندر
کے ہر وقت اوسکو بہ تمنا دیکہا کرتی تہین اور اب شاید مثل ماہ ہوگیا کہ آپ
کی چشم کنول جسکے مقابلہ مین مثل غنچہ سربستہ کے ہوئی جاتی ہین ٭

رت دوتی منایو مانی کو تاکو کبت

بدن ہی چند تہان راہ بار دیکہت نین مرگ پلو ادہر تہان آہی
تا سا کیر ڈہنگ رسلین دانت دارمی ہین ہو گر یو ڈوم راجی بنگی سراہی

سه بمعنی دو زن کہ در نکاح یکمرد باشند ہر یکے مر دیگرے را انباغ باشند بہندی سوت گویند ۱۲ کذا فی البرہان

بسن بارچہ آنن چہرہ چکہہ آنکہہ بین و مردنگ نام ساز نتکار سازندہ اچاّی آراستہ گٹ کمر گریو گردن لچکای خم کرکے نیئن آنکہہ نیور زنگولہ پگ قدم حاصل کبت اس کبت مین رسلین رقص کا بیان کرتے ہین کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زیب بدن کرکے اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کاجل لگا کر پان کہا کرتال جہنکا کر بین مردنگ ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتہون کو اوٹہا کر کمر اور گردن کو لچکا کر عشوہ و غمزہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو باندازِ زمین پر رکہتی ہے اوسوقت گت نو دد وڑ کر اوسکے قدمون پر آکر گرتی ہے ۞

سید برکت اللہ قدس سرہ وے از کملاے فقہا ہست گاہے میل بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہندا داہی فرمود پیم پرکاس نام رسالہ دارد مشتمل بر دوہا و کبت و بشنپد و ڈہرپد وغیرہ کہ درم دم دایرست پیمی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ۞

دوہا

چکہہ جوگی کنٹہا گرین ارن سیام اور سیت

آنسو بوند سمرن لیئن درسن بہچّہا ہیت

چکہہ جوگی چشم جوگی کنٹہا گرین کنٹہہ در گلو ارن سرخ سیام سیاہ سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن حصہ چہارم تسبیح درسن بہچہا خیرات دیدار ہیت واسطے حاصل دوہا چشم مرتاض کنٹہہ دانہ ہاے سرخ و سیاہ و سفید کا گلے مین پہنے ہوئے اور قطرات اشک کی تسبیح لیئے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہین ۞

تُونہین بَن نَاری بَہرتَاکِی سَن سَلین ہُوت تُونہین ہُوی کی سَتر لیت آین تین لوت ہے
جَاگ بَرین جُھو ٹہو جیوُن سُپن لوک ہُوت ہے تُونہین آتما بچاری کوک جات کو ہوت ہے
منور تہہ مطلب وارادہ سین اشارہ لوک دنیا اکاش آسمان نکہت
ستارہ اودت روشنی چار وتتو اربعہ عناصر سیل کوہ تر
درخت پس چرند پنچھی پرند میگہہ ابر سیاہ پوجی دیتا ہے کوت
بعد حساب اکوت بے حساب مین ناری عورت ہوکر بہرتا شوہر سلین
محو ستر دشمن آتما جلوہ حق لوک دنیا حاصل کبت اس کبت مین
رسلین توحید بیان کرتے ہین کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے
اور توہی آسمان ہوکر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور توہی اربعہ عناصر
وکوہ ودرخت وچرند وپرند ہوتا ہے اور توہی ابر سیاہ ہوکر باران بجد
حساب وبے حساب دیتا ہے اور توہی بپیرایۂ عورت مین مرد کا راحت رسان
ہے اور توہی انجام مین بقالب فنا دشمن جان پس حالت بیداری مین جیسی
حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی اوسکی شان جاننے والون
کے نزدیک یہہ دنیا خواب وخیال ہے ٭

نرت برنن کبت

بَسن بَنَای لٹ آنن پَی لَٹکَای کاجر لگای چکہہ پان مکہہ کہای کی ٭
تال جہنکای بین مردنگ بلای نرتکار گون بلای سب سنگت آجای کی ٭
ہاتہن آو ٹہای کٹ گرپو لچکای دُواو بہو نہین نچای اب بین مٹکای کی ٭
نیور بجای جب بہای سُون دہرت پای لاگت ہی گت آئی تیری یک دہای کی

امول بلاقیمت حاصل دوہا اے پرمد دل اس تفس جسم بیش قیمت پر از خوبی مین تیرے پیارے یعنی مالک نے جملہ سامان آسایش مہیا کر دیا ہے پس تو بھی بہ صنعت دل ہر وقت ہمہ اوست ہمہ اوست کی آواز کر؛

دوہا

ہم دیپک تم ہو پتنگ اجگت کہی سُنائے
بن دیکھی نہین رہ سکھون دیکھین ہی سو جائے

دیپک چراغ پتنگ پروانہ اجگت مثال ناموزون حاصل دوہا تم چراغ ہوا ور مین پروانہ اگرچہ یہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا میرا یہ ہے کہ مین مثل پروانہ بلا دیدار ضبط نہین کر سکتا اور بروقت دیدار جدا نہین رہ سکتا؛

دوہا

ہون چکئی واسندہ کی جہان نہ سورج چند
رات دیوس نہین ہوت ہی نا دکہنا نہ انند

چکی مادہ سرخاب سندہ دریاے شور سورج چند آفتاب ماہتاب رات دیوس شب وروز دکہہ رنج انند خوشی حاصل دوہا سرخاب دریا کے کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نر و مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہین کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریاے قدم کے ہین کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچھ نہین ہے؛

دوہا

دوہا

پیمی ہندو ترک مین ہر رنگ رہو سمائے

دیول اور مسیت مُون دیپ ایک ہین بہائی

پیمی نام شاعر ہندو ہنود ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوۂ حق دیول بتخانہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پیمی ہندو مسلمان دونون مین جلوۂ حق موجود ہے جیساکہ چراغ ہاے بت خانہ ومسجد دونون جگہہ مین ایک ہی جلوہ ہے

دوہا

انٹیا تن کی اُبٹی من پٹوا بھیو مور

سور جہاوی گر گیان سون نبی پیم کی ڈور

انٹیا کلاوہ تن جسم اُبٹی اولجہا ہوا پٹوا پٹوہ گیان معرفت پیم محبت حاصل دوہا کلاوہ اس جسم ابتر وا وبجھے ہوئے کے سلجھانے کو دل میرا پٹوہ ہوا ہے پس سلجھاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے ڈور محبت کو

دوہا

من پنچھی تن پنجرا پانپ بھرو امول

پیارو پورو کر دیو تو بین تو ین بول

من دل پنچھی پرند تن جسم پنجرا قفس پانپ بھرو پرا زخوبی

حاصل دوہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دوڑ دوڑ کر مجھکو آکر گھیرتا ہے ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہین ؏

دوہا

ہم کسان ہت کھیت کی بووین دھیان کی دھان
لونین گیان کی ہاتھ سون ہوی درس کھلہان

کسان کاشتکار ہت کھیت کشت محبت دھیان مراقبہ لونین درو کرین گیان معرفت درس دیدار کھلہان خرمن حاصل دوہا ہم کشت محبت کے کاشتکار ہین اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہین اور دست معرفت سے درو کشت کرتے ہین اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہین ؏

دوہا

نی ریت یا پیت کی پہلین سب سکھہ دیہہ
پاچہین دکھہ کی جیل مین ڈارکری تن کیہہ

نئی ریت نیا طور پیت محبت سکھہ خوشی دکھہ رنج جیل قید تن جسم کیہہ خاکستر حاصل دوہا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پھر قیدخانہ رنج مین ڈالکر جسم کو خاکستر کردیتی ہے ؏

دوہا

من بیندھو واکیس سون ڈھونڈھو کیو بار
بھولو کاری رین کو تا کو کہا بچار

مَن پَارَا تَن کِی گھَڑِی گیَان دَہیَان رَس مُوئے

برَمّہہ اگَن سَون پھونک دِی نِرمَل کُندَن ہُوئے

من دل پارا سیماب تن جسم گھڑی گھڑیا گیان معرفت دہیان مراقبہ رس شیرہ موی ملاکر برمہہ اگن حق بینی نرمل خالص حاصل دوہا کیمیاگر نقرہ وطلا بناتے ہین اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ رکھکر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہین سید برکت اللہ نسخہ طیاری کندن کو کہ جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ بنظر فیض عام بیان کرتے ہین کہ دل سیماب کو بوتہ جسم مین بہ عصارۂ معرفت و مراقبہ تر کرکے آتش ہمہ اوست سے آنچ دو خالص کندن بنجائیگا

جہَان پرِیت تہَان برِہ ہَی جہَان سُکھہ دُکھہ کر دیکھہ

جہَان پھُول تہَان کانٹ ہی جہَان درِب تہان سیکھہ

پریت محبت برہ مفارقت درب دولت سیکھہ مار سیاہ حاصل دوہا جہان محبت ہے وہان مفارقت ہے اور جہان خوشی ہے وہان رنج ہے جہان گل ہے وہان خار ہے جہان دولت ہے وہان مار ہے ؞

دوہا

جَم جَن بَورا ہُوی تون دُورت گھیرت آن ؞

ہَم تو تَب ہین دِی جِکی پَرآن نا تہہ کو پَر آن ؞

جم ملک الموت جن مت بورا دیوانہ پران نا تہہ جان آفرین

چہرہ پر چمکتا ہے ؛

دوہا

تُو نہین تو نہین جو چُھوٹے ہُو نہین ہو نہین ہُوئے

جھارِ بجھاوی کامری رہی اکیلا سُوئے

تو نہین تو نہین انت الحق ہو نہین ہو نہین انا الحق کامری
کمل حاصل دوہا جسوقت مرتبہ انت الحق سے گذر کر مرتبہ انا الحق حاصل
ہوا وسوقت کمل جھٹک کر بجھاوے اور تنہا سو رہے یعنی فنا فی اللہ ہو جاوے ؛

دوہا

رکت پان پکوان تن ہیو رسوین سار

بیٹھی برہا راوری سدا کرت جیو نار

رکت خون پان آب پکوان اقسام طعام تن جسم ہیو دل رسوین سار
مطبخ برہا ہجر راوری راجہ سدا ہمیشہ جیو نار تناول
حاصل دوہا مہاراجہ ہجر مطبخ دل مین بیٹھ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون
اور بعوض اقسام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہین ؛

دوہا

میا موہ من مین بھری پیم پنتھ کو جائے

چلی بلائے جج کون توسی جو ہی کھائے

میا موہ مای ومنی وطمع دنیا پیم نیتھہ راہ محبت حاصل دوہا

من دل بیدہ ہوا دیہاکیس موے سر کاری رین شب تاریک حاصل
دوہا دل اوسکے بالون مین اولجھ کر غایب ہوگیا ہر چند کہ چند مرتبہ ڈہونڈہا
مگر نہ ملا پس جو شب تاریک مین بہولا ہوا وسکا کیا ٹھکانا ہے ❊

دوہا

بہت کینھون سکھہ جان کی پڑی دکھن کی بہیر
کیا کیجی من ہوی گی کٹڑ واکڑ متین پھیر

دوہا

یومنون بالغیب کون آنکھہ مود من پیل
سیکھو گر سون یہہ جگت آنکھہ مچواکیل
یومنو بالغیب یقین لاتے ہین ساتھہ غیب کے گر پیر مرشد حاصل دوہا
یقین لاتے ہین ساتھہ غیب کے اور آنکھہ کو بند کر کے دل اوسمین لگاتے ہین
مرشد سے اسطرح کا کھیل آنکھہ مچیا سیکھو ❊

دوہا

سیما ہم ہو سانچ سو سر نہر آوئی کوی
پرم جوت وا بدن پر جگمگ جگمگ ہوی
پرم جوت نور الٰہی بدن چہرہ جگمگ متجلی حاصل دوہا
جو صدق دل سے سر و پیشانی کو اوسکی جناب مین جھکاتے ہین نور الٰہی اوسکے

کا کیا بیان کرون کہ جسکو دیکھکر شب تاریک شب روشن ہوجاتی ہے ❊

دوہا

کئی بار پھر پھر کی رسنا ان پھر پھر کہات

پھر پھر نیکی لگت ہی پھر پھرنے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پھر پھر کہی بار بار کہا رسنا ان زبان پھر پھر کہات پھر پھر اوسی کو کہتی ہے پھر پھر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے پھر پھرنے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دوہا مژدۂ مراجعت طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پھر پھر اوسی کو کہے جاتی ہے سچ ہے کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے ❊

کبت

میٹھی ہی نپت ہی سُبہائی بہائی نینن کی جاکی رسر چاکہی کو سبھی للچات ہین

پھینکی اور سیمبھی سب کہاہی کی کہا کوُن ہیرا کی سی جوت دیکھی ہوئے نہ سماتہین

کہانڈ کی کسلی مدہ ات ہین ہیوت ہنس رسنان کی پیاری ہی اوٹہن بلات ہین

ایسی ٹیکمارہین ہی اولی بارون کا لپی کی دیٹھہ کی لکھین دیکھوٹوتی نہوجات ہین

محمد عارف بلگرامی جوان قابل صاحب فضایل بود شعر ہندی خوب

محبت دنیا و دولت کی دلمین بہری ہوتی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہے
گویا ایسا ہے کہ بلی نو سے چوہے کہا کر حج کو جاتی ہے ✤

دوہا

اَوَدَہ گئی آئی نہ ہر کر یو نہ ہرچیت چاؤ ✤
برہا تو ہِ آنند ہی موسل ڈہول بجاؤ ✤

اوده وعده وصل و ہم تعداد عمر ہر مطلوب و نام خدا کر یو نہ کیا نہین ہر حیت چاؤ برام خواستۂ دل برہا فراق انند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور مطلوب نہ ملا کہ اوسکے ساتھہ عیش و آرام کرتے اے ہجر تجھکو مژدہ ہے کہ بخوشی موسل یعنی چوب کلان و دبیز سے خوب ڈہول کو اب بجاو ✤ میر عبدالواحد ذوقی بلگرامی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین در رسالہ طوطی ناطقہ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ از انجاست ✤

دوہا

بَرنُون واحِد کَون بدہ کِرَتن کی دُت جُوت
رَین اَماوس جاہ لکھہ پُورَن ماشی ہُوت

برنون بیان کردن واحد نام شاعر یعنی ای واحد کون بدہ کسطرح گتن عورات دت چمک جوت روشنی رین اماوس شب تاریک جاہ لکھہ جسکو دیکھہ کر پورن ماشی شب ماہتاب ہوت ہوتی ہے حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ مین عورات کی چمک اور روشنی

لَالَ بیندُ لی جُت اَلکَ لَکھہِ آوتِ آیمان َ

پہَن سَت اَنکَ مَنیکَ کِی مَن ڈہوکین لپٹان َ

لال سرخ بیندلی قشقۂ مدور الک زلف جت کے ساتھ لکھہ دیکھہ ایمان مثال نہین پہن کفچہ مار ست انک صد منیک مارسیاہ من مہرۂ مار دہوکین شک لپٹان لیتے ہین حاصل دوہا پیشانی پر قشقۂ مدور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آویزان کی مثال بجز اسکے دوسری خیال مین نہین گذرتی کہ صد کفچہ ہاے مارسیاہ بہ شکل وطمع مہرۂ مار ہر جانب سے لپٹے ہوے ہین ❊

نتر برنن دوہا

لَکھہِ چکھہ بین بَہرُو بہا وام مانُون لھکگ مین َ

چکھہ پَد دِ یرکھہ کَرت ست لک دینھی ہِی آین َ

ایضاً

کھنج تھکی لکھہ چپلتا کوُ رنگ چکی لکھہ رنگ

مین چکی درگ بین لکھہ چھب لکھہ چکی ترنگ

کھنج صوہ چپلتا شوخی کو رنگ آہو مین ماہی درگ آنکھہ بین دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صوہ شوخی چشم اور آہو رنگ چشم اور ماہی درازی چشم اور اسپ خوبی چشم کو دیکھکر حیران وخجل وششدر ہین ❊

می گویہ و مضامین دلنشین می آرد برخی ازان درین جریدہ ثبت میشود

ارنکہہ سکہہ دوہا منگلاچرن

بال بال کی بال کو بیوری بہید نیاے
سکہہ نکہہ تین بالن بین کنگہی کون نہ سماے

بال عورت و موے سر بیوری جداکرے بہید راز سکہہ مکہہ سرا
کنگہی شانہ حاصل دوہا اے سکہی اس نازنین کے موے سر کو جو
جدا کرتی ہے واقف راز نہین ہوسکتی جب تک کہ مثل شانہ کے سینہ ہر مو
نہ در آوے گی حاصل مدعا یہہ کہ جب تک شاعر محبت عورات مین دل ا
نہوجاوے بیان سراپا ناممکن ہے

بینی برنن دوہا

سمد ہیو متہہ مین من لی جگ کرت انیت
بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمد دریا ہیو دل متہہ بلوکر مین من ماہی دل جگ دنیا ا
ظلم بینی چوٹی سیس سر مدہ درمیان کو بینی خلاف
طریق حاصل دوہا دریاے سینہ سے ماہی دل کو پکڑکر دنیا مین ظ
کرتی ہے یہہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے

مانگ برنن

بچہو ہتو کی نان بچہو اند اہد بہچہہ سوے
مانگ بہیکہہ جہلکت سو یہہ یساکہی کلا جو گو بے

ناسا بینی چکھہ آنکھہ ہب دونون حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ ایک نال
مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہ عجیب تیری نال بینی ہے کہ جسمین دو کنول
یعنی دو آنکھہ ہین ؛

نتھہ برنن دوہا

رتیۃ نتھہ کی جھولن نرکھہ لینہی من یون پاے
مکتن ڈار کو ناک مین سنگ ہنڈورا آے

مکتن مروارید و مرتاض ناک عالم بالا وبینی حاصل دوہا عورت کے حلقۂ
بینی کے جھولن دیکھکر دلکو یون خیال ہاتھہ آتی کہ گویا مروارید خواہ مردان
مرتاض نے بینی خواہ عالم بالا مین جھولا ڈالا ہے آکر ؛

کرن مکت برنن دوہا

مکت بہی جب تپ تو ڈ ناک باس تو آس ؛
کانن کانن مین آجون تب بت کرت نواس

مکت مروارید و مرتاض جب تپ ہر چند کہ ناک عالم بالا وبینی باس جاے
سکونت تو آس بہ آرزوے تو کانن جنگل کانن گوش تب بت
تیرے واسطے نواس متمکن حاصل دوہا ہر چند کہ مروارید یا
مرتاض ہوے الا تیری بینی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہین اور صحرا و گوش مین
تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہین یعنی مروارید بہ تمناے قیام بینی گوش
مین اور مرتاض بہ تمناے عالم بالا صحرا مین جاگزین ہین ؛

لالری برنن دوہا

ایضاً

بس پھیلت انکی لکھت سن پاوت نہین چین
کن پرکاش بج گن کرین پر جہک راس توین

بس زہر پھیلت پھیلتا ہے کن کیون نہ پرکاش ظاہر بج گن کرین صفت خود کرین پر جہک راس برج عقرب تو نین تیری چشم حاصل دوہا انکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دلکا چین جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پھر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ٭

کرن برنن

گنیا کیون کہہ سکت تیہہ سمتا سیت پرکاش
جاکا نن بت کی کرت مکت ناک بین باس

گنیا اہل ہنر سمتا مثال سیت سفید پرکاش روشنی کانن جنگل و گوش مکت مروارید و مرد آزاد ناک عالم بالا وبینی باس جاے سکونت حاصل دوہا اہل ہنر تیرے گوش کی آب و تاب اور مثال کو بیان نہین کرسکتے کہ جن کانون مین بیٹھکر ریاضت کرتے ہین مروارید بہ تمناے قیام بینی دوسرے یہہ کہ جس جنگل مین مرد آزاد عاقبت بخیر ہونیکے واسطے ریاضت کرتے ہین ٭

ناسا برنن دوہا

لب بہت ہی ایکی کمل ایک نال مین آے
او بہت ناسا نال جیت چکہہ ب کمل لکہاے

خوشنما ہے اے سکھی زنبور سیاہ بطمع خوشبو گل کنول ہین اکثر پہنسکر رہجاتا ہے ؛

وسن برنن دوہا

لکھیئت کچھہ اتپات سوالی دسن ہین ناہنہ ؛

بھان اودی ہون دیکھی نکھت بال بدہ ماہنہ

اتپات فتنہ بھان اودی طلوع آفتاب نکھت ستارہ بال بدہ ہلال حاصل دوہا اے سکھی نایکا کے سلک دندان نہین ہین کچھہ آثار فتنہ ہین کہ بروز روشن ستارہ ہلال ہین نظر آتے ہین ؛ دیہن ستارگان کا متصل چاند نظر آنا آثار بد ہین روز روشن مراد از چہرہ ستارہ مراد از دندان ہلال مراد از ہر دو لب ؛

دس برنن دوہا

دسن مکت کی جوت ہی ہنسن جہان درسائے

بیج کہری دب جات ہی پھول جہری بجھہ جائے

وسن دندان مکت مروارید بیج برق کہری زیادہ پھول جہری پہلجہڑی نام آتشبازی حاصل دوہا جسوقت وہ خندہ کرتی ہے چمک مروارید دندان سے برق شرمندہ ہوتی ہے اور پہلجہڑی بجھہ جاتی ہے ؛

مکھہ جوت برنن دوہا

انگ نہ انگ سپنگ کی اور مرگ انگہو ناہنہ

تو مکھہ جوت لکھہ رسن جر دیو داگ ہیہ ماہنہ

نتھہ موتن بیچ لاکری راجت ہی اینہہ مود
مکت رمت مثون ناک پرا اندہ بدہ سو کھہ گود

راجت ہی خوشنا ہے سودھ وشی مکت مروارید و متراض ناک عالم بالا دینی اندہ بدہو عروسک حاصل دوہا حلقہ بینی کے موتیون کے درمیان مین یاقوت سرخ نہایت خوشنما ہے گویا مروارید عروسک کو گود مین لئے ہوئے ہین دوسرے یہہ کہ گویا مرد متراض حورون عالم بالا کے ساتھہ سیر کرتے ہین ✤

ادہر برنن دوہا

ادہر امی دہر ہیت کنھہ بال سدہا دہر بھال
سیچو اوٹھن ناس لگ ادہر گاڈھ مرنال

مرنال نال کنول ادہر لب ہاے سدہا دہر ماہتاب بال عورت ✤ حاصل دوہا اے نازنین تیرے لبون مین آب حیات ہونے کی یہہ وجہہ معلوم ہوتی ہے کہ تیرا پیشانی ماہ لبون کو براہ نال بینی آبحیات پہونچاتا ہے -

مسا برنن دوہا

لسا مسا اترس مسا بسا کپولن سوبہہ
رست الی کال کلن مین بہنا سوبہہ کی لوبہہ

بسا زیبا مسا تولول ات رس مسا ماآب بسا شکل ہے کپولن رخسارہ سوبہہ خوشنا رہت الی رہتا ہے کہی ال بہونرا سوریہہ خوشبو لوبہہ طمع حاصل دوہا تولول یعنی مسہ زیبا بہ آب وتاب رخسار نازنین کا

تھوڑہی زنخدان سوبہا خوبی چتی دیکھکر بال عورات حاصل ذدہا
تیری زنخدان کی خوبی کو دیکھکر کیون نہ طالب تیرا تیری تمنا و آرزو کرے کہ
جسکو دیکھکر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہین ؛

کنٹھہ برنن دوہا

نارِ یو کوٹ کپوت کو دِیکہہ کنٹھہ ابہرآم
گنہین لوُن ان بج گریَن ڈارِ یو پٹکا سیام

کوٹ کرور کپوت کبوتر کنٹھہ گردن ابہرام خوبصورت گنہین گنہگار
پٹکا سیام کربند سیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکھکر کرورون
کبوتر شرمندہ ہوے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنہگارون کے طوق سیاہ
اپنے گلومین ڈالے ہوئے ہین کبوتر کی گردن طناز و ملیح ہوتی ہے شاعران
ہندی نے تشبیہ اوسکی گردن محبوبہ سے کی ہے ؛

پیکہہ ریکہہ تو کنٹھہ کی جیہ کپوت دہر تیکہہ
پہانسی پہانسی بج گریَن ہیّت داگہ بیکہہ

پیکہہ دیکہہ ریکہہ خط تو تیری کنٹھہ گردن جیہ دل کپوت کبوتر
دہر رکہہ کر تیکہہ غرور پہانسی کمند پہالسی ڈالی بج گرین
اپنی گردن مین حاصل دوہا دیکھکر خط تیری گردن کے کبوتر
اپنے دلمین بس خجل ہوا اور کثرت خجالت سے کمند کو اپنے گلے مین پہانسی
کہ داغ ہاے گلو کبوتر سے ثابت ہے

کنٹھہ سر برنن دوہا

انک نشان انگ جسم مینک ماہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل دوہا قرص ماہ مین نہ نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک دیکھکر ماہ سوختہ ہوکر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ مین داغ سیاہ دیا ہے ؛

مکھہ جوت برنن دوہا

مُکھہَ دِیپتِ وا بدن کی اُپمان ہین سب ہین

جا مُکھہ جُوتِن مُوتِ ہی رجنی پت دِت چھین

دیپت روشنی بدن چہرہ رجنی پت ماہتاب دت چھین ناقص النور حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے سے ماہتاب ناقص النور ہوتا ہے ؛

مکھہ باس برنن دوہا

ڈگر ڈگر تو نگر کی گُنجت مد بکر پنج ؛

کینہو تو مُکھہ باس نے بھون کُنج بن کنج

ڈگر ڈگر راہ راہ نگر خانہ گنجت خوش آواز مد بکر زنبور سیاہ پنج جوق جوق بھون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دوہا تیرے گھر کی راہون پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہین اے گلشن، خوبی تیری خوشبو دہان نے تیرے گھر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ؛

تھوڈہی برنن دوہا

تو ٹھوڈہی سو بھا جتی کیون نہ لال للچا نہہ

جہہ لکھہ ٹھوڈہی ہاتھہ دی کہری بال اچہتا نہہ

کانکھہ برنن دوہا

کنکھیان لکھہ اِن بَانہہ تَر سکھیان ہین اَچیت

سُدہا سندہ سبھ لہرتین پری سندہ کنہہ سیت

کنکھیان ہردو بغل لکھہ دیکھکر اچیت غافل سدہا سندہ دریائے آبحیات سب دو لہر موج پہری پڑی سندہ خلا کہہ سیت کیون حاصل دوہا تیرے دونون بانہون کے نیچے دونو بغلون کی خوبصورتی کو دیکھکر سکھیان خود فراموش ہوئین کہ دونون دریائے آبحیات مین کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج مین فصل و خلا کسواسطے ہے ❊

پہنچا برنن دوہا

کُوٹ اُوپایَن سُون آلی بَلی کَرین بِدہ سَاتہہ

پی پہنچن وا کی نہین پہنچت اُپمان ہاتہہ

کوٹ کرور اوپاس تدبیرون سے آلی اے سکھی ملی بانہہ ایمان مثال حاصل دوہا کرور ہا تدبیرون سے اوسکی خوبی ہاتھون کی بیان ہوئی مگر اوسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد مثال پہونچ نہین سکتا کہ اوسکی خوبصورتی کا بیان کرسکتے ❊

پورین برنن دوہا

بَہاوت چیت آوت ہین لکھہ انگرین چہبا ین

پُورن پُورَن رس کِیو نہون گانٹہہ ڈی ہین

سُنی جھنک سُر لیت ہین سم سُو کنٹھہ کی کُوک
چاتک ہیے دو ٹوک ہوی جر کھُوکن بہی مُوک

سنی جھنک سنکر آواز سر لیت ہین سر لیتے مین سو کنٹھہ خوش گلو کی کی کوک آواز چاتک پپیہا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹکڑے کھوک کویل موک خاموش حاصل دوہا آواز خوش گلوے نایکا کی سنکر پپیہا کا جگر دو ٹکڑے ہوا اور کویل کثرت خجالت سے خاموش ہوگئی ؛

نار برنن دوہا

نارِ نار لکھہ کی رہین ناریَن ناز نوائے
ہاریَن ساریَن بھر کی ہاریَن ہاری کھائے

نار عورت نار گردن ناریَن عورات ناز نوائے سرفرو بھر کی پشیمان ہوکر حاصل دوہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھکر جملہ عورات سرفرو ہوئین اور ہار گئین تمام پشیمان ہوکر اور ہارین ہار کر ؛

بانہہ برنن دوہا

پاس تُلت تو بانہہ کی بیت اَجگت ہیت
جیو لیت بدھ کر پرین یہہ پیتم جیہ دیت

پاس پھانسی پرین عزیزدن حاصل دوہا اے محبوبہ پھانسی کی مانند تیرے حلقہ ہر دو دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پھانسی جان لیتی ہے اور یہہ پھانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ؛

روماول موے نرنرم شکم بلیسر رنگ حلقہ بینی مرادار طاؤس گیج شوپستان
تج چھوڑکر نابھی لبہرسوراخ ناف بھونگ نار حاصل دوہا
یہہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا پر نہیں ہے گویا بخوف طاؤس حلقہ بینی ما سیاہ
پستان یعنی مقام جاے سکن اپنے کو چھوڑکر رجوع بطرف سوراخ ناف ہے ۞

کچ اگر سیامتا برنن

لست بام کچ سنبھہ پر نہین سیامتا رنگ
رہیو منو بھو کون دہی سرجہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبھہ پستان سیامتا سیاہی
منو بھو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکھی سر پستان
نایکا پر کہ جو مد ور بہ شکل مہادیو ہین سیاہی نہین ہے مہادیو نے جو شہوت
کو جلایا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکمہ پستان پر نمودار ہے ۞

ارج سندہ برنن دوہا

آلی بھلی بدہ جان تون ارجن سندہ کوپ
ادہر امی کی جرن ہت راہ نابھہ کی کوپ

ارجن سندہ فصل درمیان ہر دو پستان نوپ عدیم النظیر ادہر لب
امی آبحیات جرن ہت جہت خورش نا بہہ ناف کوپ چاہ
حاصل دوہا اے سکھی تو یہہ یقین تصور کرکہ درمیان ہر دو پستان
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبحیات لب ہاے
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

بہاوت چت خوش آتا ہے دلکو اوت ہین آتا ہے دلین لکھہ انگرین دیکھکی انگشت چھب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ رس کیو شیرہ خوبی بہرا ہے گانٹھہ دنی گرہ دیگر مین حسن مجسم نے حاصل دوہا اوسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلکو خوش آیندہ ہین اور مثال اوسکی دل ہین یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ مین عصارۂ خوبی بہر کر گرہ لگائی ہے ✤

روماول برنن دوہا

مانگ انک جو سیامتا مٹی الی تون دیکھہ

اودر آن سو پر گھٹی روماول کی بھیکھہ

مانگ انک مانگ ہین جو نشان سفید خط جو سیامتا اوسکی سیاہی اودر شکم پر گھٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بھیکھہ صورت حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان ہین جو نشان مانگ سفید کا اے سکھی تجھکو نظر آتا ہے اوسکی سیاہی معدوم ہونیکی یہہ صورت ہے کہ وہی سیاہی بہ شکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکھہ لی مراد یہہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ✤

ایضاً دوہا

روماول نہہ جان تون لکھہ بیسیر سکھی زنگ

کچ سو تج منو تک چلیو نابھی ببر بھونگ

لٹ کر اڈیٹھہ غایب اینٹھہ بل نینہہ مشکل ہے بدہ سنگہ
نفاق پیرگٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہر صورت پذیر ہوکر جگ دنیا
منگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دوہا کمرنا پیدا کا بیچ و تاب
ہے بمشکل تمام اتصال ہوکر ظاہر ہوا ہے بہ تغیر صورت دنیا مین جوش نشاط
کا وجود

کام بھون برنن دوہا

تیری نابھہ تر کو اَلی برنن کرت سکات
بُدہ بج ہیئہ سکچت جہان اوپان جات لجات

نابھہ تر زیر ناف برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ
عقل بج ہیہ اپنے دلمین سکچت پس و پیش کرتی ہرا و پمان مثال
جات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیر ناف یعنی
اندام نہانی کی تعریف کرنے مین شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہہ کی
رسائی مین پس و پیش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے اوسکو شاعر
کیونکر بیان کرسکتا ہے

چرن برنن دوہا

اَمل کمل واچرن کی لہی نہ سمتا این
جاپر بھنور ن شون سدا بھرت ہین جگ نین

نابہہ برنن دوہا

نابہہ بہنو لوٗن دیکہی رُوپ سِندہ تو گات
سکہان کبہی کوٗن بدہ اوٗ پان بوڑی جات

نابہہ ناف بہنور گرداب لون طرح روپ سندہ دریا حسن تو گات تیرا جسم سکہان تعریف او پان مثال بوڑی جات غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریاے حسن مین ناف گرداب ہے تعریف اوسکی کیونکر بیان کرون جو مثال لاتا ہون غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برنن دوہا

اِی ری تیری لنک تین الکہہ رُوپ سرسات
جاتین سب پرکاش ہی وہی نہین درسات

لنک کمر الکہہ روپ جو نظر نہ آوے سرسات زیادہ ہوتا ہے درسات دیکہتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر سے اللہ کی صفت غایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہین آتا ہے

ایضاً

کٹ آدیٹہہ کوٗن اُیٹہہ لون بہیونٹہہ بدہ سنگ
پرگٹ بہیو ہی بہیکہہ دہر جگ امنگ کو انگ

ایمان شاں اوپ روشنی جات روپ طلا حاصل دوہا
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی کوئی مثال خیال مین نہین آتی اوسکا
جسم طلائی دیکھکر حسن کا بہی حسن شرمندہ ہوتا ہے -

چھب برنن دوہا

چھبِ جھلکتِ مُنہہ جھلک تین مَن لاگتِ اُیمانَ
مُوتِ اُودِی سَسِ کی مَنُون سَمدسَلِل اُولتھانَ

چھب خوبی اودے طلوع سس ماہتاب سمد دریاے شور سلل آب اولتھان برسر طغیانی حاصل دوہا روشنی چہرہ اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے مین اس قسم کی خوبی و روشنی عیان ہے کہ مثال اوسکی ناپیدا ہے گویا ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھکر آب دریاے شور برسر طغیانی ہوتا ہے یہان ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد ازدیاد خوبی جسم نایکا سے

سکمارتا برنن دوہا

کیُون وہ بہوکھن کنکِ کی سبجیُ انگ سُکمارَ
نیٹھہ نیٹھہ مگ ڈگ دہرت نارِ مہاور بہارَ

بھوکھن زیور کنک طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ بمشکل مشکل مگ راہ ڈگ دہرت قدم رکہتی ہے نار عورت مہاور رنگ عنابی بہار بار حاصل دوہا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زیب بدن کرے

اہل صاف سمتا این خانۂ شال بھرت بلاگردان جگ نین
چشم ملق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پائے صاف گل نیلوفر
سرخ کی شال خانۂ شال ہین نہین ہے کہ جن پہ دل مخلوق شل زنبور سیاہ
کے بلاگردان ہستے ہین

اٹیڈی برنن دوہا

تو ایڈن سکھان کی ہین آیان سب ہین
موڈہ بوڈہ جابرن لہہ اندبد ہو بدلین

اٹیڈن باشنا سکھان تعریف ایمان شال موڈہ بے عقل
بودہ عردسک جابرن لہہ جبکے ہمرنگ ہوکر اند بد ہو
عردسک و منکوحہ راجہ اندر پدہ مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین
تیری باشنا پای کی اگر تعریف کرون تو شال اوسکی ناپیدا ہے بے عقل بوڈہ
یعنی عردسک کا نام جس باشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے اندبد ہوکہ
نام منکوحہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہوا یعنی بجاے نام بوڈہ خطاب
اندبد ہو کا پایا اور بوڈہ و اندبد ہو یہہ دونون نام عردسک کی زبان
ہندی ہین۔

گات برنن دوہا

اُپمان کو اُدلا گت نہین وا تن اَدپ انوپ
جات رُوپ سی گات لکھہ جات رُوپ گو رُوپ

غلطی کو معاف فرماویں

از سکھہ نکھہ کبت جوڑا برنن

کیدھون بدہ ببدہ بدہاں چھندبند کربا ندہیو تمراج گانٹھہ سوہت اسیت ہے

کیدھون رس ہیہات کی للت نوین لتا سندر ادو وار بہل تا کو جہب دیت ہے

کیدھون کام نٹ کہری کندن جہری بین دہری نیلمن کوئی دان براین کو لینت ہے

کیدھون ہیم سان بین مدن بیٹھو آسن کی کیدھون تیہ تیرو جوڑو نیہہ نکیت ہے

کیدھون شاید بدہ ببدہ بدہ ہاں تدبیرات انواع انواع چھندبند مکر و فریب باندہیو تمراج باندہا ہے تاریکی کو گانٹھہ گرہ سوہت خوشنما اسیت ہے تاریک ہے رس میچک جوش سیاہی للت خوبصورت نوین نئی لتا بیل و تخته اووار نیاض کام حسن مجسم نٹ رس بازکہری اچھی کندن چہری چوب طلائی نیلمن نیلم ہیم سان چوکی طلائی مدن محبوب بلیع ینہہ محبت درروغن سیاہ نکیت خانہ حاصل کبت اے ماہ رو تیرے سر پر جوڑا سیاہ نہیں ہے

کہ زنگ مہاورکا جو اوسکے پیرون پر لگا ہے اوسکے ہی بارکو بارگران سمجھکر بشکل تمام قدم راہ پر رکہتی ہے -

سوبھا برنن دوہا

تیہ جیہر جیہ پہر ہری تاتین بدہ بچار
متواری ہتیار لون راکہی بہوکہن ٹار

تیہ عورت جیہر نام زیور جیسیہ پہر ہری دلونکو نایل کیا تاتین اسواسطے بدہ بچار از راہ فہم رسا متواری شراب خوار مخمور ہتہیار اسلحہ لون طرح راکہی رکہی بہوکہن ٹار زیور اوتارکر حاصل دوہا اس نایکا کے زیورپارے نے دلون کو بزور مطیع خود کیا لہذا بخیال اسکے کہ مخمور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہین تمام زیور اوتار رکہا گیا -

نکہہ سکہہ پور تیا دوہا

پرتہم رچیو سکہہ نکہہ برن عارف نپٹ اجان
بدہ جن جان شد ہاریو چہمیو بدہ ندہان

پرتہم اول ہی مرتبہ رچیو تصنیف کیا سکہہ نکہہ سراپا برن بیان نپٹ اجان سراپای علم بدہ جن کملا و فضلا چہمیو معاف کرین بدہ ندہان مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپا سے نہرنے اول ہی مرتبہ یہ سراپا تصنیف کرکے بیان کیا ہی لہذا کاملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

اچھے انکھہ جھین آنکھونمین سہات خوش آیند حاصل کبت اے نازنین
تیری چشم شاید حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہین یا دریاے سرجو کے دو
گل نیلوفر نو شگفتہ و خوشنما ہین یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ
رکھے ہین کہ اس سے خوبی کو دو بالا کرتے ہین یا دو صعوہ خوبصورت ہین
کہ دل کو اپنی حرکت سے محظوظ کرتے ہین یا دو زنبور سیاہ چاشنی گیر نروماده
ہین یا نو خیز طنّاز ہین یا جدول طلائی ہین بہرحال یہہ تیری آنکھین خوبصورت
وصاف و بہتر میری آنکھون کو خوش آیند ہین +

مکھہ برنن کبت

باسرن ہوا ایتو ادت امل جوت واکو نس ہی ہین اولوکی لوک لوک ہے
بھانُ بدمان یا کی مہان سمان مان ہبین دن واکون دن پردیہہ شوک ہے
پورن پرکاش سدا اسدہا کو نواس دیکھو رہت دوکھت جا ہین بنت سوکوک ہے
یا کون کلنکت کلنکت لکھوی واکون تیرو مکھہ چند بال چند سم کوک ہے

باسرن دن اوت روشن امل صاف نس رات اولو کی دیکھی
لوک ملک بھان آفتاب بدمان موجود شوک رنج پورن
پرکاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدہا آبحیات نواس مسکن
کوک سرخاب کلنکت بلاعیب کلنکت باعیب مان عورت سم مقابل
و برابر کوک ہی کون کیے حاصل کبت اے نازنین تیری چہرہ ماہ کی طرح

شاید تدبیرات انواع انواع و مکر و فریب سے تاریکی کو باندھا ہے کہ جسکی یہہ گرہ سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہہ خوبصورت ایک بیل ہے کہ جسکا ثمر خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن باز نے چھڑی طلائی مرصع نیلم کہ مراد قد اور موے سر نازنیکا سے ہے حاصل کرکے اب خواستگار جان ہے یا چوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جعد موے سر ہے رونق بخش ہے یا اے نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گھر ہے ؛

نیتر برنن کبت

کیدھوں سین کیتن کی سرکی ہین اوبھی مین کیدھون بنج سر جو کی سراوداہین

کیدھون پر پھلت ارن سر سج تا مین نیل کنج الکی کرجلت تاکی سوبھا سرسات ہین

کیدھون جوری بھوری کل کنجن کی سجن ہی رسک ملند کیدھون دینت کہات ہین

نیٹ نویلی ال بیلی ہیم سیلی کیدھون تیری سیجہ اچھی میری چہین سہات ہین

کیدھون شاید مین کیت حسن مجسم سر تالاب او بھی دونون مین مچھلی بنج نیلوفر سر جو سر دریاے سر جو پر پہلت شگفتہ ارن سر سج سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سوبھا خوبی سرسات زیادہ جوری دو بھوری بھولی کل اچھی کھنجن ممدوہ رنجن تسکین دہ رسک چاشنی گیر ملند زنبور سیاہ دینت نر و مادہ بکھیات ظاہر نیٹ نویلی نوخیز ال بیلی طنازہ ہیم سیلی جدول طلائی سیجہ صاف

ہرسہ عالم سکیل فراہم کرکے بدہ جان خالق نے سمجھکر جان تیہ ران عورت
ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوبہ تیری ران ہا کی تعریف کیا لکھون
کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوز کمر سے آزاد ہوکر اور حلقہ زنجیر اپنی خرطوم مین
لیکر اظہار نیاز کرتی ہے اور یہہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ تنہ موز خرامان نشیبہ ران
ہے اور بس خوبصورت و خوشنما لایق صحبت و خوش آیندہ ہر وقت مین حسن محسم
نے قالب حسن مین ڈہال کر بہت پاک وصاف آراستہ کئے ہین میرے نزدیک
خالق نے حسن ہرسہ عالم کو یاد سے فراہم کرکے رانین عورت کی بنائی ہین ؛

ناسا برنن کبت

سُکھمَان اَکھنڈ سُکٹ سُنڈن کی کھنڈن ہی منڈن مُکھہ منڈل کبا بہلا کہی ہے
تِل کُوسُمن تا وُتُول تن یا وی نہن تُوین کیتن کی چھبین بُدہ بہا کہی ہے
سُکھمان اَل مہا کُومَل نُوین اتِ رُوپ سر سَبج کلی سیب تا کی ہے ؛
راچیو سبج نیہہ تین بدہا تا تیہ مُکھہ دیپ تا کی دُت ہیت ناسا باتی سم راکہی ہے
سکھمان خوبصورتی اکھنڈ لازوال سکٹ سنڈرن منقار طوطیان کھنڈن
مٹانے والی منڈن زیور مکھہ منڈل حلقہ چہرہ تل کوسمن گل کنجد
اَمل صاف مہا کومل نہایت نازک نوین نورسیدہ روپ سر دریا حسن
سبج کلی شگوفہ گل کنول سیب خدمتگذار نیہہ محبت ورغن بدہا تا برہما خالق
تیہ مکھہ دیپ چراغ چہرہ عورت تا کی اوسکی دت ہیت روشنی کیواسطے ناسا بینی
باتی فتیلہ سم مثل راکہی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے
نازنین تیری بینی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طوطیان اور زیور

کیا لکھون آول یہہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرۂ ماہ بروز روشن بھی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ مین اوسکی روشنی کو اپنی روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے ملول ہوتا ہے کہ میری نیبت مین بھی یہہ بدستور روشن رہیگا دوم طلوع ماہ مین جانور سرخاب صدمۂ مہاجرت سے ملول ہوتا ہے اور یہہ تیرا چہرۂ ماہ ہمیشہ راحت رسان وشب و روز منور و سیراز آب حیات ہے سوم یہہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی وتنزل کا ہر ماہ دامنگیر رہتا ہے اور تیرے چہرۂ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے چہرہ کے مقابلہ مین شاعر مثال ماہتاب کو کیونکر موزون کر سکتا ہے +

جان برنن کبت

کری ہوئی اربن کر سانکر کری ہی دیکہہ نیت اچنبھا بھری رہتا ک چہاجی ہے

سندر سرت دنت سوبھونت راجت ہی رچنا رچ رچ کرن براجی ہے

ات ہین سردپ ڈہاری ہے روپ ہیکی سانچی مانون کاریگر مین اچھی صورت سماجی ہے

سکھمان ترلوک کی بکیل سوچ سوچ ات میری جان بدہ جان جان تیہ ساجی ہے

کری نیل مادہ اربن آزاد از دشمن کرہاتھہ سانکر زنجیر کری ہی کی ہے نیت اچنبھا بھری سخت تعجب رہتا درخت موزگت چال چہاجی خوشنما سرت دنت لائق صحبت رچنا رچ نہایت اچھی صورت رچ کرن خوش آہنگ باری ڈہالی ہوئی سانچے قالب کاریگر مین حسن مجسم کاریگر سکھمان خوبی ترلوک

صفت زنبور سیاہ تامرس کنول سمن گل سکھان خوبصورتی
سموہ انبار لمہ پاکر اگھات ہے آسودہ ہوتی ہے حاصل کبت زن
نازنین خیابان حسن مین خوبصورت تل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر
معلوم ہوتی ہے یا خمیدہ چوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعاع جلوہ افروز
ہے زنگولہ پاے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور ہمین چمن تعریف
سرور در سرور حاصل کرکے آسودہ ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صف زنبور سیاہ
گل کنول پر آراستہ ہے زنگولہ پاے نازنین نہین ٭ نثر خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ خامۂ خوش خرام بمنتہاے این قلم در رسید و سیاحتے کہ آغاز
کردہ بود بانجام رسانید و باقتضاے ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاد
ختم کتاب بر نظم ہندی دست بہم دادہ چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو
قرآن عظیم است و جواہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رح در تفسیر
در منثور می گوید تحت قولہ تعالے طوبی لہم وحسن مآب اخرج ابن جریر و
ابو الشیخ عن سعید بن مسجوح قال طوبی اسم الجنۃ بالہندیۃ و نیز شیخ جلال الدین
سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر از سبدلہ صاحب کتاب برہان نقل
میکند والسندس رقیق الدیباج بالہندیۃ و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن
جعفر ابن محمد عن ابیہ فی قولہ تعالے یا ارض ابلعی مارک اشربی بلغۃ الہند علماء
فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افصح آیات قرآنی ست و ابداع بینات اسماے
وقوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است
این چنین ست در سرو آزاد و ختم این کتاب در سنہ دو از دہ صد و نود و
ہفت ہجری بوقوع پیوست و در بلدۂ فرخندہ بنیاد نقش تالیف بست چشم از
یاران دادرس و عزیزان صبح نفس آنکہ اگر گوشہ چشمی برین سرمایہ ناسرہ اندازند

حلقہ چہرہ ہے گل کنجد کی اگر مثال دی جاوے تو اوسکی خوبی بھی ہم پلہ خوبی تیری بینی کی نہین ہوسکتی کیونکہ صد ہا خوبیان بہ مقتضاے عقل تیری بینی مین پائی جاتی ہین نہایت خوبصورت وصاف وبس نازک ہے کہ دریاے حسن کے گل نیلوفر کا شگوفہ نوخیز جسکا خدمتگار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی وصفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اوسکی روشنی کیواسطے یہہ تیری بینی مثل فتیلہ کے بناکر روشن کی ہے ٭

نوپہ برنن کبت

رُوپ کو کیدار سم سُندر اجِر تا مِن تِرل کنک کیسی لتا دَرسات ہے ٭

کیڈ ہون چھری کھری کلدہوت کی نور ہی جاگی جَب کچن کی چھٹا چھرات ہے

نو چُرنو ین نیلمن کی نگن جٹیو تا کو کرد یٹھہ اتنہہ اُ د پان سہات ہے ٭

بھونرن کی پانت تا مرس کی سُمن پر سُکہان سَموہ لہہ سُکھہ سُون اگہات ہے

روپ حسن کیدار تھالا سم مثل وبرابر سندر خوبصورت اجر صحن ترل جوان وخوشنما کنک طلا لتا شخنہ وبیل درسات معلوم ہوتی ہے چھری کھری چوب دستی بہتر کلدہوت طلائی نور ہی خمیدہ چھب خوبی مرتیچن شعاع چھتا مجمع چھرات جلوہ دہ نو بزرنگولہ نوین نوطیار نیلمن نیلم نگن نگ ہاے جٹو مرصع دیٹھہ نظر اتنہہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش ہوتی ہے بھونرنکی پا

دیده باشی شنیدم که نشانمند اوج برآمد و بآئین پرستی یکچند بر آستانش شنیده باشی دیدم که بلندی نام دارد ٥

نور الحسن کلیم بنوشت — خوش تذکره که جان نوشتم
لعلی ست ز معدن معانی — در صدف بیان نوشتم
اوصاف معانی بلندش — بر صفحهٔ آسمان نوشتم
آواز درای نالهٔ دل — بانگ جرس فغان نوشتم
در عهد رئیسه که آن را — شاه فلک آستان نوشتم
آن شاه جهان که در ستایش — برهمزن بحر و کان نوشتم
تاریخ گر از شهیر خواهی — نیرنگ سخنوران نوشتم ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ چکیدهٔ خامهٔ بلاغت جامهٔ نواب مرزا داغ دهلوی سلمه الله

سیدی نور حسن خان بهادر ذیجاه — آنکه با نطق کلیم ست و بطبع است سلیم
منتخب کرد چو اشعار بگفتم تاریخ — نور الهام جدید و ید بیضای کلیم ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ از سید جمیل احمد سهسوانی

جمیل این تذکره آن رونق رنگ سخن دارد — که مقبول دل و مطبوع هر طبع سلیم آمد
ز دل بر لب پی تاریخ این گلدستهٔ رنگین — تماشاگاه معنی جلوهٔ طور کلیم آمد ۱۲۹۷ھ

قطعهٔ تاریخ از معدن شیوا بیانی سید قدرت علی شمیم سهسوانی

چیده بمضمون و منتخب اشعار — داخل تذکره چو شد فی الحال
سال تاریخ او شمیم نوشت — انتخاب پسند اهل کمال ۱۲۹۷ھ

خاتمۃ الکتاب

از نتائج بعید یل ناظم بے نظیر ظہوری ظہور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ خانمحمد خان
متخلص بشہیر سلمہ القدیر

گاہے سخن از یار و گہے از سخن یار   دیوانۂ عشق سر و کار ست دل ما

امروز فکر تردد پرست پے سپر جادۂ اقبال ست و فضاے کار آگہی جولانگاہ توسن
خیال ماضی بحال قرین آمد و حال باستقبال ہمنشین شد گاہے برروے میر
دیدم و گاہے بمرزا رفیع رسیدم روزہا در انجمن ناسخم و شبہا ہم بزم آتش
مومن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیماے ما گزشتگان بحالیان مانند و
حالیان بآیندگان سخت پیوند آرے اینہمہ دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا
کہ دریافتہ آمد پیداست کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواہد ہم قم عیسی را از قفا می
دریابند و ہم آب زندگی را از جائے بہم رسانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش
برطرف شد صریر خامۂ معجز نگار ابو الخیر سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم باوقار
را رواج قم عیسی دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یارب
لطف این قم عیسی برفتگان روزی و فیض این آب زندگی بزندگان ارزانی
باد و اندرین میدان پیش کلیم پاگزاشتن ہما نا بیش از گلیم پا گزاشتن ست و دوش
تصور تہ این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلمش در دو یدلست
و صبا ممنون پا کشیدن عمریست کہ زبان ریختہ را بحال افتادہ و شاہد کمال را براہ استاد
است شغلے آورد کہ طلسم گنج کمال بکشاد و کارے کرد کہ اختلاط لفظ و معنی براہ افتاد
چون نہا شد نہال مراد امیر الملکی ست کہ برا ورنگ جامعیت نشستہ است و گل امید
والا جاہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ پست فطرتی درین نزدیکی بدرگاہ شر

قطعہ تاریخ از منشی سید احفاد علی سہسوانی

چون کلیم این کلام اہل کمال	مجتمع ساختہ بفکر رفیع
گفت احفاد سال تاریخش	چیدہ منتخب کلام بدیع ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از منشی محمد شاکر حسین شاکر ابن منشی صابر حسین صبا

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت	کہ دل فریفتہ او شد است وجان ہائل
نوشت مصرعۂ تاریخ خوش دا شاکر	بہار طور کلیم است نور دیدۂ دل ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب وکلیم

ابو النصر سید علی حسن خان صاحب بہادر سلیم

بو العجب تذکرہ مرتب شد	رونق جلوۂ بہار چمن
جلوۂ فکرت کلیم نمود	شمع بزم سخنوران روشن
از سر انبساط گفت سلیم	گلشن دلپسند اہل سخن ۱۲۹۷ھ

منہ سلمہ ربہ

ہے یہ بے مثل تذکرہ ایسا	جسکا ثانی نہین برب مجیب
فیض ہے حضرت کلیم کا یہہ	اسکا طالب ہی دور ہو کہ قریب
کون ہے جسکو یہہ پسند نہین	دیکھو کیا کیا لکھے ہین شعر عجیب
جلد کہدو سلیم فکر ہے کیون	اسکی تاریخ ہے عجیب وغریب ۱۲۹۷ھ